ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

تواریخ ڈھاکہ

جس مین بنگالہ کی تاریخ اجمالاً اور شہر ڈھاکہ کی تاریخ تفصیلاً لکھی گئی ہے

جس مین اس نامی شہر کے پرانے اور نئے مشاہیر کی تصویرین

اور صنادید قدیم و جدید کے نقشے دئے گئے ہین

مصنفہ

جناب منشی رحمن علی صاحب طیش مرحوم و مغفور

جسکو

جناب ڈاکٹر احمد علی صا[illegible]ب اسسٹنٹ سرجن آرہ خلف مصنف نے طبع کرایا

[illegible] ۱۹۱۰ء

مطبع سٹار آف انڈیا آرہ منشی محمد ظہور الحق کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

بعد حمد خداوند جل و علا و نعت حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ سرور انبیا باعث تخلیق ارض و سما بندہ ابجد خوان۔ دبستان ہیچ مدانی و نسخہ نویس مطب بے سوادی نقطہ موہوم و سہو العلم کاتب قدرت۔ امیدوار رحمت خداوند ازلی۔ ڈاکٹر احمد علی خلف حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول کشاف معضلات تحریر و تقریر شاعر فقیہ النظیر منشی رحمان علی مرحوم و مغفور متخلص بہ طیش متوطن ڈھاکہ متعالی آرہ۔ ارباب دانش و بینش کے خدمت سراپا برکت مین عرض کرتا ہے کہ قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی جناب والد ماجد صاحب جنت آرام گاہ نے بتاریخ ۳- جولائی ۱۹۰۵ء مطابق تاریخ ۱۹ اساڑھ سنہ ۱۳۱۲ بنگلہ

مین اس دار ناپائدار سے رحلت فرما کر رہ گرائے ملک بقا ہوے۔ کہ سنہ رحلت جناب ممدوح لفظ غفرلہ ١٥٥ھ سے ہویدا و آشکارا ہوتا ہے ۱۳۲۶ھ
حق سبحانہ و تعالےٰ اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی روح پر فتوح کی طفیل مین جوار رحمت و عالی علیئین مین جگہ مرحمت فرمائے آمین ثم آمین۔ حضرت ممدوح صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ اپنے تصنیفات سے چند کتابین نظم و نثر مین اور ایک اُردو کا دیوان یادگار چھوڑ گئے۔ پہلی کتاب۔ گلزار نعت۔ مدح مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ جس مین قصائد و غزلیات نعتیہ مندرج ہین۔ اور صدہا مرتبہ مطبع نظامی کانپور مین چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اور عاشقان رسول نے ہاتھون ہاتھ خرید لیا اور اسوقت بھی اوسکی مقبولیت وہی ہے۔ دوسری کتاب گلدستۂ خیال۔ جو اسٹار آف انڈیا پریس آرہ مین مصنف موصوف کے حیات مین چھپ کر اشاعت پا چکی ہے۔ تیسری کتاب گلشن قدرت تعلیم اطفال کے بارے مین ایک عمدہ اور مفید کتاب ہے۔ وہ اسوقت زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ہدیہ ناظرین کیجائیگی۔ چوتھے یہ کامل تواریخ ڈھاکہ۔ جسکے مطالعہ سے جناب مصنف موصوف کی وسعت نظر و تبحر علم و کثرت معلومات و وفور استعداد ظاہر و ثابت

ہوتی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہ تواریخ جناب مصنف مرحوم کی تمام عمر کی محنت وجان فشانی کا اعلے نتیجہ ہے۔ پانچوان دیوان طلیش جو ابھی تک حلیہ طبع سے آراستہ نہین ہوا ہے۔

اس تواریخ کے چھپ کر شائع ہونے کا جناب قبلہ وکعبہ موصوف کو از حد اشتیاق تھا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ حیات مستعار وعمر ناپائدار نے وفا نہ کی اور دل کی حسرت دل ہی مین رہ گئی۔ قبل از وقت معینہ کسی امر کا خواہش انسانی کے موافق ظہور پذیر ہونا بحکم کُلُّ اَمرٍ مَرھُونٌ بِاَوقَاتِھَا کہ مستبعد ہے۔ چونکہ انسان کے بقاے دوام وقیام نام ونشان کے ظاہرا دو ہی ذرائع معلوم ہوتے ہین ایک اولاد صالح وبرگزیدہ دوسرے تصانیف کار آمد وپسندیدہ لِلّٰہِ الحمد کہ جناب موصوف اِن دونون باتون مین کافی طور پر بہرہ یاب تھے۔ مگر چونکہ شق آخر الذکر مرجح تر ہے۔ باین سبب ونیز بعض بزرگان واعزہ واحباب کے اصرار سے مخصوص جناب فیض مآب عمیم الاخلاق صمیم الاشفاق جناب مولوی سیّد فدا علی صاحب ڈپوٹی کلکٹر ومجسٹریٹ ضلع شاہ آباد وجناب سید اولاد حسن صاحب خان بہادر فرسٹ انسپکٹر رجسٹریشن مشرقی بنگال وآسام کی مزید توجہ والتفات نے مجھے اس تاریخ کے طبع کرانے کی جرأت دلائی۔ جناب خان بہادر موصوف کو حضرت والد

ماجد صاحب قبلہ وکعبہ سے غایت رسم وراہ وازحد باہم اتحاد ویکدلی تھی چنانچہ اس حقیر کے ساتھ بھی ہنوز وہی شفقت بزرگانہ کا برتاؤ فرماتے ہین۔ اور نیازمند اس کا یہ دل سے ممنون وشکرگذار ہے خلاصہ کلام مین نے انہین حضرات کے اصرار سے یہ تاریخ طبع کرائی کہ بزرگون کا امتثال امر بھی ہو اور جناب والد ماجد صاحب قبلہ وکعبہ کی روح مقدس بھی شاد ومسرور ہو۔ اور پبلک بھی اسکے مطالعہ سے فائدہ اوٹھائے۔ خدائے پاک اپنی فیض عمیم سے اسے مقبول خاص و عام فرمائے۔

واضح رائے ناظرین والاتمکین ہو کہ تاریخ ہذا مین بعض بعض باتین جو بہ لحاظ مذاق زمانہ و ضرورت فن تاریخ نظرانداز ہوگئے ہین اسکو نیازمند نے حسب موقع آجتک کے حالات بطور خود اضافہ کردیا ہے۔ جس سے اب تاریخ ہذا پورے طور پر مکمل ہوگئی ہے۔



منشی رحمن علی صاحب طیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمدِ خداوندِ کبریا و نعتِ جناب سرورِ انبیا محمد مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم و علےٰ آلہ و اصحابہ اجمعین کے بعد واضح ہو۔ کہ شہر ڈھاکہ تخمیناً تین سو برس سے آباد ہے۔ اور قریب سٌو برس کے۔ بنگالہ۔ بہار اور اُڑیسہ اِن تین صوبون کا دار السلطنت رہا۔ اِس مابین مین جتنے صوبہ دار دہلی سے یہان آئے۔ سب اپنے ساتھ ہر فرقے کے لوگون کو لاتے گئے۔ اور ہر فن و حرفہ کے لوگ یہان آکر بسے۔ اہلِ علم۔ اہلِ قلم اہلِ سیف۔ اہلِ حرفہ و صنعت۔ اہل تجارت۔ خیاط۔ زردوز۔ رفوگر۔ اربابِ نشاط۔ نان پز۔ حلوائی وغیرہ۔ سب دہلی سے آئے یہ شہر اُسوقت وسعت و آبادی اور علم و حرفت مین دہلی کا نمونہ تھا اور بڑے بڑے صاحبِ دولت اور امیر کبیر اِس شہر مین تھے۔ ہر چند کہ مرشد آباد کے دار السلطنت بنگالہ ہونے کی وجہ سے اِس شہر کی آبادی گھٹتی گئی۔ مگر جسقدر لوگ یہان رہگئے۔ وہ سب اولاد

اُنھین لوگون کی ہین جو دہلی سے آگئے تھے۔ حرفت وصنعت
ہنوز اس شہر مین جسقدر باقی ہے بنگالے کے کسی اور شہر مین
اسکی نظیر نہین ہے۔ چنانچہ زرگری۔ مرصع سازی۔ زردوزی
رفوگری۔ چکن سازی۔ اور بادلہ کشی وغیرہ وغیرہ جیسی یہان
ہوتی ہے۔ بنگالے مین اور کہین نہین۔ سوتی کپڑے کے باب
مین تو ڈھاکہ لاجواب ہے۔ سارے ہندوستان اور دیگر ولایتون
مین اسکا نام مشہور ہے۔ انہین کپڑون کی تجارت کیواسطے غیر ولایت
کے لوگون نے یہان آکر بذریعۂ تجارت لاکھون روپے کمائے اور
بڑی بڑی زمینداریان اور کائیات حاصل کین۔ مغل۔ گریک
ارمنی۔ انگریز۔ فرانسیس۔ پرتگیز۔ ڈینمارک وغیرہ سب انہین۔
کپڑون کی تجارت کیلیے یہان آئے۔ اور بڑے امیر وکبیر ہوگئے۔
اسلامی سلطنت کے قبل اطراف شہر کا ایک ایک پرگنہ ہر ہر
وقت مین دارالسلطنت بنگالے کے نام سے مشہور رہا جیسا
سونارگانون۔ بکرم پور۔ اور بھوال وغیرہ۔ مسلمانون کی عملداری
مین بھی اُنہین دارالسلطنت قایم رہی۔ افغانون کے عہد مین
بھی اکثر جگہہ اطراف ڈھاکے مین شہر آباد تھے۔ مغلیہ سلطنت کے
آغاز مین اکبر بادشاہ کے عہد تک سُنارگانون۔ دارالسلطنت بنگالے کا

رہا۔ جہانگیر شاہ کے وقت مین اسلام خان نے شہر ڈھاکہ آباد کرکے اسکا نام جہانگیر نگر رکھا۔ اور دار السلطنت سونار گانون سے منتقل کرکے ڈھاکے مین لایا۔ جب سے وہ غیر آباد اور دیہات ہوگیا۔

اطراف شہر مین ہنوز قدیم تعمیرات موجود ہین۔ اور آثار شہرون کے نظر آتے ہین جنکی اور شہر کی قدیم عمارتون کے بیان مین ایک کتاب حسب ایماے گورنمنٹ۔ مولوی سید اولاد حسن صاحب خان بہادر فرسٹ انسپکٹر آف رجسٹریشن پورب بنگالہ و آسام نے انگریزی مین لکھکر گورنمنٹ کی نذر کی ہے۔ اُس کتاب کے اکثر مقامات کی نقل اس کتاب کے بہرہ بست و نہم (۲۹) مین مندرج ہے۔ اُنمین اکثر مساجد۔ مقبرے وغیرہ چار یا پانچسو برس کے بنے ہوئے ہین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس ضلع ڈھاکہ مین صدہا سال مسلمانون کی سلطنت رہی ہے اور بڑے بڑے ذی اقتدار اور مستقل بادشاہونکا یہ دار السلطنت رہا۔ جنکی نشانیان ہنوز باقی ہین۔

لہذا ایسے ضلع اور شہر کی ایک مکمل تواریخ ہونی نہایت ضرور ہے۔ اسلیئے بعض احباب کے اصرار سے خاکسار رحمٰن علی ابن منشی سبحان علی مرحوم متوطن شہر ڈھاکہ نے بجید تمام کتب مفصلہ ذیل سے اور قدیم لوگون کے بیان سے تاریخی واقعات اور

قدیم حالات جمع کرکے یہ تواریخ ڈھاکہ اردو زبان مین تحریر
کی تاکہ تمام حالات اور واقعات سے اِس ضلع اور شہر کے ہر خاص
و عام کو واقفیت کلی حاصل ہو۔ اور یادگار خاکسار کی قائم رہے۔
امید عواطفِ کریمانہ ناظرین سے یہ ہے کہ جہان کہین غلطی عبارت
کی نظر مبارک مین آئے قلم اصلاح سے درست فرمائین اور خاکسار
کو دعاے خیر سے یاد کرین۔

ابیات

غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزِ برحمت	کُند در حق این مسکین دعائے

تفصیل کتب تواریخ جنسے اس کتاب مین مدد لیگئی ہے

۱ ڈاکٹر جیمس ٹلر صاحب کی ٹوپوگرافی اینڈ اسٹیٹکس آف ڈھاکہ محررہ ۱۸۴۰ء عیسوی۔
۲ ڈاکٹر جیمس وائز صاحب کا نوٹس آف دی ریلیجس کاسٹس اینڈ ٹریڈس
آف ایسٹرن بنگال نوشتہ ۱۸۸۳ء۔
۳ تاریخ بنگالہ مؤلفہ مولوی عبدالرؤف مترجم صدر دیوانی کلکتہ۔
۴ تاریخ نصرت جنگی مؤلفہ نواب نصرت جنگ بہادر نائب ناظم ڈھاکہ۔
۵ ایڈمنسٹریشن رپورٹ آف مسٹر سی ای بکلنڈ صاحب کمشنر ڈھاکہ۔
۶ اِنڈو اریئنس آف ڈاکٹر راجندر لال متر جلد دوم ۱۸۸۱ء۔
۷ نوٹس اون دی ایڈمنسٹریٹیو آف ڈھاکہ مؤلفہ مولوی سیّد اولاد حسن صاحب
اسپشل سب رجسٹرار ڈھاکہ ۱۹۰۴ء۔

BY PERMISSION

RESPECTFULLY DEDICATED

TO

The Hon'ble Colonel R. N. CAMPBELL

C. I. E.; I. M. S.

Inspector General

OF

CIVIL HOSPITALS,

EASTERN–BENGAL AND ASSAM.

BY

The editor, the author's son,

In token of the high regard he has for him.

1910.

بنام

جناب آنریبل آر۔ ان کیمبل صاحب

بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای + آئی۔ اِم۔ اس۔

انسپکٹر جنرل اسپتال ہاے ملکی

مشرقی بنگال و آسام

جنکی عزت خاکسار احمد علی کی نظرون مین بہت ہے۔

معنون کرتا ہے

سنہ ۱۹۱۰ء

تفصیل بہرہ ہاے تواریخ ڈھاکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تواریخ ڈھاکہ

بہرۂ اول حدود وحالات زمین وندیان وپرگنہ جات وتھانہ جات وغیرہ

حدود ضلع ڈھاکہ

یہ ضلع صوبۂ بنگالے کے پورب حصے مین واقع ہے۔ اُس کے اُوتّر ضلع میمن سنگہ دکھن ضلع باقر گنج پورب ضلع تپرہ اور پچھم ضلع فرید پور اور پبنہ ہے۔ سابق مین ضلع باقر گنج اور فرید پور ضلع ڈھاکہ کے شامل تھے اور کُل اضلاع ملکر ڈھاکہ جلال پور کے نام سے ایک ضلع مشہور تھا۔ اِسوقت جسقدر ضلع ڈھاکہ ہے اور جسکی چوحدی اوپر بیان ہوئی اُس کی لنبائی اُوتّر دکھن ستر میل اور چوڑائی پورب پچھم اُنسٹھ [۵۹] میل ہے۔

اس ضلع کے تین حصون مین ایک حصہ جنگل ہے جسمین کسی طرح کی زراعت نہین ہوتی ہے۔ اور ساتوان حصہ بڑی بڑی ندیان اور نالون کے تحت مین ہے

اس کے دکھن حدود سے سمندر یعنے خلیج بنگالہ اسی میل ہے۔

سیلابی

اس ضلع کے پورب اور دکھن حصون کی نشیب اور مزروعی زمین برسات کے موسم مین بڑی بڑی ندیون اور اُنکے نالون کی سیلابی سے تہ آب ہوجاتی ہے اور دوفیٹ سے چودہ فیٹ تک پانی اُن زمینون پر چڑھ جاتا ہے۔ ایام بارش مین اکثر اس ضلع کے پورب اور دکھن حصے کے دیہاتیون کو سیلابی کے سبب بڑی تکلیف ہوتی ہے اور اکثر اُنکے گھرون مین اسقدر پانی ہوتا ہے کہ گھرون کے اندر مچان باندھکر سکونت کرتے ہین اور اُن کے مویشی پانی مین کھڑے رہتے ہین دانہ وگھاس نہ ملنے کے باعث اور دو تین مہینے تک پانی مین رہنے کی وجہ سے۔ اکثر مرجاتے ہین مگر زراعت کو کسی طرح نقصان نہین پہونچتا ہے بلکہ جس سال پانی کم ہوتا ہے زراعت کو نقصان پہونچتا ہے۔

جنگل ورجنگلی جانوران

جنگل ورجنگلی جانوران

اس ضلع کے اُوتر حصے کی زمین اونچی اور اکثر جنگل ہے بعض بعض جنگل نہایت گھنے اور بڑے بڑے جنگلی درختون سے معمور ہین جس مین شیر بھالو۔ ہرن اور سؤر وغیرہ درند جانور رہتے ہین اکثر صاحبان انگریز اور عمائد شہر وہان شکار کھیلتے ہین۔ اور ہاتھیون پر سوار ہوکر جنگلی جانورون کو

مارتے ہین۔ اُن جنگلون کے کنارے چھوٹے چھوٹے نالون کے قریب جو مزروعی زمین ہین اُس مین وہان کے کاشتکار سرسون اور تِل وغیرہ کی کھیتی کرتے ہین۔

اس ضلع کا پورب حصہ لکھیا اور میگنا ندیون کے درمیان واقع ہے اور اِس مین سیلابی بہت زیادہ ہوتی ہے اِس کی زمین بہ نسبت پچھم حصے کے زیادہ زرخیز ہے اور زراعت خوب ہوتی ہے یہان ہندو راج کا قدیم شہر سُنار گانون واقع تھا جو اِسوقت بالکل ویران ہے

اس ضلع کا دکھن حصہ بھی نہایت زرخیز اور اچھی مزروعی زمین ہے جسکے پورب کو میگنا ندی اور پچھم اور اُوتر پچھم جانب پدما یعنے گنگا اور اُوتر دلہسری تُلسی کھالی اور بوڑھی گنگا۔ ندیان ہین۔ دکھن کو ضلع باقر گنج ہے جسکی سرحد میگنا مچھوا کھالی اور پدما ندیون نے الگ کی ہے اِس حصے کی تمام زمین برسات مین اُن ندیون کے پانی سے سیلاب ہو جاتی ہین اور زمین پر ۲ فیٹ سے لیکر چودہ ۱۴ فیٹ تک اور کہین کہین سترہ ۱۷ اٹھارہ فیٹ بھی پانی ہوتا ہے یہ سیلابی پورب بنگالے کے اکثر حصون مین ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے اِس سیلابی کا حصار یہ لکھا ہے کہ پورب ضلع ڈھاکہ پچھم ضلع فرید پور جو چالیس ۴۰ میل ہے اور دکھن پرگنہ بکرم پور سے لیکر جعفر گنج اور وہان سے اوتر پچھم ضلع نٹور تک جو ایک سو

میل کا فاصلہ ہے یہ سیلابی ہوتی ہے اس مابین کی زمین جولائی اگست اور ستمبر ان تین مہینونمین بالکل تہ آب رہتی ہے اسکے بیچ بیچ مین اونچی زمینین مثل ٹیلون کے ہین جنمین بستیان ہین اور باقی تمام زمینین پانی سے ڈوب جاتی ہین اور اُسمین دھان کی کھیتیان ہوتی ہین۔

ندیان

ندیان

اس ضلع کو پدما۔ برم پوتر۔ اور میگنا ندیون کی شاخون نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے یہی تین اصل ندیان ہین اور جتنی ندیان ہین سب انہین تینون کی شاخین ہین اس ضلع کے پچھم اور دکھن حصے مین پدما ندی بہتی ہے جس نے اس ضلع کو ضلع فرید پور اور باقر گنج سے الگ کیا ہے اور جسکی چوڑائی کہین کہین دو میل اور کہین کہین چار میل کی ہے اوسکی دو بڑی شاخین ہین ایک کا نام کرتی ناسا اور دوسری کا نام نیا بھنگنی جو نہایت چوڑی اور تیز دھار والی ندیان ہین ان ندیون نے راج نگر کی راج باڑی اور اُسکے علاقے جات اور پرگنہ بکرمپور اور موضع لاکچی پور کا دکھن حصہ تباہ کر دیا ہے برم پوترا ندی نے اس ضلع کے اوتر پچھم حصے کو گھیر لیا ہے برسات کے موسم مین اس ندی کا پاٹ دو میل چوڑا ہوتا ہے جینائی یعنے جمنا اور نہار یہ دونون ندیان اُسکی شاخین ہین میگنا ندی ضلع ڈھاکہ اور ضلع پترہ کے درمیان بہتی ہے یہ ندی جہان برم پوتر سے ملی ہے ایک میل سے زیادہ



تصویر ڈھاکہ ازجانب دریا

Santi Press, Dacca.

چوڑی ہے جس جگہ پدماندی سے ملی ہے دومیل سے زیادہ اوسکا پاٹ
ہے یہ ندی (میگنا) بھی اصل مین برم پوترا ندی کی جو آسام کی طرف سے
آئی ہے شاخ ہے برم پوترا کی دوسری شاخ جو ضلع میمن سنگہ کے
سب ڈیویزن (محکمہ) جمال پور کے نیچے سے بہتی ہوئی آئی ہے اوسی کا
نام جنیائی (جمنا) ہے یہ بھی بہت چوڑی ندی ہے اوسکی پھر دو شاخین
نکلی ہین ایک شاخ جو اس ضلع کے پچھم طرف سے آکر پدماندی سے
ملی ہے اوسکا نام جنیائی یا جمنا ہے اور دوسری شاخ دہلسری ندی ہے
دہلسری سابق مین پدما کی ایک شاخ تھی۔ اسوقت پدما کیطرف کا مُہانہ
بند ہوکر جمنا کی سوت اسمین جاری ہے اور اس ندی کا پاٹ برسات
مین دومیل چوڑا ہوتا ہے بوڑہی گنگا ندی جو شہر ڈھاکہ کے نیچے بہتی ہے
سابق مین یہ بھی پدماندی کی ایک شاخ تھی جو اسوقت دہلسری ندی
کی شاخ ہے۔ لکھیا ندی جو اس ضلع کے بیچون بیچ مین نراین گنج کے نیچے
بہتی ہے برم پوترا کی ایک شاخ ہے اوسکا پانی نہایت ہلکا اور صاف ہے

پیداوار

پیداوار

اس ضلع کا عام پیداوار۔ دھان۔ سرسون۔ تل کنگنی۔ مٹر کہساری
روئی کسم پھول۔ سن پاٹ آدرک۔ ہلدی۔ پیاز۔ مرچ۔ تمباکو۔ اور

اقسام طرحکی ترکاریان اور پھل ہین۔ آمبہ۔ کٹھل۔ کیلا۔ اناناس۔ اور گنڈیری بھی پیدا ہوتے ہین۔ مگر زیادہ ترکھیتی وہان پاٹ کی ہوتی ہے۔ کسم کے پھول یہان کے بہت عمدہ ہوتی ہین۔ اکثر یورپ مین اوسکی دانگی بہت ہوتی ہے اور اوس سے نہایت عمدہ سُرخ رنگ نکلتا ہے۔ ہندوستان اور بنگالے مین بھی اُسکے رنگ کی بڑی قدر ہے اکثر کپڑے رنگے جاتے ہین۔ پیشتر نیل کی کھیتیان بہت ہوتی تھین جب سے نیل کی کوٹھیان موقوف ہوئی ہین نیل نہین ہوتا ہے۔ اِسوقت پاٹ کی کوٹھیان جاری ہونے کیوجہ سے پاٹ کی کھیتی کثرت سے ہوتی ہے۔

سب ڈیویزن

سب ڈیویزن

اِس ضلع مین تین سب ڈیویزن یعنے محکمے ہین مانک گنج۔ منشی گنج۔ اور نراین گنج۔

محکمہ مانک گنج

محکمہ مانک گنج اِس ضلع کے پچھم حصے مین دھلسری ندی کی ایک شاخ کے کنارے پر واقع ہے آب و ہوا یہان کی اچھی نہین جاڑے کے دنون مین یہ ندی کی شاخ خشک ہو جاتی ہے اکثر ملیریا (صفراوی) بُخار کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس محکمے مین ڈیپوٹی مجسٹریٹ اور منصف کی کچہریان ہین رجسٹری آفیس پوسٹ آفیس ہسپتال اور تھانہ ہے بازار مین پختہ مکانات اور ہر طرح کی دوکانین ہین ہر ہفتے مین دو بار ہاٹ جمتا ہے

سب طرح کی چیزین ملتی ہین اچھی آبادی ہے۔

محکمہ منشی گنج

محکمہ منشی گنج اس ضلع کے دکھن حصے مین میگنا ندی کی ایک شاخ کے کنارے واقع ہے آب و ہوا یہان کی اچھی ہے مغلیہ عملداری مین یہان ایک قلعہ میر جملہ کا بنایا ہوا تھا جو قلعہ ادراک پور کے نام سے مشہور اور کسیقدر حصہ اوسکا ہنوز باقی ہے اوس مین یہان کے سب ڈیویزنل افیسر کی کوٹھی ہے۔ یہان بھی ڈپٹی مجسٹریٹ اور منصف کی کچہریان ہین سب رجسٹری آفیس پوسٹ افیس ہسپتال اور تھانہ ہے۔ پختہ مکانات اور بازار مین ہر طرح کی دوکانین اور سب قسم کی چیزین موجود ہین ہفتہ وار ہاٹ بھی ہوتا ہے۔

محکمہ نراین گنج

محکمہ نراین گنج شہر سے آٹھ میل پورب لکھیا ندی کے پچھم واقع ہے یہ محکمہ اسوقت مثل ایک شہر کے ہوگیا ہے سابق زمانے سے یہان ہر طرح کی تجارت اور نمک کا کاروبار جاری ہے یہ ایک بندر ہے اکثر جہازون کی آمد و رفت رہتی ہے۔ چاٹگام اور نواکھالی سے نمک کی آمدنی کثرت سے یہان ہوتی تھی (اس وقت ولایتی نمک آنے کے سبب سے وہ نمک کے کارخانے موقوف ہوگئے ہین) اور سب طرح کا اناج اور تیل گھی چینی۔ گڑ۔ ڈلی۔ ناریل۔ تمباکو۔ پاٹ روئی۔ مصالح وغیرہ کی کثرت سے آمدنی اور رفتنی ہے۔ کشتیان۔ جہاز۔ اسٹیمر۔

اور سلف (چھوٹے جہاز) ہمیشہ کثرت سے دریا مین رہتے ہین۔ ارکانی اور چینی اکثر یہان سے ڈلی چینی۔ تمباکو وغیرہ خرید کر لیجاتے ہین اسوقت ریل اسٹیشن کے ہونے سے اور بھی زاید تجارت کی راہ کھلی ہے۔ کلکتہ چاٹگام بریسال سلہٹ اور آسام وغیرہ کے اطراف سے اسٹیمر یہان آتے ہین اور یہان سے مال تجارت اور پاسینجر لیکر چہار طرف جاتے ہین اور انگریز ارمنی گریک وغیرہ اقوام کے سوداگرون نے بہت سے پاٹ کے کارخانے یہان جاری کئے ہین۔ اِن کارخانون مین پاٹ کی آمدنی ورفتنی کثرت سے ہوتی ہے اور پُرمنفعت کاروبار جاری ہے۔

اِس محکمے کے متعلق مغلیہ سلطنت کے صوبہ دار میر جملہ کے بنائے ہوئے کئی ایک قلعے تھے۔ جنکا ایک قلعہ حاجی گنج مین بھی تھا اسوقت وہ سب قلعے ایکبار منہدم ہو گئے ہین کوئی نشان باقی نہین ہے۔ بغاوت کے چند سال پیشتر حاجی گنج کے قلعہ مین جے پی وائز صاحب کی ایک نیل کی کوٹھی تھی اور اِس ضلع کے اکثر مقامات مین اور بھی بہت سی کوٹھیان نیل کی تھین جن مین نیل تیار ہوتا تھا اور نیل کا بڑا کاروبار جاری تھا یہ نیل اور ولایتون مین روانہ ہوتے تھے اِسوقت وہ کاروبار بالکل موقوف ہو گیا ہے اور اُس کی جگہ پاٹ کے کارخانے جاری ہوئے ہین حاجی گنج کے قلعہ کی زمین اِسوقت نواب صاحب ڈھاکہ کے قبضہ مین ہے۔ جسمین

ایک عالیشان مکان بنام حفیظ منزل بنا ہے۔ اس محکمے مین بھی ایک مجسٹریٹ اور دو منصفونکی کچہریان ہین سب رجسٹری آفیس پوسٹ آفیس اسپتال اور تھانہ ہے۔ کثرت مقدمات کیوجہ سے کبھی کبھی چار منصف بھی یہان مقرر ہوتے ہین۔

پرگنات

محکمہ نراین گنج کے پورب لکھیا اور میگنا ندیون کے درمیان پرگنہ سنارگانون واقع ہے جس مین مسلمانون کی عملداری کے قبل بنام سونارگانون ایک شہر تھا اسوقت اُس شہر کا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف ایک پنام کا بازار ہے جسمین ساہوکار لوگ بسے ہوے ہین اور اچھی آبادی ہے پختہ مکانات مندر وغیرہ بہت سے بنے ہوئے ہین سابق شہر کے نشانون مین ڈوپکے پل ہنوز موجود ہین ہندوراج مین یہ شہر بہت وسیع اور آباد تھا۔ اسوقت بالکل دیہات اور کہین کہین جنگل ہوگیا ہے مسلمانون کے زمانے کی بھی چند مسجدین اور عمارات ابتک ہین مگر نہایت شکستہ و ویران اور جنگلون سے گھر گئی ہین۔

ڈاکٹر ٹیلر صاحب وغیرہ لکھتے ہین کہ کس مقام پر یہ شہر واقع تھا ٹھیک نہین معلوم ہوتا ہے مسلمانون کی عملداری مین جہان جو بادشاہ مقیم ہوا اسی جگہ کا نام بلدۂ سُنارگانون ہوا جسوقت مگرا پاڑی مین شاہی اقامت ہوئی اُس کا نام بلدۂ سنارگانون تھا اور جب ملی نگر مین بادشاہی قیام گاہ ہوئی اسکا نام بھی بلدۂ سُنارگانون ہی رہا۔ آئین اکبری مین مگرا پاڑی کو سُنارگانون لکھا ہے اور علیسیٰ خان کے وقت مین خضر پور سُنارگانون کے نام سے مشہور تھا۔ سُنارگانون مسلمانون کی عملداری مین بھی دو سَو برس تک دارالسلطنت رہا۔ نوٹس آف دی اینٹی کیوٹی آف ڈھاکہ آف مولوی سید اولاد حسن صاحب خان بہادر مین لکھا ہے کہ غالباً یہ شہر سُنارگانون بید کے بازار کے قریب تھا فقط

اس پرگنے مین نانگل نبد پنچی گھاٹ ہندو کی ایک بڑی نامی تیرتھ گاہ ہے یہ گھاٹ برم پوترا ندی کی ایک شاخ کے کنارے پر واقع ہے ہر سال بنگلہ چیت اور عیسوی مارچ مہینے مین یہان ہندون کے اشنان کا ایک بڑا میلا ہوتا ہے اور دور سے یعنے بنگالہ بہار اور ہندوستان کے اکثر صوبے کے لوگ کثرت سے اس اشنان کے واسطے آتے ہین اور ڈ۲ور وز تک بڑا میلا جمع رہتا ہے

اس پرگنہ مین ڈامیرا ایک مشہور ہاٹ ہے جہان ہر جمعہ کو ڈھاکے کا نامی جامدانی۔ تنزیب۔ اور ململ وغیرہ کپڑون کی آمدنی ہوتی ہے اور شہر کے تجار وہان سے خرید لاتے ہین اس ہاٹ کے اطراف مین دور دور تک جلاہون کی بستی ہے اور یہی جلاہے وہ سب کپڑے تیار کرتے ہین اکثر اِن مین مسلمان ہین۔

اس پرگنے کی پیداوری دھان روئی۔ ہلدی۔ آدرک۔ ڈتی۔ اور پان ہے یہان کی آبادی مین ہندو مسلمان دونون برابر ہین مگر جلاہے زیادہ مسلمان ہین۔

بکرم پور

پرگنہ بکرم پور شہر ڈھاکہ سے بارہ میل دکھن کیطرف واقع ہے جسکے پورب کو میگنا ندی اور پچھم پدما (گنگا) اور دکھن اسی پدما کی شاخ کرتی ناسا ندی اور اوتر پرگنہ جلال پور ہے۔ یہ پرگنہ اس ضلع ڈھاکہ کا

ایک بہت بڑا زرخیز پرگنہ ہے یہان دھان گیندیری۔ روئی کسم پھول
پان۔ ناریل۔ ڈلی۔ آمبہ۔ اور اقسام طرح کی عمدہ کیلی۔ اور لیمو۔
پیدا ہوتے ہین۔ اس پرگنہ کے پورب حصے مین بھٹی (بستی) زمین زیادہ
ہے۔ یہ بھٹی زمین زراعتی نشیب زمین سے اونچی اور مثل ٹیلون کے
ہے۔ جن مین بستیان ہین۔ اور اُنکے بیچ مین زراعتی نشیب زمین
اور نالے ہین۔ اور پچھم حصے مین اکثر جگہہ نل کے جنگل اور
جھیل ہین۔

اس پرگنے کی بستیان نہایت گھنی اور باشندے یہان کے زیادہ
ترہنود ہین۔ یہ پرگنہ زمان قدیم یعنے ہندو راج مین بنگالے کا دارالسلطنت
تھا راجہ بکرماجیت کے وقت سے مسلمانون کی عملداری تک برابر یہان
ہندو راجون کا مسکن تھا جسکا نشان ابتک باقی ہے۔ مقام رام پال ہین
جو علیحدہ بستی دریاے مین مِل فصل کے اور فرنگی بازار سے تھوڑا پچھم ہے بلال
باری ایک مشہور جگہ ہے جہان راجہ بلال سین کا مکان تھا اور یہ مکان
تین ہزار فیٹ مربع زمین پر واقع تھا اور چارون طرف دو سو فیٹ چوڑا
نالہ کھودا ہوا تھا ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ چند سال ہوے کسی کسان نے
یہان زمین کھودنے مین ایک ٹکڑہ ہیرے کا پایا تھا جسکی قیمت ستر ہزار روپیہ
ہوئی تھی اسوقت مکان کا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف کہین کہین

کچھ انیٹ اور دیواروں کی نیو ملتی ہے۔

بلال باڑی کے قریب ایک گہرا خندق اگنی کُنڈ کے نام سے مشہور ہے کہتے ہین کہ بکرم پور کا اخیر راجہ[1] جو مسلمانون کے ہاتھ سے ہزیمت پاکر مع اپنے اہل و عیال کے اسی اگنی کنڈ مین گرکر جلگیا تھا بلال باڑی مین ایک تالاب میٹھا پوکھر کے نام سے مشہور ہے جسمین اِس راجہ اور اُسکے اہل و عیال کی لاشین بعد جل جانے کے ڈالی گئین تھین اِس اطراف کے لوگ اس تالاب کو مقدس سمجھکر اِسکا پانی استعمال اور اُسکے کنارے کی مٹی لینے سے پرہیز کرتے ہین۔ بلال باڑی سے نصف میل کے اندر پیر آدم یا بابا آدم کا مقبرہ ہے جو مسلمانون کی آغاز عملداری مین پہلا قاضی مقرر ہوکر آیا تھا یا یہ وہی شخص ہے جس سے بلال سین لڑا تھا یہ بہت بڑا مقبرہ ہے اور ہنوز اس اطراف کے مسلمانون کی حفاظت مین ہے۔

اِس پرگنے مین اور بھی بہت سی جگہ قابل ذکر کے ہین کِدار پور مین راجہ چاند رائے کا مکان جو بُدھ قوم کا راجہ تھا ایک نامی جگہ ہے اِسوقت سوائے اینٹون کے ڈھیر کے اور کوئی نشان باقی نہین ہے بالکل جنگل اور ویران ہوگیا ہے۔ راجہ باڑی کا مٹھ (مندر) یہ بڑا عالیشان اور نہایت

---

[1] تواریخ سے ثابت ہے کہ بکرم پور کا اخیر راجہ جسنے مسلمانونکے ہاتھ سے ہزیمت پائی تھی اسکا نام لکھمینہ تھا۔ بلال سین نہین اس اگنی کنڈ کا بانی بلال سین ہے جس نے بابا آدم سے لڑائی کی تھی بہرہ نسبت و نہم مین اوس کا حال لکھا گیا ہے۔

بلند ہے جو پدما اور میگنا ندیون سے نظر آتا ہے فرنگی بازار بھی اِس پرگنے مین ایک مشہور جگہ ہے جس مین پرتگیس قوم کے لوگ بسے ہوئے ہین یہ قوم سنہ ۱۶۶۴ء مین نواب شایستہ خان کے عہد حکومت مین تجارت کے ذریعہ سے یہان آکر بسی تھی اب یہ لوگ بنگالی رعایا کیصورت اور وضع کے ہوگئے ہین اور کاشتکاری کرتے ہین۔ یہ بازار پیشتر ایک بڑی تجارت گاہ تھی اِسوقت ایک گانون ہوگیا ہے [۱]

ادراک پور جو عیسلی متی ندی کے کنارہ پر واقع ہے۔ فرنگی بازار سے دکھن تین میل دور ہے۔ اور اک پور کا میلا جو کارتک بارنی کے نام سے

---

[۱] ڈاکٹر جیمس وایز صاحب اپنے نوٹس مین لکھتے ہین کہ بنگالے مین پرتگیس قوم کے جہاز کی آمدشد پہلے سنہ ۱۵۱۶ء سے شروع ہوئی ہے اور چاٹگام مین یہ لوگ تجارت کرتے تھے رفتہ رفتہ وہان بہت سی تجارت گاہین قائم ہوئین۔ اور بہت لوگ اس قوم کے وہان رہنے لگے تجارت کے سوا سمندر مین ڈکیتی بھی کیا کرتے تھے اکثر دیسی اور ادکانی جہازون کو لوٹتے تھے اسلیئے راجہ ارکان نے فوج بھیجکر انکو تاخت اور تاراج کرکے چاٹگام سے نکالدیا یہ لوگ جزیرہ سندیپ اور اطراف نواکھالی مین آکر بسے وہان بھی وہی فعل شروع کیا اور پٹھانون کی عملداری مین یہ لوگ کی بار نکالے گئے جب سلطنت مغلیہ کیطرف سے اسلام خان نے شہر ڈھاکہ بسایا اُسوقت صوبہ دار اسلام خان کی اجازت سے یہ لوگ ڈھاکے مین آکر تجارت کرنے لگے اور کچھ لوگ فوج مین بھی داخل ہوئے چند زمانہ کے بعد یہ لوگ پھر سمندر کی رہزنی اور چاٹگام مین بغاوت اور شورش برپا کرنے لگے کیونکہ اُسوقت اُن کو ایک فوجی قوت حاصل ہوگئی تھی سنہ ۱۶۶۴ء مین جب نواب شایستہ خان نے بہت سے پرتگیسون کو قید کرکے ڈھاکے مین لاکر اطراف ڈھاکے مین بسنے کی اجازت دی اُسی زمانے سے یہ لوگ فرنگی بازار تیز گانون اور نواب گنج مین بسے ہین ان کے گرجے بھی وہان قائم ہین تیز گانون کے گرجے کے متعلق بہت سی زمین ہے جسکی محاصل اچھی ہے۔ اسوقت انھین کی اولاد اِن مقامون مین بستے ہین اور مزروعی حالت مین دیسی رعایا سے ملے جلے زراعت کرتے ہین اور سب کرستان ہین مگر وضع دیہاتیون کی ہے ۔

مشہور ہے بہت بڑا میلا ہوتا ہے۔ یہ میلا پہلے اکتوبر کے مہینے سے شروع ہوتا تھا اب نومبر کے اخیر سے شروع ہوتا ہے اور ایک مہینہ رہتا ہی اس میلے مین بنگالہ۔ بہار اور ہندوستان کے اکثر صوبون کے تاجر کثرت سے آتے ہین اور ہر طرح کا مال اور اجناس لاتے ہین ہر قسم کے کپڑے شترنجی غالیچے کمبل شال دوشالے ولایتی کپڑے اور ہر طرح کی ولایتی چیزین دیسی روئی صابون موم۔ پتھر۔ کی چیزین چوبی اسباب[1] اور جوتا وغیرہ گوٹا پٹھا پشمینے کپڑے بنارسی زرلفت کپڑے چاندی سونے کی چیزین جواہرات ہر قسم کے مرصع زیورات سبزہ و گرم مصالح ادویات کتارے دھان چانول۔ گیہون۔ جو۔ سرسون چنے۔ مٹر۔ اور ہر طرح کی دال وغیرہ کاٹھ اور مٹی کے کھلونے۔ پتلے اور بانس۔ چٹائی۔ وغیرہ سب طرح کی چیزون کی آمدنی ہوتی ہے اور ہزارون دوکانین لگتی ہین۔ لاکھون روپے کی خرید فروخت ہوتی ہے اتنا بڑا میلہ صوبہ بنگال مین کہین نہین ہوتا ہے۔

پرگنہ راج نگر

پرگنہ راج نگر۔ یہ پرگنہ بھی زرخیزی اور آبادی مین پرگنہ بکرم پور کے برابر ہے اوسکی دکھن طرف کرتی ناسا ندی اور پچھم پدما (گنگا) اور پورب سمت میگنا ندی ہے اوسکی زمین بکرم پور کے پورب حصے کی زمین کے بہ نسبت ہموار ہے۔ اس پرگنے کی بہت سی زمین کرتی ناسا

[1] تانبا پیتل کاسا اور لوہے کے اجناس بانس چٹائی اور چمڑے کے اسباب۔

ندی نے شکست کردی ہے۔ یہان کی اصل زراعت دھان ہے جو کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ ڈلی۔ پان۔ سرسون۔ کھساری۔ مونگ۔ وغیرہ بھی پیدا ہوتے ہین۔ چندسال پیشتر یہان نیل کے کارخانے بہت سے تھے اور اکثر جگہ نیل کی کھیتی ہوتی تھی یہان کی زمین بھی دریا کی سالانہ سیلابی سے تہ آب ہوجاتی ہے مگر اُسقدر پانی نہین ہوتا ہے جیسا پرگنہ بکرم پور کے دکھن اور پورب حصون مین ہوتا ہے اور مئی اور جون مہینے کی دکھنا ہوا اور طوفان سے یہان کی زمین مین اکثر پانی زیادہ ہوتا ہے جس سے زراعت کی اکثر نقصانی ہوتی ہے ۱۸۸۵ء کی بڑی سیلابی مین اس پرگنے کی بہت سی زمین کی بڑی تباہی ہوئی تھی اس پرگنے مین مسلمان کم اور ہنود زیادہ ہین بودھ قوم کے ہنود زیادہ ہین۔

راجہ راج بلبھ یہ پرگنہ راجہ راج بَلبَہ کی زمینداری تھی جو صوبہ بنگالے کا دیوان تھا یہ اُسی کے نام سے نامزد ہے اس زمینداری مین چارسو تعلقے تھے جسکی سالانہ مالگذاری قریب تین لکھ روپے کے ادا ہوتی تھی راجہ راج بَلبَہ کی زمینداری ۱۸۰۰ء تک قایم تھی بعدازان اوسکی اولاد مین تقسیم ہوگئی اور آپس کے تنازع سے برباد اور بہت سی زمین گنگ شکست مین تباہ ہوگئی راجہ راج بَلبَہ کا مکان کرتی ناسا دریا کے کنارے مقام راج نگر مین واقع تھا جسکا حصہ کسیقدر ہنوز باقی ہے یہان بہت سے عالیشان

عمارتین اور بڑے بڑے بلند مٹھ (منار) تھے جو گنگ شکست مین منہدم ہو گئے ہین۔

پرگنہ بھوال

پرگنہ بھوال۔ یہ پرگنہ شہر ڈھاکہ کے اوتر سمت لکھیا ندی کے پچھم برم پوتر ندی کے دکھن اور پرگنہ ابیٹیہ اور طالب آباد کے پورب واقع ہے۔ اِس پرگنہ کی زمین کے اوتر طرف کا حصہ زیادہ جنگل ہے اور دکھن اور پورب حصے کی زمین مین سرسون۔ تل۔ روئی پاٹ اور اقسام طرح کی ترکاریان انبہ۔ کٹھل۔ انناس۔ لٹکو۔ املی انجیر۔ تاڑ وغیرہ اور کاہی گھر چھانے کی گھاس کثرت سے ہوتی ہے۔ اس پرگنے مین کئی ایک بڑی بڑی جھیلین ہین جنمین کھانا سنگھاڑا اور سپلا۔ (نیلوفر) بہت پیدا ہوتے ہین۔

اس پرگنے مین بھی بہت سے پرتگیس کرستان کی بستیان ہین اور ایک رومن کیتھلک گرجا ہے جسکے علاقے مین بہوال اور اُسکے اطراف مین بہت سی زمین ہے جو اچھی آمدنی کی ایک زمینداری ہے۔ اس پرگنے کے باشندون مین پانچہزار سے زاید کرستان ہین اور باقی نیچ قوم کے ہندو مثل چنڈال باگدی اور چمار وغیرہ بہت ہین۔ کالیستھ۔ برہمن اور مسلمان بہت کم ہین۔

اسوقت پرگنہ بہوال مین یہان کے نامی زمیندار راجہ کالی نراین راے کی زمینداری ہے جسکے مالک اُنکے وارثان ہین۔ اس پرگنے مین گجالی گڑ

ایک مشہور جنگل ہے جسمین گجالی کثرت سے پیدا ہوتی ہے اور یہ گجالیان شہر اور دیہاتون مین گھرون کے کھنبے یعنی ستون کے واسطے بہت قیمت سے بکتی ہین۔

اس پرگنے مین ایک ڈالا ایک مشہور جگہ ہے جہان سابق زمانے مین ایک بہت بڑا اور مستحکم قلعہ تھا۔ تواریخ بنگالے مین اس ایک ڈالے کے قلعہ کا اکثر ذکر ہے یہان ہندو راج مین کسی راجہ کا مکان اور قلعہ تھا جو مسلمانون کی عملداری مین بھی کسیقدر باقی اور مستحکم تھا۔ یہ ایک ڈالے کا قلعہ جہان لکھیا اور بنار ندیان ملی ہین اوسی جگہ پر واقع تھا جسکا کوئی نشان اس وقت باقی نہین ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ وہ قلعہ ایک ڈالے سے آٹھ میل کے فصل پر برہم پوتر ندی کی شاخ بنار ندی کے پورب واقع تھا جسکا منوز جابجا نشان باقی ہے۔ اُنکا بیان ہے کہ اس جگہہ کا نام اسوقت دور دورپہ ہے جہان ابتک قلعہ اور شہر کی علامتین باقی ہین۔ ور یہ قلعہ اور شہر بدھ قوم کے راجاؤن کا تھا جسکی علامتین پکی اینٹ اور لال مٹی کی کچی دیوارین ہنوز موجود ہین اور جابجا اینٹون کا ڈھیر بھی ہے اور اُسکے قریب ایک مسجد پتھر کی بنی ہوئی ہے جو شیخ اعلیٰ کی مسجد کے مشہور ہے اور وہان باشندے اس قلعہ کو رانی بھوانی کا قلعہ اور مکان کہتے ہین جو ۱۲۵۴ع مین مسلمانون کے قبضے مین آیا تھا ۱۳۲۳ع مین سُلطان الیاس شمس الدین شاہ شاہنشاہ دہلی سپاہیون کے حملے سے اس قلعے مین پناہ گزین ہوا تھا

ـــــــ گجالی یعنی گولہ بالی ۱۲

اور ۹۰۵ھ مین سلطان علاء الدین حسین شاہ بھی یہین سکونت گزین تھا۔

کپاسیہ اور وجہ تسمیہ

اس پرگنہ کا تھانہ اسوقت مقام کپاسیہ ہے یہ جگہ بھی سابق زمانے سے ایک نامی جگہ مشہور رہے ہے جو بنار ندی کے کنارے واقع ہے یہان کپاس کی عمدہ روئی پیدا ہوتی تھی جس سے نہایت باریک کپڑے تیار ہوتے تھے اسی سبب سے اس جگہ کا نام کپاسیہ ہوا ہے۔

ٹوک

اس پرگنے مین ٹوک بھی ایک معروف جگہ ہے جہان سیسوپال کی راجدھانی تھی ہنوز اسکے قلعہ اور مکان کی علامتین باقی ہین جو اسوقت بالکل جنگل سے گھرا ہوا ہے۔

سبھار

سبھار اور دھمرائی یہ دونون مشہور بستیان اور اس ضلع کے اوتر حصے مین شہر کی پچھم طرف واقع ہین۔ سبھار بوڑھی گنگا ندی کے اوتر واقع ہے اسوقت یہان بہت سے ساہوکار بسے ہوئے ہین اور اچھی آبادی ہے سابق زمانے مین یہان راجہ ہریشچندر کی راجدھانی تھی جو قوم پال کا راجہ تھا اسوقت اس جگہ کا نام کاٹی باڑی تھا جو اسوقت بالکل جنگل ہو گیا ہے۔

دھمرائی

دھمرائی سبھار کے اوتر پچھم طرف بنسا ندی کے کنارے جہان دلیسری ندی ملی ہے واقع ہے یہ ایک مشہور جگہ کپڑے کے کارخانے کی ہے جہان ڈھاکہ کے نامی تنزیب وململ وغیرہ باریک کپڑے بنے جاتے ہین۔ یہان سابق مین پٹھانون کی سکونت گاہ تھی جو سلطنت مغلیہ مین بنگالہ وغیرہ

سے ہزیمت پاکر بود و باش اختیار کئے تھے اور قلعہ بندی کر کے اس جگہ کو ایک مستحکم مامن بنائے تھے یہان کچھ زمانہ پیشتر اُنکے پُرانے مکانات اور مسجدین تھین جو گنگ شکست مین بالکل تباہ ہو گئین مشہور ہے کہ جب اسلام خان سُنار گانؤن سے نقل دار السلطنت کی نیت سے جگہ تلاش کرتا ہوا یہان آیا تو پہلے اسی جگہ شہر بسانا چاہا تھا لیکن زمین کو بہت نشیب دیکھکر ناپسند کیا اور ڈھاکے مین شہر کی بناڈالی اور دار السلطنت قائم کی دھمرائی مین ایک گانؤن پٹھان ٹولی مشہور ہے جہان اُن پٹھانون کی اولاد ہنوز بستے ہین۔

پرگنہ جہانگیر نگر

پرگنہ جہانگیر نگر جسمین شہر ڈھاکہ اور حوالی شہر واقع ہے یہ پرگنہ اوسط ضلع یعنے پرگنہ بھوال اور بکرم پور کے درمیان بوڑھی گنگا ندی کے اوتر اور دکھن دونون طرف اور دہلسری ندی کے اوتر واقع ہے یہان کی زمین بکرم پور کی زمین سے کچھ اونچی ہے۔ سالانہ سیلابی مین دکھن پچھم اور پورب حصے مین پانی ہوتا ہے مگر اُسقدر نہین جیسا بکرم پور مین ہوتا ہے یہان کی پیداواری بھی دھان۔ سرسون۔ تل۔ کسُم پھول۔ اور پاٹ وغیرہ ہے۔

پرگنہ نور اللہ پور

پرگنہ نور اللہ پور۔ اس ضلع کے پچھم دکھن جانب اور پرگنہ بکرم پور کے پچھم واقع ہے اس پرگنہ کی زمین اور پیداواری

بھی بہت سے لوگ ہین۔

پرگنہ طالب آباد

پرگنہ طالب آباد یہ پرگنہ پرگنہ بھوال کے پچھم اور پرگنہ جانگیر نگر کے اوتر پچھم اور دھمرآئی کے اوتر سمت واقع ہے اس پرگنے کی زمین بھی مثل پرگنہ بھوال اور قاسم پور کے ہے اور پیداواری بھی اُسکی وہی ہے جو اُن پرگنون مین ہے - اس پرگنے مین زیادہ حصہ زمین کا جنگل اور جھیل ہے۔

پرگنہ جلال پور

پرگنہ جلال پور اس پرگنہ کا زیادہ تر حصہ ضلع فریدپور اور اسکا پچھم اور اوتر کا حصہ ضلع باقر گنج مین ہے۔ اور کسی قدر حصہ اس ضلع کے متعلق تھانہ نواب گنج اور جعفر گنج کے شامل ہے سابق مین یہ پرگنہ ضلع ڈھاکہ کے متعلق تھا اور ضلع فرید پور اسکا ایک سب ڈیویزن (محکمہ) تھا پیداواری اس پرگنے کی دھان۔ ناریل۔ کھجور اور گنا ہے۔

پرگنہ شریف پور
چاند پرتاب
سُلطان پرتاب
سلیم پرتاب

پرگنہ شریف پور پرگنہ بھوال کے پورب اور اوتر واقع ہے اور کچھ حصہ اسکا ضلع میمن سنگھ کے شامل ہے۔ پیداواری یہان کی کٹھل۔ پاٹ۔ اور دھان وغیرہ ہے۔ اور پرگنہ چاند پرتاب سُلطان پرتاب۔ اور سلیم پرتاب تھانہ سبھار۔ مانک گنج اور نواب گنج کے علاقہ مین واقع ہین - پیداوری ان پرگنات کی کھجور۔ ناریل اور دھان وغیرہ ہے۔

پرگنہ بکرم پور کے مانند ہے اور کھجور کے درخت یہان کثرت سے ہین جسکے
رس سے گڑ تیار ہوتا ہے اور اس گڑ کی دور دور ملکون مین بڑی قدر ہے
نہایت صاف اور شیرین ہوتا ہے۔ اس پرگنے مین بھی سالانہ سیلابی مین
پانی ہوتا ہے مگر پرگنہ بکرم پور کی طرح نہین یہ پرگنہ مولوی عبدالعلی خلف
مولوی برکت اللہ خان کی زمینداری تھی اسوقت بسبب باقی مالگذاری کے نیلام
مین نواب سلیم اللہ بہادر نے خرید کی ہے اچھی آمدنی کی زمینداری ہے۔

پرگنہ گوبند پور کی زمین اس ضلع کے اکثر حصون مین ہے (پرگنہ گوبند پور)
اور ہر پرگنے مین اسکی زمین شامل ہے زیادہ حصہ پرگنہ جہانگیر نگر اور
بھوال پرگنہ کے متعلق ہے۔ اسکی پیداواری بھی وہی ہے جو ان
پرگنون کی ہے اس پرگنے کو نواب احسن اللہ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای نے
باقی مالگذاری کے سبب سے نیلام مین خرید کیا تھا جو اسوقت اُنکے وارثون
کے قبضۂ تصرف مین ہے۔

پرگنہ قاسم پور یہ پرگنہ پرگنہ بھوال کے اوتر پچھم جانب (پرگنہ قاسم پور)
واقع ہے۔ اس پرگنے کی زمین اور پیداوار بھی مثل پرگنہ بھوال کے
ہے۔ یہان بھی گجاری گڑ اور جنگل زیادہ ہے اور ایک قسم کنکر کے ٹیلے
ہین جو لوہے کی طرح سخت ہوتے ہین۔ اور شہر کی سڑکون مین اکثر
ڈالے جاتے ہین اس پرگنے کے مالک قاسم پور کے ہندو زمیندار اور

تفصیل تھانہ جات

اِس ضلع مین پندرہ تھانے ہین اوتر حصے مین تھانہ روپ گنج اور کپناسیہ ہے پچھم حصے مین تھانہ سبھار اور مانک گنج پچھم دکھن حصے مین تھانہ ہریرام پور جعفر گنج اور نواب گنج۔ پورب حصے مین تھانہ نراین گنج راے پورہ اور منہردی۔ دکھن حصے مین تھانہ سری نگر راجہ باڑی اور منشی گنج ہے۔ اور شہر مین صدر تھانہ اور اطراف شہر مین چہار طرف تھانہ کرانی گنج کا علاقہ ہے۔ اِن تھانون مین سابق داروغہ کی جسگہ ایک سب انسپکٹر اور ایک یا دو ہیڈ کنسٹبل اور چند کنسٹبل رہتے ہین۔ اور اِن تھانون کے متعلق بہت سے آوٹ پوسٹ (پھانڑی) ہین جنمین ایک ہیڈ کنسٹبل اور چند کنسٹبل ہین۔ علاوہ اسکے ہر گانون مین چوکیدار مقرر ہین جو گانون کی پنچایت کے ماتحت گانون کی نگاہبانی کرتے ہین۔ اسوقت گانون کی پنچایت کو گورنمنٹ سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چوکیدارون کا انتظام کرین۔ اِس پنچایت کے ذریعہ سے اسوقت دیہات کے بہت سے معاملے بھی فیصل ہوتے ہین پنچایت کے ممبر دیہات کے معتبر لوگ ہین۔

بہرۂ دویم ذکر سلطنت ہندو راجگان تا عہد سلطنت اسلامیہ

اِس ضلع کا قدیم حال بخوبی معلوم نہین ہوتا ہے فقط اسقدر دریافت ہوا ہے کہ سنہ عیسوی کے سنو برس پیشتر اِس ضلع کے دکھن حصے مین کچھ دن راجہ بکرماجیت کی تخت گاہ تھی اور اُسکے نام سے پرگنہ بکرم پور نامزد ہے مگر راجہ بکرماجیت جو اُجین کا مشہور راجہ تھا اوسکا بنگالے مین آنا کسی معتبر تواریخ سے ثابت نہین ہے۔ یہ اور کوئی راجہ بکرم تھا جس نے پال خاندان کے راجگان کے قبل اِس ضلع مین سلطنت کی تھی اوسیکے نام سے پرگنہ بکرم پور مشہور ہے اور اسکی راجدھانی رام پال مین تھی۔ بعد اوسکے راجگان قوم بدھ کی کہ جن سے پال کی نسل جاری ہوئی ہے بنگالے کی راجہ ہوئے جنکا پہلا راجہ گوپال[1] تھا جسکی سلطنت کا زمانہ ۸۰۰–۵۵ء تھا۔ بعد اوسکے اوسکا بیٹا دہرم پال اوسکا جانشین ہوا۔ اوسکی حکومت کا زمانہ ۸۵۵–۷۵ء تھا۔ بعد ازان اوسکا بھائی واک پال کا بیٹا دیو پال تخت نشین ہوا۔ اوسکی سلطنت کا زمانہ ۸۷۵–۱۵ء تھا۔ بعد انتقال دیو پال کے اوسکے بھائی جے پال کا لڑکا وگیہ پال سر آرائے سلطنت ہوا

---

[1] ڈاکٹر رام چندر لال کی تاریخ ہند جلد ۲ باب ۱۳

اوسکی حکومت کا زمانہ ۹۱۵ء تھا۔ دیگرپال نے ہیہیا قوم کی لڑکی لجّہ کے
ساتھ شادی کی تھی اوسکے بطن سے ایک لڑکا نراین پال نام پیدا ہوا تھا
جو اوسکی سلطنت کا مالک ہوا اوسکی سلطنت کا زمانہ ۹۳۰ء تھا۔ یہ شخص
بڑا اعالی رتبہ اور قابل تحسین راجہ تھا۔ اور اسنے بہت شفاخانہ اور مساکین کے
رہنے کے واسطے مکانات اور اونکی پرورش کے لیے سامان کیا تھا۔
اس خاندان کے تین راجگان کی تخت گاہ اس ضلع مین بوڑھی گنگا اور
دہلسری ندیون کے اوترسمت کوتھی اور نشان اونکی دارالسلطنت کے
اب تک موجود ہین۔ چنانچہ جس پال کی تخت گاہ مقام مادھب پور پرگنہ
طالب آباد مین تھی ہرشچندر پال کی تخت گاہ مقام کانٹی باڑی مین جو
نزدیک سبھار کے ہے اور سیسو پال کی سیرگاہ مقام کپاسیہ پرگنہ
بھوال مین تھی۔ ڈاکٹر راجندر لال لکھتے ہین کہ پال خاندان کے تاریخی
بیان کی دلیل ایک تانبے کے پتر پر ہے جو ۱۷۸۱ء مین مونگیر کے کسی سابق
ویرانہ مکان مین ملا تھا جسکی تحریر کو سرچارلس ویلکنس نے ترجمہ کر کے
شایع کیا تھا۔ اس پتر مین پہلا نام گوپال ہے جو ایک بڑا عابد راجہ
تھا۔ اگرچہ اوسکا مذہب بیان نہین کیا گیا مگر حقیقت مین وہ بُدھ دھرم
کا پابند تھا۔ اوسکا بیٹا دھرم پال کوہ ہمالیہ کے اطراف مین غارت گری کی
حالت مین مرگیا اوسکی بی بی کنیا دیوی کے بطن سے دیوپال پیدا ہوا

جواوسکا جانشین تھا۔ اس پتھر کے ملنے کے کچھہ دنون بعد دیناج پور کے بودل مندر مین ایک پتھر ملا جسکو کسی پال راجہ کے وزیر نے کھودواکر لگایا تھا اس پتھر کی تحریر کو بھی پہلے سرچارلس ڈیلکنس صاحب نے ترجمہ کیا تھا۔ بعد ازان بابو پرتاب چند گھوسال نے صحیح ترجمہ کر کے شایع کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر نراین پال کے وزیر نے کھودوایا تھا یہ راجگان بدھہ مذہب رکھتے تھے۔ مگر اونکے وزرا اور امرا اکثر ہندو تھے اُن راجون کی جاے حکومت اکثر بھاگرتی ندی کے پچھم تھی۔ جہانتک کہ صوبہ بہار کی سرحد ہے۔ اور کُل سلطنت مگدھہ کی بھی اُنکے قبضے مین آگئی تھی جسکا اوتر سیوانہ۔ ترہت۔ مالدہ۔ راج شاہی۔ دیناج پور اور رنگ پور تھا۔ ہر چند کہ راجگان پال خاندان کی سلطنت کے زوال کا حال کماحقہ دریافت نہین ہوتا ہے مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب اِس ملک کے لوگ بُدھہ دھرم سے متنفر ہوکر ہندو دھرم کی طرف جو قدیم دھرم اِس مُلک کا تھا۔ راغب ہوئے۔ اور راجگان قوم سینیہ کیجانب جو ہندو تھے رجوع لائے سین خاندان کی ثروت بڑھتی گئی۔ اور مُلک قبضے مین آتا گیا۔

راجگان سین خاندان

تاریخ بنگالے مین مذکور ہے کہ آدیسور اس خاندان کا پہلا راجہ تھا
مگر کرسی نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ویرا یا بیراسین بانی اس خاندان
کا ہے اور وہ دکھنی یعنے دکھن کا باشندہ تھا اور اوسی نے پہلے بنگالے
مین سلطنت کی۔ ڈاکٹر راجندرلال کا بیان ہے کہ آدیسور وہی شخص
ہے جسکو ویرا یا بیرسین کہتے ہین۔ آدیسور ترجمہ ہے ویرا یا بیر کا
بیر اور سور کے ایک ہی معنی ہین اور آدی بمعنی سابق بیر (پہلا پہلوان)
خاندان سین کے راجگان بنگالہ قوم کے کھتری اور سوسین کی
نسل سے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آدیسور راجگان وہان سینہ کا پہلا راجہ
تھا۔ اور اوسکی تخت گاہ بوڑھی گنگا ندی کے دکھن سمت تھی اور
سنہ ۱۰۰۰ عیسوی مین تخت نشین ہوا تھا اور ہندو دھرم کے ضوابط کی تعلیم
کے واسطے جو اس ملک مین بسبب تسلط بدھ دھرم کے بالکل مفقود
ہو گئی تھی۔ اوس نے پانچ شخص برہمن قنوج سے بلوا کر بنگالے مین
ہندو دھرم کو مروج کیا۔ اور اُن برہمنون کے ہمراہ اُنسٹھ ۵۹ آدمی
زن و مرد آئے تھے بعد آدیسور کے جب راجہ بلال سین جو پانچوان
راجہ اس خاندان کا تھا سلطنت کا مالک ہوا اوس نے تمام رعایا کو
تین فرقون مین تقسیم کیا۔ اور ہر فرقہ کو ایک ایک حرفہ اور لقب بخشا برہمنون

راجگان سین خاندان نے پال قوم کے راجگان کو مغلوب کر کے اُنکی سلطنت پر قبضہ کیا۔ ڈاکٹر راجندر لال بیان کرتے ہین کہ جیسا پال خاندان کے راجون کے وقت کا نوشتہ تانبے کا پتر پایا گیا ویسا ہی سین خاندان کے راجگان کے وقت کے کئی پتھر پائے گئے۔ جسمین اُس خاندان کے راجون کا حال کندہ ہے۔

خاندان سین کا کُرسی نامہ

۱ ویراسین بابر سین ...... عہد سلطنت سنہ ۹۸۶ع

۲ سومنت سین ابن ویراسین ... ایضاً سنہ ۱۰۰۶ع

۳ ہمنیت سین ابن سومنت سین .... ایضاً سنہ ۱۰۲۶ع

۴ وجے سین عرف سُکھ سین ابن ہمنیت سین.. ایضاً سنہ ۱۰۴۶ع

۵ بلال سین ابن وجے سین۔ .... ایضاً سنہ ۱۰۶۶ع

۶ لکھمن سین ابن بلال سین۔ ...... ایضاً سنہ ۱۱۰۶ع

۷ مادھو سین ابن لکھمن سین۔ ...... ایضاً سنہ ۱۱۳۸ع

۸ کیسب سین ابن بلال سین ...... ایضاً سنہ ۱۱۳۹ع
برادر مادھو سین۔

۹ اسو کا سین عرف لکھمنیہ پسر لکھمن سین ... ایضاً سنہ ۱۱۹۵ع

گو درجہ اول اور کایستھون کو جو ان برہمنون کی خدمت گاری مین قنوج
سے آئے تھے۔ درجہ دوم دیا جو ہنوز اُن قومون مین قایم ہے
اور باقی لوگون کا اس ملک کے سُدر نام رکھا اور اُنمین الگ الگ
فرقے مقرر کئے۔ اور ہر فرقے کیواسطے الگ الگ پیشہ مقرر کیا جو آجتک
چلا آتا ہے۔ اور ہر فرقہ اپنے پیشہ سے نامزد ہے۔ ڈاکٹر وایزا اپنے
نوٹ مین لکھتے ہین کہ بکرم پور کے چھتیس ۳۶ گانٔون مین ان پانچ برہمنون
کی اولاد بسی ہوئی ہے جنکو آدیسور نے قنوج سے بلایا تھا ان
برہمنون مین چند فرقے ہین سب سے اعلے۔ چٹوپدھیا۔ گنگوپدھیا
اور موکھاپدھیا ہین۔ انکو چٹرجی۔ گنگولی۔ اور موکھرجی بھی کہتے ہین
یہ لوگ کولین ہین۔ اُنکی اصل قومیت ہنوز باقی ہے اور فرقون مین
خلط ملط ہونے کی وجہ سے وہ کولین نہین رہے۔ کایستھون مین بھی
گھوس۔ بوس۔ گوہا۔ اور متر کولین ہین۔

آدیسور کا بیٹا سامنت سین۔ سامنت سین کا بیٹا ہمینت سین
ہمینت سین کا بیٹا وجے سین وجے سین کا بیٹا بلال سین جو ۱۰۶۶ء
مین تخت نشین ہوا تھا وہ قوم سینیہ کے راجگان مین بڑا نامور راجہ
تھا اور پرگنہ بکرم پور مین رہتا تھا جہان اُسکے مکان کا ہنوز نشان
پایا جاتا ہے اوس نے چالیس ۴۰ برس سلطنت کی اوسکی اولاد نے

تا عہد سلطنت اسلامیہ بنگالے مین راج کیا اُن راجون کا مذہب[۱] ہندو تھا
بعد بلال سین کے ۱۱۰۶ء مین اوسکے بیٹے لکھمن سین نے اپنے باپ کی جگہ پر سریر آرائے سلطنت بنگالہ ہوکر دار السلطنت بکرم پور سے گوڑہ مین منتقل کی (وہ سرزمین اسوقت ضلع ہوگلی کے متعلق ہے) اور اس شہر کو نہایت رونق بخشی۔ اور بڑے بڑے مکانون سے آراستہ کرکے نام اوسکا لکھنوتی رکھا۔ اوسکے بعد مادھوسین تخت نشین ہوا بعد مادھوسین کے کیسب سین اور بعد کیسب سین کے اسوکایا سوسین عرف لکھمینیہ مالک سلطنت کا ہوا اور یہی اخیر راجہ اِس خاندان کا تھا جس کے ہاتھ سے ملک بنگالہ قبضے مین سلاطین اسلام کے آیا۔

منہاج الدین جوزانی طبقات ناصری مین لکھتے ہین کہ جب رائے لکھمینیہ کے باپ کیسب سین نے انتقال کیا۔ لکھمینیہ اپنی مان کے شکم مین تھا۔ ارکان دولت نے تاج شاہی اوسکی مان کے شکم پر رکھا اور سب نے اوسکی اطاعت قبول کی جب اوسکی ولادت کا وقت آیا اور آثار وضع حمل کے ظاہر ہوئے منجمون اور برہمنون کو جمع کیا۔

۱۔ راج شاہی کے پتھر اور باقر گنج کے تانبے کے پتر مین لکھا ہے کہ یہ راجگان شیومنتری تھے اور شیو کی پرستش کرتے تھے۔ نارائن دگھی کے پتر مین لکھا ہے کہ وے وشنو نارائن کی پرستش کرتے تھے۔

که ساعت دیکھین اور طالع آزمائین۔ سب نے بالاتفاق بیان کیا۔ که اس لڑکے کا اسوقت تولد ہونا نہایت منحوس ہے وہ بادشاہی نہین کر سکے گا اگر اِسکے دو ساعت بعد تولد ہو تو نہایت وقت نیک اور ساعت مسعود ہے اسّی سال سلطنت کریگا جب اوسکی مان نے منجمون کی یہ بات سُنی حکم دیا کہ اوسکے دونون پانون باندھکر نگون سار لٹکا دین اور منجمون کو بٹھائین تاکہ وقت دیکھتے رہین۔ چنانچہ ویسا ہی عمل مین آیا جب ساعت نیک آئی اوسکو نیچے اوتارا اوسیوقت لکھمینیہ تولد ہوا مگر اوسکی مان زمین پر اوترتے ہی اوس سختی کے تحمل سے جو اوسپر گذری تھی مرگئی لکھمینیہ کو سب نے تخت پر رکھا اور اوس نے اسّی برس سلطنت کی اکثر تواریخ اور بلاک مین صاحب اور ڈاکٹر راجندر لال متر کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ بختیار خلجی نے جو سپہ سالار سلطان قطب الدین کا تھا سنہ ۱۲۰۳ء مین ملک بنگالہ لکھمنیہ کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور وہ کامروپ کیطرف بھاگ گیا

بہرہ سیوم ذکر سلطنت اسلامیہ تا عہد حکومت افغانیہ

سنہ ۱۲۰۳ء مین بعد حکومت سلطان قطب الدین کے جو سپہ سالار سلطان شہاب الدین غوری کا تھا اور بعد مرگ اپنے مالک کے اپنے کو مملکت

ہند کا بادشاہ بالاستقلال قرار دیا تھا ملک بنگالہ مسلمانون کے تابع سلطنت ہوا اور پورب بنگالے کے واسطے چند قاضی مقرر ہوئے اُن مین سے ایک قاضی بکرم پور مین اور دوسرا سنارگانون مین جو اسوقت دارالسلطنت پورب بنگالے کا تھا دارالقضات مقرر کرکے حکمرانی اور قضاے حاجات رعایا کی کرتے تھے۔

سلطان الدین طغرل

۱۲۷۷ء مین بعہد سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن شاہ کے کشور بنگالہ کے واسطے نوابی کا عُہدہ مقرر ہوا اور پہلا نواب بنگالے کا سلطان الدین طغرل مامور ہوا جسکی سکونت گاہ بکرم پور مین تھی اور ۱۲۷۹ء مین ضلع تپرہ پر تاخت کرکے وہان سے بہت سامال ومتاع نقد وجنس اور سیکڑون ہاتھی لوٹکر لایا آخر کو شاہ بلبن سے کہ جسکا وہ غلام تھا۔ باغی ہوکر سُنارگانون مین بھاگا۔ اور یہان سے ہزیمت پاکر اُڑیسہ کی طرف چلاگیا۔ وہان بلبن شاہ کے سپہ سالار محمد شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ناصر الدین بُغرا خان

۱۲۸۲ء مین سلطان ناصر الدین بغرا خان خلف سلطان غیاث الدین بلبن شاہ سریر آراے سلطنت بنگالہ ہوا اُس نے آٹھ برس حکمرانی کی اور سُنارگانون مین دارالحکومت قایم رکھی ۱۲۹۹ء

بہادر خان

مین بعہد سلطنت سلطان علاء الدین ماضی نکے بہادر خان سُنارگانون

کا نواب مقرر ہوا اور ۱۳۲۴ء تک حکومت پر قائم رہا آخر ظالم اور بدعمل نکلا جب اُسکے ظلم اور بدعملی کی خبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کو (جو کہ اندنون تخت نشین دہلی کا تھا) پہنچی اُس نے ایک دستہ فوج لیکر تاخت کی اور بہادر خان کو گرفتار کر کے دہلی لیگیا۔ اور طاطر کو

بہرام خان

اُسکی جگہ مقرر کر کے بہرام خان خطاب دیا اُس نے چودہ برس نوابی کی اُسکے انتقال کے بعد ۱۳۳۸ء مین اُسکے سلاح بردار فخر الدین نے اپنے

سلطان سکندر

کو مالک سلطنت کا کیا اور اپنا نام سلطان سکندر مشہور کر کے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور بطمع حصول ایالت سارے بنگالے کی شہرستان گوڑ پر جو دار السلطنت پچھم بنگالے کا تھا۔ تاخت کیا اور وہان شکست پاکر مارا گیا اُس نے صرف اڑھائی برس سلطنت کی

مبارک شاہ

اوسکے مارے جانے کے بعد مبارک شاہ نامی ایک شخص اوسکا جانشین ہوا۔ اور سترہ مہینے کے بعد وہ بھی سلطان شمس الدین کے ہاتھ سے مارا گیا اور سلطان شمس الدین سارے بنگالے کا مالک ہوا۔

سلطان شمس الدین

مشہور ہے کہ سلطان شمس الدین پہلا شخص ہے کہ جسنے بنگالے مین بالاستقلال اور باستحکام تمام فرمان روائی کی اور بہت سا لشکر جرار خنجر گذار لیکر والی تیپرہ پر تاخت کی اور وہان سے مال ومتاع اور ہاتھی لوٹ کر لایا اور بعد چند سال کے سنار گانو نسے پنڈوہ مین جو قریب شہرستان گوڑ کے ہے جاکر اپنا دار السلطنت بنایا۔

اور وہان دس برس تک اقامت گزین ہوکر والی بہار کے ساتھ ایک جنگ
عظیم برپا کی۔ والی بہار چونکہ تابع فرمان سلطان دہلی کا تھا شہنشاہ سے اعانت
چاہی اوسوقت فیروز ابن رجب سالار اورنگ نشین دہلی کا تھا وہ والی بہار
کی کمک کو بہت سی فوج لیکر خود بہار مین پہونچا اور وہان سے پنڈوہ تک
آیا اور اوس مقام کو قبضۂ تصرف مین لایا۔ سلطان شمس الدین نے لاچار ہوکر
وہان سے گریز کرکے مقام اکڈالا مین جو قریب سنار گانون کے پرگنہ
بھوال مین ہے آکر مستحفظ ہوا ہرچند کہ افواج فیروز شاہ تعقب کرتی ہوئی
یہان تک بھی پہونچی مگر کامیاب نہین ہوسکی کیونکہ وہ قلعہ بہت مستحکم اور
مضبوط تھا اور زمانہ بارش کا بھی پہونچ گیا تھا اسلیئے لاچار فیروز شاہ نے
صلح کی اور بآشتی کچھ پیشکش اور تحایف لیکر دہلی کو مراجعت فرمائی جب سے
فیمابین ممالک محروسہ شاہ دہلی اور کشور بنگالہ کے حدود متعلقہ قرار پائے
اور شمس الدین بلاتشویش و تردد مستقل بادشاہ ہوکر حکمرانی کرتا رہا۔ اوسنے
سولہ برس باکامرانی زندگانی کی۔ بعد وفات سلطان شمس الدین کے

سلطان سکندر

اوسکا بیٹا سلطان سکندر شہ ۱۳۵۸ء مین اوسکا جانشین ہوا۔
جب خبر رحلت سلطان شمس الدین کی فیروز شاہ کو پہونچی
اوس نے پھر لشکر جرار لیکر بنگالے پر تاخت کی لیکن کامیاب نہین
ہوسکا۔ کیونکہ سلطان سکندر نے بدستور اپنے پدر بزرگوار اوسی حصار

استوار مین اکٹر الاکے پناہ لی افواج فیروز شاہ نے ہرچند کہ اوس قلعہ کو محاصرہ کیا مگر موسم برسات کے آنے اور بادو باران کے شروع ہونے سے تنگ آکر فیروز شاہ نے پھر صلح کی اور چند زنجیر فیل نذر لیکر دہلی کو روانہ ہوا۔ اور پھر کبھی اسطرف کا عزم نہین کیا۔

غیاث الدین ثانی

سکندر شاہ کا بیٹا غیاث الدین ثانی نے جو اپنے باپ کو قتل کر کے تخت نشین بنگالے کا ہوا تھا۔ بڑی ناموری کے ساتھ سلطنت کی باپ کو مارنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سکندر شاہ کی دو بیبیان تھین ایک کی طرف سے غیاث الدین اور دوسری سے سترہ لڑکے تھے غیاث الدین کو معلوم ہوا۔ کہ اوسکی علاتی مان اوسکے ہلاک کرنے کے درپے ہے اسلیے بھاگ کر کسی طرف چلا گیا اور وہان جا کر فوج مہیا کرنے لگا۔ سکندر شاہ اوسکی دوسری بی بی کے اشتعال سے جو غیاث الدین کی دشمن جانی تھی سپاہ لیکر بیٹے کو ہلاک کرنے گیا۔ اور دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ آخر باپ مارا گیا۔ یہی غیاث الدین شاہ ہے کہ جس نے حضرت خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ رحمۃ کو دعوتِ قدم رنجہ اپنے بارگاہ مین کی تھی لیکن خواجہ حافظ نے چونکہ اوسوقت نہایت ضعیف اور کبیر سن ہو گئے تھے۔ اوسکی دعوت قبول نہین کی صرف ایک غزل لکھکر بھیجی۔ جسکا ایک شعر اور مقطع یہ ہے ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند

این قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود ۞ حافظ زشوق مجلس سلطان غیاث دین ۞
خامُش شو کہ کار تو از نالہ میرود۔

سُلطان السلاطین
شمس الدین ثانی
راجہ گنیش
سُلطان جلال الدین

سنہ ۱۳۷۳ع مین سُلطان غیاث الدین نے اس دار فانی سے رحلت کی اوسکے وفات کے بعد اوسکا بیٹا سُلطان السلاطین اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان شمس الدین ثانی سریر آرائے سلطنت بنگالہ ہوا کہتے ہین کہ اِسی زمانے مین ایک شخص ہندو نژاد بنام راجہ گنیش مالک اس مُلک کا ہوا اور ہدایت ازلی کے سبب اخر کو مسلمان ہوگیا بعد گنیش کے اوسکا بیٹا جیت مل مُلقب بہ سُلطان جلال الدین تخت نشین بنگالے کا ہوا۔

احمد شاہ
شیدی بدر

اِس عہد مین شہرستان گوڑ پھر دار الریاست بنگالے کا ہوا اوسنے بہ نسبت سابق کے اوس شہر کو زیادہ رونق دی اور بہت سے مکانات اور مساجد تعمیر کروائین۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا احمد شاہ سریر آرا ہوا۔ اسی عہد مین امیر تیمور گورگان ہندوستان مین آیا تھا۔ مگر ایک سال سے زیادہ نہین رہا۔ بعد مراجعت امیر تیمور کے ہندوستان مین بہت سے فتور واقع ہوئے۔ اور مُلک چھوٹے چھوٹے صوبجات مین تقسیم ہوگیا۔ اور بنگالے مین حبشیون کی سلطنت ہوئی جسکا اخیر بادشاہ شیدی بدر عرف مظفر شاہ جو نہایت سفاک بیباک ستمگار اور مردم آزار

تھا بعد ازان سادات کی سلطنت ہوئی جسکا پہلا بادشاہ سید حسین شریف مکی ہوا جو وزیر مظفر شاہ حبشی کا تھا اور بعد انتقال مظفر شاہ کے سپاہ اور رعایا نے اُسے بادشاہ بنایا تھا مشہور نام اوسکا سلطان علاء الدین ہوا۔ اوس نے بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ بنگالے مین سلطنت کی بعد اُسکے اُسکا بیٹا نصرت شاہ تخت نشین ہوا۔ اسی زمانہ یعنے ۱۵۲۶ء مین ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے کابل کیطرف سے ہندوستان مین آکر سلطنت دہلی کو مسخر کیا اور بنا سلطنت مغلیہ کی ہوئی اُسوقت سلطان محمود لودی تخت نشین دہلی کا تھا جب وہ آوارہ ہو کر بہار کی طرف سے بنگالے مین آیا۔ نصرت شاہ والی بنگالہ نے اُسکی تائید اور سب طرح خاطر داری اور مہمان نوازی کی اِس خبر کے سُنتے ہی بابر شاہ نے بنگالے کی طرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ پر حملہ کیا۔ نصرت شاہ نے دور اندیشی کی راہ سے امان خواہ ہو کر فرمان برداری بابر شاہ کی قبول کی بابر شاہ نے بھی اوسکی رعایت کی اور اوس کا مُلک اوس کو بخشا۔ — سلطان علاء الدین — نصرت شاہ

بعد نصرت شاہ کے اُسکا بیٹا محمود شاہ تخت پر بیٹھا وہ زمان استیلا مین شیر خان کے مغلوب ہوا اور اسم و رسم سلطنت کا اِس خاندان سے جاتا رہا۔ اور پٹھانونکی عملداری ہوئی۔ — محمود شاہ

بہرۂ چہارم

بہرۂ چہارم ذکر سلطنت افغانیہ تا عہد حکومت مغلیہ

شیر خان

شیر خان کہ اصل نام اوسکا فرید خان تھا۔ قوم افغان اور نسل سے ابراہیم خان کے تھا۔ سلطان بہلول لودی کے وقت مین اوسکو بڑی سرفرازی حاصل تھی اور وہ ایک مدت دراز تک بابر شاہ کی خدمت مین بھی تھا۔

ہمایون شاہ خلف بابر شاہ کے وقت مین باغی ہوکر بہار کی طرف آیا۔ اور اس خطے کو اپنے قبضۂ تصرف مین لایا بعد ازان بنگالے پر تاخت کر کے اُس پر قبضہ کیا۔ آخر کو شاہ دہلی یعنے ہمایون شاہ سے صف آرا ہوکر غالب آیا اور تخت شاہی پر جلوس کر کے شیر شاہ ملقب ہوا شیر شاہ کی یادگار مین سے بہت سی تعمیرات اتبک ہند اور بنگالے مین موجود ہین اور شیر شاہ کی بنائی ہوئی سڑک جو دہلی سے آسام تک گئی ہے ہنوز قایم ہے۔

محمد خان

۱۵۴۵ء مین شیر شاہ کی وفات ہوئی بعد شیر شاہ کے اوسکے بیٹے سلیم شاہ نے اپنے کسی خویش محمد خان سور کو ایالت بنگالے کی تفویض کی اُسنے تا زمان حیات سلیم شاہ اوسکی اطاعت

بجالائی۔ بعد سلیم شاہ کے سرکشی پر کمر باندھی اور خود مستقل بادشاہ بنگالے کا ہوا۔

بادشاہ

۱۵۵۵ء مین محمد خان بہادر شہنشاہ دہلی (اکبر بادشاہ) کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اوسکا بیٹا قائم مقام اپنے باپ کی سلطنت کا ہوا۔ اور پانچ سال استقلال کے ساتھ سلطنت رانی کر کے ۱۵۶۰ء مین انتقال کیا بعد اُسکے اُسکا بھائی سلطنت کا مالک ہو کر بعد تین برس کے اُسنے بھی اس دار فانی سے رحلت کی اُسکا بیٹا کہ نہایت نوجوان تھا جانشین اپنے باپ کا ہوا اور وہ بھی بعد چند روز کے ملک عدم کا راہی ہوا۔

سلیمان کرمانی

۱۵۶۴ء مین سلیمان کرمانی کہ قوم افغان سے تھا پیرآرای سلطنت بنگالہ ہوا۔ اور خرد و ہوشیاری کی راہ سے گوناگون تحایف اور ایلچی شہنشاہ دہلی ابوالفتح جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت مین بھیجا۔ اور ہمیشہ مراتب خلوص و اطاعت کے بجالایا۔ اِس ذریعہ سے کشور بنگالہ کو تاخت و تاراج سے افواج شہنشاہ کے محفوظ رکھا اور اِسی زمانے

کالا پہاڑ

مین کالا پہاڑ سپہ سالار سلیمان کرمانی کا کہ وہ نسل سے برہمن کے تھا اُڑیسہ پر تاخت کر کے جگناتھ کو جلایا اور بہت سے بُت بنگالہ اور اُڑیسہ کے اُسکے ہاتھ سے مُنہدم ہوئے اور ہزارون برہمن ذی وقار کو ذلیل و خوار کیا چنانچہ ابتک بنگالے کے اکثر شہر اور دیہاتون مین

بہت سے بُت بنی شکستہ پڑے نظر آتے ہین یہ سب کالا پہاڑ کے تغلب کی نشانیان ہین بعد سلیمان کرمانی کے اوسکا بیٹا داود خان تخت نشین بنگالے کا ہوا اُس نے اپنی مکنت وجاہ خزاین وسپاہ کے غرور مین اطاعت سے شہنشاہ دہلی کی سر پھیر کر خیرہ سری شروع کی اخر ذلیل وخوار ہوکر امان چاہی اور اطاعت قبول کی اور عہد نامہ لکھدیا شہنشاہ دہلی اکبر بادشاہ نے درخواست منظور کی اور اُڑلیسہ کی ریاست اُسے مرحمت فرمائی اور منعم خان کو جو سپہ سالار اکبر شاہ کا تھا حسب درخواست اوسکی بنگالہ کا حاکم مقرر کیا اُسنے بنگالے مین آکر شہرستان گوڑ مین اقامت اختیار کی۔

اسی زمانہ یعنے ۱۵۷۵ء مین قضاے ایزدی سے بنگالے مین وباے ہولناک حادث ہوئی۔ اور ہر روز ہزارون بندگان خدا جان بحق تسلیم ہونے لگے۔ یہان تک لوگ مرتے تھے کہ دفن کرنے یا جلانے کو آدمی نہین ملتا تھا جسقدر لوگ کہ زندہ تھے خوف سے مُردون کے پاس نہین آتے تھے۔ آخر یہ نوبت ہوئی کہ لاشین دریا مین ڈالی گئین۔ اِس ایام مین حاکم بنگالہ منعم خان بھی مع لواحقین رخت حیات باندھکر ملک عدم کو سدھارا۔ غرض تھوڑے دنون مین شہرستان گوڑ جو دو ہزار برس سے آباد اور انواع رعونت سے معمور تھا ویران ہوگیا۔

جب خبر مرگ منعم خان کی داؤد خان کو پہونچی اُسنے پھر سرکشی شروع کی اور اپنے عہد نامے سے گذر کر بدعہدی کی راہ سے بچاس[۵] ہزار فوج لیکر افواج مغلیہ کے مقابل ہوا اور اکثر کو شکست دیکر بنگالے سے نکال دیا۔ اور مقام راج محل کو اپنا مخیم جاہ وجلال کیا۔ افواج مغلیہ نے پھر اپنے کو درست اور ہر طرف سے عساکر ظفر پیکر جمع کرکے راج محل کو محاصرہ کیا۔ اور افواج افاغنہ کو شکست دیکر داؤد خان کو گرفتار اور اُسکے سر کو تن سے جدا کرکے شاہ اکبر کے حضور مین بھیجا سرداران قوم افغان کے تعمیر کئے ہوے بہت سے مکانات اور مساجد اِس ضلع کے متعلق مقام کپاسیہ اور سبھار مین تھین جو اسوقت منہدم ہوگئی ہین۔

بہرۂ پنجم ذکر سلطنت مغلیہ

تا عہد حکومت سُلطان محمد شجاع

بعد قتل داود خان کے ریاست بالاستقلال بنگالے کی افغانون کے ہاتھ سے ایکبارگی جاتی رہی اور یہ ریاست بنگالہ اور بہار سلطنت مُغلیہ

---

۵ ایک شاعر نے داود کے شکست کی تاریخ لکھکر اکبر کے حضور مین پیش کی تھی۔ چو ملک سلیمان ز داود رفت

راجہ تودرمل

کے تابع ہوئی اور راجہ تودرمل حاکم بنگالہ ہوا۔ اُسنے انتظام خراج وغیرہ
امور مالی کا کر کے طومار جمیع اراضی جاگیر و خالصہ کا درست کیا اور صرف
ایک صوبہ بنگالے مین ایک سو سات لاکھ روپیہ تحصیل سالانہ مقرر کیا

راجہ مان سنگھ

بعد ازان سنہ ۱۵۸۹ع مین خاقان اکبر نے راجہ مان سنگہ کو صوبہ دار بنگالہ اور
بہار کا مقرر کر کے بھیجا یہ وہی مان سنگہ ہے جسکی بہن کو جہانگیر شاہ اپنے
عقد نکاح مین لایا تھا۔

راجہ مان سنگہ مسند نشین صوبہ داری بنگالہ اور بہار ہو کر افغانان
اُڑلیسہ پر تاخت کر کے اونکو مطیع و منقاد سلطنت مغلیہ کا کیا اور وہان سے
بافتح و ظفر مراجعت کر کے راج محل کو دار السلطنت بنگالے کا مقرر کیا اور
اوسکی آبادی اور آراستگی مین متوجہ ہوا۔

راجہ مان سنگہ کے عہد صوبہ داری مین افغانان اُڑلیسہ
نے دوبار بنگالے پر تاخت کیا مگر ناکام پھرے راجہ مان سنگھ نے مدت
پندرہ سال تک نہایت عدل و رافعت اور شان و شوکت کے ساتھ
صوبہ داری کی اور سنہ ۱۶۰۴ع مین اس عہدے سے استعفا دیا۔ اُسکے
دوسرے سال یعنے سنہ ۱۶۰۵ع مین شہنشاہ کیوان جاہ جلال الدین محمد
اکبر بادشاہ تخت گاہ حیات سے اُتر کر اپنے کشور جان کو ہاتھہ مین قہرمان

جہانگیر شاہ

ممات کے سونپا اور شاہزادہ سلیم یعنے جہانگیر شاہ نے اورنگ سلطنت

دہلی پر جلوس فرمایا۔

اس عہد مین راجہ مان سنگھ کی بڑی قدر و منزلت تھی اور ثانیاً صوبہ داری پر بنگالہ کے مامور ہو کر بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ بنگالے مین آیا اور بعد چند روز کے پھر دربار شاہی مین واپس گیا اور قطب الدین عہدۂ ایالت بنگالہ پر سرفراز ہوا۔ قطب الدین کو صوبہ داری بنگالہ مین بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ شیر افگن خان شوہر مہر النساء عرف نورجہان بیگم کا تھا اور اُن دنون شہر بردوان مین رہتا تھا۔ اوسکا کام تمام کرے کیونکہ جہانگیر جو عاشق مہر النسا کا تھا۔ اپنا مقصد دلی پورا کرنے کا ایما کیا۔ قطب الدین نے بنگالے مین آکر وجود شیر افگن خان کا منہدم کر کے جہانگیر کے دلکو شاد کیا اور مہر النسا ازدواج شاہی مین مشرف ہو کر نور محل اور بعدہٗ نورجہان بیگم ملقب ہوئی۔

مان سنگھ بار ثانی

قطب الدین

نورجہان بیگم

لعبد قطب الدین کے ۱۶۰۸ء مین شیخ علاء الدین اسلام خان نظامت بنگالہ پر ممتاز ہوا اور بنگالے مین آکر شہر ڈھاکہ کی بنا ڈالی اور دفاتر نظامت اور سارا اسباب ریاست راج محل سے ڈھاکے مین لایا اور اُسکو دار السلطنت بنگالے کا بنایا۔ کہتے ہین کہ جسوقت اسلام خان دار الریاست کے قابل زمین تلاش کرتا ہوا ڈھاکہ تک پہونچا تو یہ سرزمین بالکل سرخ مٹی کی نظر آئی جو نہایت اونچی اور

اسلام خان

مستحکم معلوم ہوئی اُسنے اِس زمین کو پسند کیا اور نشان گاڑ کر احاطہ شہر کا قایم کر کے نام اِسکا جہانگیر نگر رکھا اور خود خیمہ نصب کر کے قیام کیا چند روز مین تعمیرات کا سامان ہوگیا اور کاروبار ریاست کے ہونے لگے۔ ہر طرف سے لوگ آکر بسنے لگے۔ اور شہر آباد ہوگیا۔[1]

وجہ تسمیہ ڈہاکہ

وجہ تسمیہ شہر ڈھاکہ کی متقدمین دو طرح پر بیان کرتے ہین۔ ایک یہ کہ جسوقت اسلام خان شہر بنانے کی نیت سے اس سرزمین پر پہونچا دیکھا کہ دریا کنارے کسان لوگ کچھ کام کر رہے ہین اُسنے پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے کسان لوگ اسوقت ڈھاک کا جنگل کہ یہ ایک قسم کا جنگلی درخت ہے کاٹ رہے تھے سمجھے کہ شاید اس درخت کا نام پوچھتا ہے کہا کہ "ڈھاک کا" اسلام خان نے تصور کیا کہ اس سرزمین کا نام ڈھاکہ ہے۔ بس اوسنے یہی نام لکھ لیا اور بعد ازان یہ سرزمین اُسی نام سے مشہور ہوئی۔ دوسری یہ کہ جسوقت اسلام خان اِس سرزمین پر آیا اور اُسکو شہر بنانے کے قابل تصور کیا خود کشتی سے چند لوگون کو لیکر اُترا اُسوقت دریا کنارے چند ہنود پوجا کر رہے تھے اور ڈھاک[2] بجاتے تھے۔ اسلام خان احاطۂ شہر قایم کرنے کے واسطے آدمی بھیجکر اُس

---

[1] دار الریاست بنگالہ سُنار گانون سے منتقل ہو کر گوڑ اور راج محل مین جانے کی وجہ سے سُنار گانون کی سابق رونق کم ہوگئی تھی۔ شہر ڈھاکہ دار السلطنت ہونے سے وہ ایکبار اوجڑ گیا۔

[2] ڈھاک ایک قسم کا بڑا ڈھول ہے جسکو ہنود اکثر تہوار اور پوجے مین بجاتے ہین۔

ڈھاکی کو جو ڈھاک بجاتا تھا اپنے پاس بُلایا اور دریا کنارے جو دکھن سیوانہ شہر کا ہے کھڑا کر وا کر خوب زور سے ڈھاک بجانے کا حکم دیا اور تین شخصون کو نشان دیکر تین طرف پورب پچھم اور اوتر روانہ کیا اور کہا کہ جہان تک اِس ڈھاک کی آواز پہونچے وہین نشان گاڑین چنانچہ ویسا ہی عمل مین آیا چونکہ اُسوقت یہ سرزمین بالکل میدان تھی بہت دور تک ڈھاک کی آواز پہونچی اس ما بین کی زمین کا نام ڈھاکہ رکھا گیا۔ یعنے ڈھاک کی آواز سے سیوانہ قایم ہوا۔ اِس لیے اُسکا نام ڈھاکہ ہوا۔ اور بعد ابادی شہر کے اُسکا نام جہانگیر نگر مشہور کیا[۱]۔ سُنار گانون جسکی آبادی دو ہزار برس کے آگے سے چلی آتی تھی۔ رفتہ رفتہ اوجڑنے لگا اور اُسکے سارے لوگ اور کارخانہ جات سب ڈھاکے مین چلے آئے اخر وہ بالکل تباہ اور ویران ہو گیا۔ آبادی سُنار گانون کی علامات مین سے ابتک دو پختہ پُل باقی ہین۔ اور محلہ بنام جوناف شہر مین تھا اور ساہوکار لوگ وہان بسے ہوے تھے ہنوز قایم ہے۔ اور ابتک وہی لوگ بسے ہوے ہین سُنار گانون مین خاص نگر کی دیکھی ایک مشہور اگبیر ہے اس ضلع ڈھاکہ مین اتنا

سلہ[۱] ڈاکٹر ٹیلر صاحب اپنے ٹوپوگرافی آف ڈھاکہ مین لکھتے ہین کہ راجہ بلالسین نے ڈھاکیسری دیبی کے مندر کو از سرِ نو بنوایا یہ مندر ادیسور نے پہلے بنوایا تھا جو چند مدت مین بسبب عدم تلافی کے بالکل جنگل سے چھپ گیا تھا۔ بلال سین نے اوس جنگل کو صاف کروا کے دیبی کے مندر کو نکالا اور آراستہ کیا۔ چونکہ وہ دیبی بالکل جنگل سے چھپ گئی تھی اسلئے ڈھاکیسری یعنی چھپی ہوئی دیبی نام رکھا اور اسیکے نام سے اس سرزمین کا نام ڈھاکہ ہوا۔

بڑا تالاب اور نہین ہے۔ دو دگھیان اور بھی بکرم پور مین ہین ایک رام پال کی اور دوسری دھامارن کی مگر وہ خاص نگر کی دیگھی کے برابر نہین ہین۔

اسلام خان کو اِس شہر کے بسانے سے اصل غرض یہ تھی کہ ارخنگی یعنی ارکانی مگ لوگ اِس پورب بنگالے مین آکر ہر سال لوٹ و تاراج کرتے تھے اور یہان کے باشندون کو نہایت ایذا اور تکلیف دیتے تھے اور فرقہ پرتکیس کہ اندنون جہاز لیکر چاٹگام کی راہ سے آکر اِن مُلکون مین تاخت و تاراج اور دریا مین رہزنی کرتے تھے۔ اِسلیے ڈھاکے کو کہ پورب بنگالے کے ناف مین واقع ہے دارالریاست بنایا اور بڑی بڑی کوششون سے اُن اقوام کو اِدھر آنے اور لوٹ تاراج کرنے سے روکا اور خود بہت سی فوج لیکر ارکان تک تاخت کر کے بہت سے ارخنگی اور پرتکیسون کو تہ تیغ کیا۔ دوسرا ایک کارنمایان اسلام خان سے یہ ہوا کہ افغانان اڑلیسہ عثمان خان پسر سردار پیشین کو اپنا افسر بنا کر بارادۂ فتح بنگالہ آمادۂ فتنہ پردازی کے ہوئے اسلام خان نے پہلے ایلچی بھیجکر سمجھایا اور اِس ارادۂ فاسد سے باز رہنے کو کہا مگر افغانون کی خیرہ سری کے باعث عثمان خان کو یہ بات پذیرۂ خاطر نہین ہوئی اور شورش و فساد سے باز نہین آیا آخرکار اسلام خان کا سپہ سالار

---

۱ سُنارگانوٗن چونکہ دریاے میگنا کے کنارے واقع تھا لوٹیرے اقوام کی کشتیان وہان یکسر پہونچ جاتی تھین۔ اسلئے اسلام خان نے وہان سے دارالریاست منتقل کی۔

شجاعت خان کے ہاتھ سے شکست فاش پاکر آوارہ دشت نکبت وادبار کا ہوا۔

یہ واقعہ ۱۶۱۱ء مین ہوا اور یہ اخیر تاخت افغانون کی تھی اسکے بعد پھر وہ کبھی خیال ملک گیری کا دل مین نہین لائے دیہات اور قریون مین عزلت اختیار کی چنانچہ ابتک اُس خاندان کے لوگ اس ضلع کے تھانہ مانک گنج سبھار اور نواب گنج وغیرہ کے دیہاتون مین بسے ہوئے ہین اور اکثر ڈھاکہ وکلکتہ وغیرہ شہرون مین دفتری اور خدمتگاری کا کام کیا کرتے ہین۔

ابراہیم خان

بعد اسلام خان کے ۱۶۱۸ء مین ابراہیم خان شوہر خواہر نورجہان بیگم بعطاے خلعت ناظمی بنگالہ سرفراز ہوا اور ڈھاکے مین آکر مسند صوبہ داری پر جلوس کیا۔ اسی عہد مین قوم انگلشیہ پہلی بار تجارت کیواسطے اس ملک مین آئی اور بنا بازرگانی کی ڈالی۔

کہتے ہین کہ ابراہیم خان کے وقت مین پہلے پانچ برس تک نظام امور ریاست کے بخوبی ہوے اور ابراہیم خان نے آسامی اور ارخنگی اقوام کو حدود ریاست سے اپنے بالکل دور کیا اور افغانان اُڑلیسہ کو بھی کہ کہین کہین وہ سرشورش اُٹھایا کرتے تھے۔ زیروزبر کر کے فرمان پذیر بنایا اُسکے عہد ایالت مین اِس مُلک مین سوداگری خوب چمکی۔ سوتی کپڑے ڈھاکے مین اور ریشمی کپڑے مالدہ مین نہایت نفیس اور عمدہ تیار ہونے لگے اور دور دور ولایتون مین اوسکی بڑی قدر ہونے لگی اور کثرت سے اوسکی

تجارت شروع ہوئی۔

اسمین ایک واقعہ یہ ہوا کہ تیسرا لڑکا جہانگیر شاہ شاہزادہ خرّم ملقب بہ شاہ جہان واسطے دفع کرنے شورش و فتنہ اقصاے ملک دکھن کے طرف بھیجا گیا اور وہان سے کامیاب ہو کر مراجعت کی اور اِس حسن خدمت کے بجالانے سے موردِ الطاف اپنے پدر بزرگوار جہانگیر شاہ کا ہوا۔ نور جہان بیگم کو کہ مادر علاّتی اُسکی تھی یہ خیال ہوا کہ کہین شاہ جہان ولی عہد ہو کر وارث تخت نہو جاے اسیلیے اوسنے یہ طرح ڈالی کہ چوتھا لڑکا جہانگیر شاہ کا شاہزادہ شہریار کہ جسکے ساتھ اُسنے اپنے پہلے شوہر شیر افگن خان کی صلبی لڑکی کی شادی کردی تھی بعد جہانگیر شاہ کے تخت نشین ہو اور جہانگیر شاہ کو بھی نوعے اِس امر پر راضی کر لیا تھا شاہزادہ خرّم یعنے شاہ جہان نے یہ خبر سُنکر نہایت رنجیدہ اور برانگیختہ خاطر ہو کر بغاوت پر کمر باندھی اور پدر بزرگوار سے اپنے آشکارا دعوے تخت کا کیا۔ جہانگیر شاہ اشتعال سے نور جہان بیگم کے عزم جنگ مُصمم کرکے بیٹے سے لڑنے کو فوج بھیجی آخر کُشت و خون واقع ہوا۔ اور شاہ جہان ہزیمت پا کر دکھن کی طرف بھاگا اور اسطرف سے اُڑلیسہ کی راہ ہو کر بنگالے مین آیا۔

ابراہیم خان ایماے شہنشاہی سے شاہ جہان سے لڑنے

کو مستعد ہوا۔ اور جنگ عظیم درمیان افواج صوبہ دار بنگالہ اور شاہ جہان کے
واقع ہوئی آخر صوبہ دار کی فوج نے شکست کھائی اور صوبہ دار مارا گیا
شاہ جہان فتح یاب ہوکر ڈھاکے مین وارد ہوا اور خزینۂ صوبہ داری سے
چالیس لاکھ روپیہ لیکر اور یہان کا انتظام درست کر کے دہلی کی طرف
مراجعت کی راہ مین پھر افواج شاہنشاہی سے مقابلہ ہوا اور ہزیمت
پاکر دکھن کی طرف گریز کیا۔ اور وہان سے عفو جرایم کی عرضی اپنے والد بزرگوار
جہانگیر شاہ کیخدمت مین بھیجی شاہنشاہ بھی از راہ اُلفت پدری اُسکے
جرائم سے درگذرا ہرچند کہ شاہ جہان دو برس بنگالے مین رہا مگر اپنی کوئی
یادگار نہین چھوڑی۔

شاہ جہان کا ڈھاکے مین آنا

بعد طے اس فتنہ و فساد کے خانہ زاد خان عہدۂ نظامت
بنگالے پر سرفراز ہوا۔ اور ڈھاکے مین آکر تھوڑے دنون مین سررشتہ
ملکی و مالی درست کر کے بائیس ۲۲ ہزار روپیہ بوجہ خراج بنگالہ دہلی بھیجا
یہ روپیہ بعد مدت مدید کے بنگالے سے گیا۔ کیونکہ قبل اسکے بہ سبب
شورش اور فتنہ انگیزی ارخنگیان اور پُرتگالیون کے بالکل محاصل
مُلک کا لڑائی کی تدابیر اور اخراجات مین صرف ہوتا تھا۔

خانہ زاد خان

سنہ ۱۶۲۸ع کی اوائل مین ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر شاہ
اس رباط فانی سے سرائے جاویدانی کی طرف سدھارا اور ابو المظفر

قاسم خان

شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ سریر سلطنت دہلی پر جلوس فرما ہوا اُسنے
قاسم خان کو خدمت صوبہ داری بنگالے کی عطا کر کے باشان وشوکت و
حشمت وصولت کے اسطرف بھیجا۔ قاسم خان سارت گانون مین جو قریب
ہوگلی کے ہے وارد ہوکر انتظام امور ریاست مین مصروف ہوا اور بعد دو
سال کے درگاہ شاہنشاہی مین اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ پُرتگالی المعروف
پرتکیسون نے نہایت شور وشغب برپا کر کے رہزنی آغاز کی ہے اور اکثر
اموال بازرگانان اور رعایا کا لوٹ لیتے ہین اس عرضی کے پیش ہوتے
ہی فرمان صادر ہوا کہ جلد اُن بدکیشون کو سزاے عمل دیکر ملک سے
دور کردین مطابق حکم شاہی کے قاسم خان نے ۱۶۳۱ء مین جنگ پرتگالیون
کی تیاری کر کے ۱۶۳۲ مین افواج وحشم شایستہ لیکر بندر ہوگلی کو کہ پرتگالیون
نے وہان پر پروانگی بازرگانی کی پاکر بغایت استحکام اور استقلال پیدا
کر لیا تھا۔ محاصرہ کیا پرتگالیون نے قافیہ وقت تنگ دیکھکر سالانہ مبلغ تین
لاکھ روپیہ بطور جزیہ کے بیت الخزائن مین صوبہ دار کے دینے کو راضی ہوے
مگر قاسم خان نے قبول نہین کیا آخر کام جنگ وجدل پر ٹھہرا۔ پرتگالیون
کو شکست فاش ہوئی اور خطۂ ہوگلی مین تحت حکومت صوبہ دار بنگالے کے آیا اُس تاریخ سے
دفتر دیوانی سات گانون سے اُٹھکر ہوگلی مین آیا اور سات گانون جو تخمیناً ڈیڑھ ہزار برس سے
آباد تھا ویرانی مین لایا اور کھنڈر ہوگیا اس فتح کی بعد ایک افسر ملقب بہ فوجدار کچھ فوج کے ساتھ

ہوگلی مین رہنے لگا اور اسکو امور سیاست ملکی کا اختیار دیا گیا۔
قاسم خان اُسی سال یعنے ۱۶۳۲ء مین قید سے عالم کون و فساد کے رہا ہوکر عالم باقی کی سیر کو کام فرسا ہوا۔

بعد دو سال تسخیر ہوگلی کے ۱۶۳۴ء مین طایفہ بازرگانان قوم انگلش بارگاہ شاہنشاہی سے پروانگی تجارت کی حاصل کرکے بنگالے مین آئے اور بنا کاروبار کی ڈالی۔ وجہ اس پروانگی کی یہ تھی کہ شاہنشاہ دہلی شاہجہان بادشاہ جسوقت کہ اقصاے ممالک دکھن مین تھے قضارا انکی ایک لڑکی کے کپڑے مین آگ لگنے کی وجہ سے تن نازک کو اُسکے زحمت صعب پہنچی تھی۔ ہرچند کہ تدبیرین بہت سی ہوئین سودمند نہین ہوئین۔ آخر مسٹر باٹن کہ طایفہ تجار انگلشیہ کا جراح تھا اور اندنون وہ طایفہ بندر صورت مین وارد تھا فرمان شاہی سے دربار مین حاضر ہوکر معالج اُس مخدرۂ سراپردۂ خلافت کا ہوا اور تدبیر شایستہ سے چنگا کردیا صلا مین اِس حُسن خدمت کے زبان شاہ سے ارشاد ہوا کہ جوکچھ مامول اُسکا ہے بخشا جاے مسٹر باٹن نے اپنی ذات کیواسطے نہین چاہا بلکہ اوسنے درخواست کی کہ فرقۂ انگلشیہ کو پروانگی ہوکہ بنگالے مین بدون باج و خراج کے تجارت کرسکے اور اُس سرزمین مین بناے کارخانہ جات کی اجازت ملے چنانچہ شاہجہان نے اوسکی درخواست منظور فرمائی اور بندر پپلی مین کہ قریب بالسر کے ہے تجارت گاہ بنانے کا

فرمان دیا۔ سنہ ۱۶۳۴ع مین قوم انگلیشہ نے پہلے بندر پیپلی مین طرح اقامت کی ڈالی اور تجارت شروع کی بعد پندرہ سال کے ایک اور گروہ عیسائیونکا بنام ڈرچ مشہور ڈینمارک پروانگی تجارت کی حاصل کرکے بنگالے مین پہونچا۔ اورکاروبار سوداگری کا شروع کیا۔

سنہ ۱۶۳۸ع مین منصب نظامت بنگالہ اسلام خان مشہدی کو کہ مرد مُسن اور کار آزمودہ تھا تفویض ہوا اور وہ بعز و شان بنگالے مین آیا اوسکی ایالت کے پہلے سال ہی مگت رائے والی ارخنگ کیطرف سے چاٹگام کی حراست مین مقرر تھا اپنے خداوند کی اطاعت سے منحرف ہوکر اُس مرزبوم کو قبضۂ اقتدار مین صوبہ دار بنگالہ کے سونپا۔ چاٹگام پہلے ریاست تپرہ کے شامل تھا بعد ازان حوزۂ تصرف مین اہل اسلام کے آیا۔ مگر اثنائے حرب وپیکار فیما بین عساکر مغلیہ اور افغانون کے والی ارخنگ نے فرصت پاکر چاٹگام کو شامل اپنی ریاست کے کرلیا تھا۔ دوبارہ کہ اسلام خان مشہدی کے وقت مین مشمول ممالک بنگالے کے ہوا اور نام اُسکا اسلام آباد رکھا گیا۔

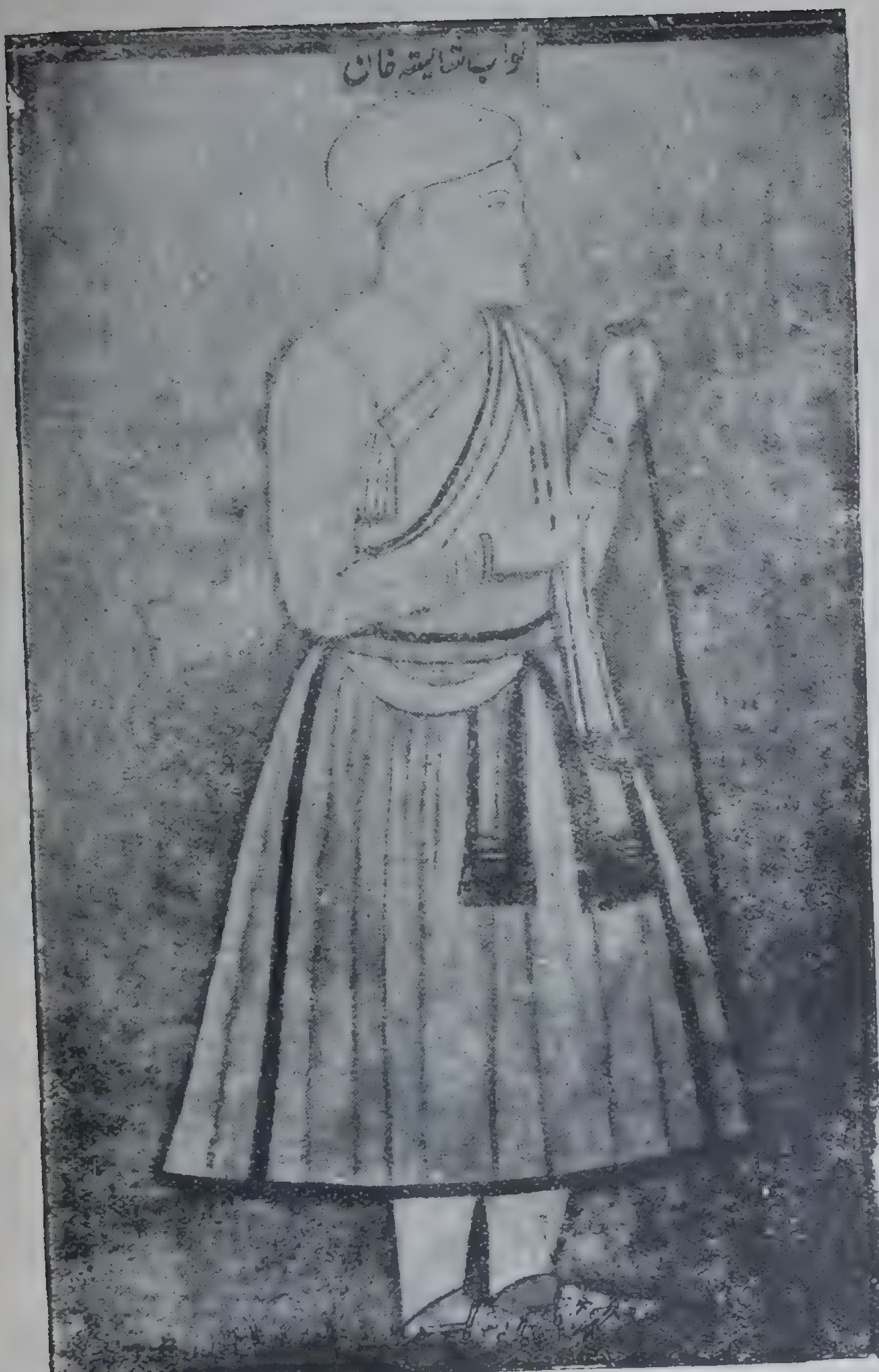
اسی زمانے مین راجۂ آسام نے پانسو کشتی لیکر دریاے برہم پوتر کی راہ سے بنگالے مین آکر تاخت وتاراج شروع کی اسلام خان مشہدی بہت سی جنگی توپین اور لشکر جرار لیکر اُسطرف روانہ ہوا۔ اور آسامیونکی

ایسی خبری کہ آخر تاب مقاومت نہ لاکر بھاگ گئے اسلام خان مشہدی تعاقب
کرتا ہوا اُن کے ملک تک پہنچا اور تاختون سے اوسکو زیر و زبر کردیا اگرچہ
مدت ایالت اسلام خان مشہدی کی ایک سال سے زیادہ نہ تھی مگر اِس
عرصے مین لشکر اسلام کوچ بہار تک تاخت کرچکا تھا اور اُس ملک کی کچھ
زمین پر بھی قبضہ ہوچکا تھا۔

بہرۂ ششم ذکر سلطنت سلطان محمد شجاع تا عہد حکومت نواب شایستہ خان

سلطان محمد شجاع

سنہ ۱۶۳۹ع مین شاہ جہان کے دوسرے لڑکے سُلطان محمد شجاع نے فرمان روائی مین
کشور بنگالہ کے مامور ہوکر بکمال بیدار مغزی اور زیرکی سے مُدت تیئس
برس تک کلید ابواب نظم و نسق اِس ملک کی اپنے ہاتھ مین رکھی اور
اس عہد مین صوبہ بہار ایک علیحدہ ریاست قرار پائی تھی سُلطان محمد شجاع
نے بنگالے مین آکر پہلا کام یہ کیا کہ دفتر نظامت ڈھاکے سے راج محل
مین لے گیا اور اُس خطے کو بنائے عمارات پُر تمکین سے سابق سے بھی
زیادہ آراستہ کیا۔ کہتے ہین کہ جب سلطان محمد شجاع نے راج محل مین
نزول فرمایا مسٹر باٹن شرف ملازمت سے مشرف ہوا اتفاقاً شاہزادہ کی
کوئی خاتون اُسوقت کسی مرض سخت مین مبتلا تھی چونکہ آوازہ طبابت مسٹر باٹن



Santi Press, Dacca.

کامشہور تھا شاہزادہ نے اُس خاتون کے معالجہ کوایما فرمایا اورحسن تدبیر سے مسٹر باٹن کی صحت حاصل ہوئی اور مسٹر باٹن مزید الطاف اور اختصاص سے سرفراز ہوا اور صلہ مین اِس خدمت کے شاہزادہ نے طائفہ انگلشیہ کو بندر ہوگلی اور بالیسر مین بنائے کاروبار تجارت کی پروانگی دی۔

سلطان محمد شجاع مدت آٹھ برس تک اپنے والد بزرگوار کی اطاعت اور عقیدت کے ساتھ بنگالے کی فرمان روائی کرکے بعہدہ صوبہ داری کابل کے مقرر ہوا اور دو برس تک وہان رہکر پھر بنگالے مین آیا اور نو برس فرمان روائی مین اِس بلاد کے قائم رہا اور ڈھاکے کو دارالریاست مقرر کیا۔ چنانچہ اُسکی بہت سی تعمیرات ہنوز ڈھاکے مین موجود ہین جسکا بیان بہرۂ تعمیرات قدیم ڈھاکہ مین لکھا گیا ہے۔ اخیر مین پھر راج محل کو دارالریاست کیا۔

اِس عرصے مین اِس مُلک کو سابق سے بہت رونق اور کارم کی ترقی ہوئی۔ ہر نوع کے ہنرمند کاریگر اہل حرفہ آبسے اور تجارت خوب پھیلی خراج کی بھی افزونی ہوئی۔ پیشتر یعنی ۱۵۸۲ء مین دیوان راجہ تودرمل کے وقت مین خراج بنگالہ ایک کرور ساٹ لاکھ روپیہ تک ہوا تھا۔ سلطان محمد شجاع کے وقت مین ایک کرور اکتیس لاکھ روپیہ ہوا۔

القصہ ۱۶۵۷ء مین شاہ جہان بادشاہ علیل ہوا اور اُن کے

چارون شاہزادے سُلطان محمد شجاع داراشکوہ۔ سلطان مراد۔ اور اورنگ زیب
سبھی جلوس تخت شاہی کی کوشش کرنے لگے۔ سُلطان محمد شجاع بنگالے سے
فوج لیکر بنارس تک پہونچا اُدھر سے داراشکوہ نے اپنے بیٹے سلطان سلیمان
شکوہ کو فوج جرار دیکر شجاع کے مقابلے کو روانہ کیا آخر سامنا جنگ وجدل
کا ہوا اور شجاع ہزیمت پاکر بنگالے مین پھر آیا اور دہلی مین تینون شاہزادے
باہم لڑ پڑے اور اورنگ زیب نے سبکو زیر کرکے شاہجہان کو قید کرلیا
اور خود اورنگ نشین دہلی کا ہوا۔

سُلطان محمد شجاع نے جب سُناکہ اورنگ زیب تخت نشین
ہوا اور والد بزرگوار کو قید کرلیا نہایت مغموم ومتاسف ہوکر بلا چاری۔
اورنگ زیب کو مبارکباد لکھی اور استدعا کی کہ ایالت بنگالے مین اُسکو
قایم رکھے۔ مگر اورنگ زیب نے قبول نہین کیا تب تو آتش خشم سُلطان
محمد شجاع کی نہایت مشتعل ہوئی اور پھر فوج لیکر دہلی کیطرف روانہ ہوا
مقام کھجوا تک پہنچا تھا کہ افواج اورنگ زیب سے دوچار ہوا اور جنگ
عظیم پیش آئی اگرچہ پہلے شجاع کی فوج غالب ہوگئی تھی آخر کار میر جملہ
کی حسن تدبیر سے جو سپہ سالار اورنگ زیب کا تھا شجاع ہزیمت پاکر
پسپا ہوا اور بنگالے کیطرف پھرا پہلے راج محل مین پہونچا پھر وہان سے
ٹانڈے مین آکر ترتیب فوج کی کی اُدھر سے میر جملہ بھی فوج ظفر موج

لیکر ٹانڈے مین پہنچا اور پھر لڑائی ہوئی شجاع مغلوب ہوکر ڈھاکے کیطرف بھاگ کر آیا۔ میر جملہ تعاقب کرتا ہوا ڈھاکہ تک پہونچا۔ شجاع یہان آکر پندرہ سو آدمی سے زیادہ جمع نہین کر سکا اسلیے چاہا کہ خیال ملک گیری کا چھوڑ کر بیت الحرام یعنے مکہ معظمہ کیطرف چلا جاے اور باقی زندگی وہین بسر کرے یہ ارادہ کر کے چاٹگام کی طرف گیا مگر شامت ایام کے سبب سے اُسوقت کوئی جہاز عرب جانے والا بہم نہین پہنچا۔ آخر تعاقب افواج دشمن کے خوف سے والی ارخنگ کی پناہ لی۔

والی ارخنگ پہلے تو بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور سلوک مہمان نوازی کے بجا لایا مگر چند روز بعد ولولۂ شیطانی کے سبب سے نہایت بدسلوکی اور سرد مہری سے پیش آیا اور طمع و خیال مین دختر شجاع کے اوس شاہزادۂ فلک زدہ شکستہ حال کو مع اہل و عیال غرق آب کیا۔ دختر شجاع نے جب یہ حال دیکھا کہ وہ بد باطن۔ ارادہ اوسکی عزت کا رکھتا ہے اپنے کو خنجر جگر دوز سے ہلاک کر ڈالا۔

الحاصل جب سلطان محمد شجاع اور اہل و عیال اوسکے نر ہے۔ یہ خبر اورنگ زیب کو پہنچی اُسنے ۱۶۶۰ع مین میر جملہ کو معظم خان خانخانان ملقب کر کے صوبہ داری مین بنگالہ کے مقرر کیا۔ میر جملہ صوبہ دار ہوکر راج محل سے دفاتر صوبہ داری پھر ڈھاکے مین

لایا اور اس شہر کو دار الریاست سارے بنگالے کا بنایا اور عمارات عالیشان اور کارخانہ جات نوبنیان سی نہایت آراستہ کیا۔

اسی زمانے مین راجہ کوچ بہار بہت سی فوج لیکر اوتر سرحد بنگالے کی بعض بعض جگہ اپنے قبضۂ تصرف مین لایا اور دریاے برم پوتر کی راہ سے لشکر کشی کر کے لوٹ اور تاراج کرتا ہوا قریب ڈھاکہ کے پہنچا۔ میر جملہ نے اوسکی گوشمالی کے واسطے ۱۶۶۱ء مین فوج جرار لیکر تاخت کی اور راجہ کے لشکر کو شکست دیکر کوچ بہار تک پہنچا اور اُس مُلک پر قبضہ کر لیا۔

میر جملہ نے بعد فتح کوچ بہار کے تسخیر آسام کے واسطے لشکر کشی کی اور تاخت کرتا ہوا اُس مُلک کو فتح کر کے بہت سی غنیمت۔ نقد و جنس لوٹ کر جمع کیا مگر اوسکی فوج کے لوگ بیمار ہونے کے سبب سے تاب اقامت نہ لا کر مراجعت کی اور راہ مین وہ خود بھی علیل ہو گیا۔ کہتے ہین کہ میر جملہ نے علالت کی حالت مین ڈھاکہ پہونچکر قالب تھی کیا اور اُسکی لاش کو رُفقا اُسکے وطن مین جو قریب اسفہان کے تھا۔ کافور کے صندوق مین رکھ کر لے گئے۔

میر جملہ بنگالے کے صوبہ دارون مین بڑا نامور شخص ہوا۔ جسکو اوسکی تعمیرات سے اب تک لوگ یاد کرتے ہین۔ اوسنے ارخنگی

یعنے اراکانی لوٹری قومون کے روکنے اور سزا دینے کیواسطے اطراف ڈھاکہ مین اکثر جگہ قلعے تعمیر کئے تھے جسکی علامتین ابتک موجود ہین چنانچہ حاجی گنج کا قلعہ جو نزاین گنج کے قریب تھا ادراک پور کا قلعہ جو منشی گنج مین ہے اور میگنا ندی کے پورب داؤد کاندی وغیرہ مین بھی قلعہ بنوایا تھا شہر کے اندر اور باہر شہر کے اکثر جگہ پُل اور بڑی بڑی سڑکین تیار کروائین تھین ٹیگلے کا پل اور ٹونگی کا پُل اُسی وقت کے بنے ہوے ہین۔ کہتے ہین کہ ٹونگی کا پُل ایک فقیر نے جسکا نام ٹونگی شاہ تھا بنوایا ہے۔

میر جملہ نے اراکانی مگون کو بھگانے اور رعب دکھانے کے واسطے بڑی بڑی توپین منگوا کر قلعون مین نسب کی تھین سب سے بڑی دو توپین شہر کے دکھن دروازے پر جو دریا کی جانب ہے رکھوائی تھین جسکی ایک توپ اِسوقت چوک مین رکھی ہوئی ہے اِس سے بہت بڑی اور ایک توپ تھی جو دریا شکست مین دریا کے اندر جاتی رہی۔ میر جملہ کے وقت مین ڈھاکے کی بڑی آبادی ہوئی اور کثرت سے لوگ آکر بسے۔ انواع اقسام کے مکانات اور ہر طرح کی کارخانہ جات جاری ہوئے تھے اور تجارت بھی خوب پھیلی تھی اور ہر دیار کے تاجر یہان آتے تھے۔

بہرۂ ہفتم ذکر حکومت شایستہ خان
تا عہد حکومت ابراہیم خان

بعد رحلت معظم خان خانخانان المعروف میر جملہ کے محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ شہنشاہ دہلی نے امیر الامرا شایستہ خان کو جو برادر زادہ نور جہان بیگم اور پسر یمین الدولہ عضد السلطنت آصف خان خانخانان کا تھا خلعت صوبہ داری بنگالہ عطا کی۔ شایستہ خان سنہ ۱۶۶۳ع مین با فر و شکوہ ڈھاکے مین وارد ہوا اور چند روز یہان رہکر امورات صوبہ داری کا کر کے پہلے عزیمت واسطے تسخیر چاٹگام کے کہ بعد انتقال میر جملہ کے وہ ملک قبضۂ اقتدار مین ارخنگی یعنے اراکانیون کے آیا تھا مصمم کیا اور افواج شایستہ لیکر اوسطرف روانہ ہوا۔ اور چاٹگام پہونچکر اراکانیون کو مع پرتکالیون کے جو اُنکے معاون اور ملازم تھے ہزیمت دیکر اوس ملک کو پھر ریاست بنگالہ کے شامل کیا اور بہت سی توپین اور غنایم لوٹ کر لایا۔

شایستہ خان نے قوم ڈچ یعنے اولندیزون کو بنگالے مین تجارت کی اجازت دی اور اسی عہد مین طائفہ فرنچ یعنے فرانسیس بھی اس ملک مین آئے اور بنا تجارت گاہ کی ڈالی۔ شایستہ خان کے وقت مین فرنچ کی سوداگری خوب چمکی تھی اور وہ ہمیشہ طائفہ فرنچ کے

فلاح کی کوشش رکھتا تھا۔ جسکے سبب سے اونکی مرسوخیت دربار شاہنشاہی تک ہوئی۔ شایستہ خان کی تقرری صوبہ داری کے قریب ۱۶۶۳ء مین جمیع تجار قوم انگلیشیہ نے بنام ایسٹ انڈیا کمپنی بذریعہ گماشتگان مدراس سے بنگالے مین تجارت پھیلائی اور پہلی تجارت گاہ اونکی قاسم بازار اور بالسر مین قائم ہوئی ان گماشتون کا افسر مسٹر گبرل پوٹن تھا۔ جسنے پہلے اس ملک کی زبان سیکھنے مین کوشش کی اور سنسکرت سیکھکر کتاب سری بھاگوت کو ترجمہ کیا۔ شایستہ خان ۱۶۷۷ء تک مسند صوبہ داری بنگالہ پر قایم رہا بعد ازان آگرہ کا صوبہ دار مقرر ہوکر اسطرف گیا اور ۱۶۷۸ء مین اورنگ زیب نے اپنے تیسرے لڑکے محمد اعظم کو ایالت بنگالہ مین مامور کرکے بھیجا۔ اندنون پھر آسامیون نے اطراف پورب بنگالہ مین ہنگامہ پردازی شروع کی تھی۔ شاہزادہ محمد اعظم نے ڈھاکے مین وارد ہوکر چند روز بعد آسامیون کی تنبیہ اور تادیب کے واسطے اسطرف لشکر کشی کی اور طائفہ انگلیشیہ اور ڈچ سے فوج اور توپون کی مدد چاہی وہ اوسپر راضی نہین ہوئے بلکہ عیوض مین مبلغ کثیر پیشکش کیا شاہزادہ نذر منظور کرکے صرف اپنی فوج لیکر آسامیان بدنہاد کی گوشمالی کو روانہ ہوا اور وہان پہونچکر قرار واقعی تنبیہ اور تادیب اونکی کرکے ڈھاکے مین مراجعت کی اور یہان

آگر سناکہ ارخنگیون نے پھر شورش اور فتنہ انگیزی آغاز کی ہے اسلیے اپنے پدر بزرگوار سے پھر اُسطرف عزیمت کرنے کی اجازت چاہی مگر اُسوقت اورنگ زیب راجپوتون اور مرہٹون کے کارزار مین مصروف تھا اسطرف نظر کرکے شاہزادہ محمد آعظم کو اپنے پاس بلالیا اور شایستہ خان کو دوبارہ صوبہ داری بنگالہ مین مقرر کرکے بھیجا۔

دوبارہ صوبہ داری شایستہ خان

سنہ ۱۶۷۹ع مین امیر الامرا شایستہ خان دوبارہ صوبہ داری بنگالہ پر مامور ہوکر ڈھاکے مین آیا اور فرمان سے اورنگ زیب شہنشاہ دہلی کے قوم ہنود پر جزیہ مقرر کیا اور بہت بتکدے اور مندرون کو توڑ کے نیست نابود کر دیا۔ اس سخت گیری سے قوم ہنود نہایت متنفر اور رمیدہ خاطر ہوئی اُن دنون انگریزون کی تجارت اس مُلک مین بڑی ترقی پائی تھی اور بہت سے انگریز بنگالے مین آگئے تھے اور شہنشاہ دہلی سے تجارت دائمی کے واسطے فرمان حاصل کرکے رفتہ رفتہ اس تجارت گاہ کو ایک مستقل تجارت کی جگہ نامزد کرکے اور اُس کی حفاظت کے واسطے کچھ سپاہی منگوائے تھے۔

شایستہ خان کے بنگالے مین آنے سے انگریزون نے بندر ہوگلی مین ایک قلعہ بنوانے کی درخواست کی شایستہ خان نے اس خیال سے کہ اگر اُنکو اجازت اس امر کی دی جائیگی تو تمام بنگالہ

اونکی زیر حکومت ہو جائیگا۔ اس التماس کو نامنظور کیا۔ اس مابین مین کچھ فتنہ و فسا دبھی حدود بہار مین واقع ہوا اور انگریز لوگ اُسمین شریک تھے یہ بات ثابت ہونے سے صوبہ دار نے انگریزون کیطرف سے بدظن ہوکر نرخ باج تجارت کے اضافہ کا حکم دیا اور سخت گیری انگریزون پر شروع کی انگریز بھی جنگ وجدل سے پیش آئے اور کئی بار صلح و سرکشی کے بعد آخر فرمان شاہی سے شایستہ خان نے تمام کارخانہ جات اور تجارت گاہ انگریزون کی ضبط کرلی اور بہت سے انگریزون کو گرفتار کر کے ڈھاکے مین لاکر قید کیا۔

شایستہ خان اگرچہ طایفہ انگلیشہ کے ساتھ سخت گیری سے پیش آیا تھا مگر اس مُلک کے لوگون کو بہ سبب ارزانی غلہ وغیرہ کے نہایت خوشنود رکھا تھا کہتے ہین کہ شایستہ خان کے وقت مین غلہ اسقدر ارزان تھا کہ ایک روپیہ مین آٹھ من چانول فروخت ہوتے تھے علی ہذا القیاس سب چیزون کی ارزانی تھی شایستہ خان نے بچیس برس بنگالے مین صوبہ داری کی سواے دو سال کے جسمین فداے خان اور عظیم خان اور سلطان محمد اعظم تیسرا لڑکا اورنگ زیب کا یہ تین شخص بعد ایک دوسرے کے صوبہ دار بنگالہ مقرر ہوئے تھے۔ شایستہ خان نے اپنی صوبہ داری کا زمانہ ڈھاکے مین گذارا اور اسی شہر کو ہمیشہ دار الریاست رکھا۔

شایستہ خان کی تعمیرات اس شہر مین ابتک موجود ہین جنکا ذکر بہ بسرہ بست و نہم مین کیا گیا ہے۔

اورنگ زیب کا تیسرا لڑکا سلطان محمد اعظم جو کہ داماد شایستہ خان کا تھا اور چندے بنگالے کا صوبہ دار ہوکر ڈھاکے مین آیا تھا اُسنے ۱۰۸۹ھ مین یہان کے لعل باغ کا قلعہ اور مکانات بنوانا شروع کیا تھا۔ مگر ناتمام چھوڑکر چلا گیا اور شایستہ خان کو اُس کی تیاری کی تاکید کر گیا تھا۔ شایستہ خان نے بھی کچھ تعمیرات کی تھی کہ اسمین اوسکی لڑکی بی بی پری نے جو سلطان محمد اعظم کی جورو تھی انتقال کیا شایستہ خان نے اِس قلعہ کی تعمیر کو نہایت منحوس اور نامیمون سمجھکر اوسکی چہار دیواری کے اندر اپنی لڑکی بی بی پری کا ایک عمدہ سنگی مقبرہ بنوایا اور اس قلعہ کو ناتمام حالت مین چھوڑ دیا جو اب تک اُسی حالت مین موجود ہے۔

شایستہ خان کی اور بھی بہت تعمیرات ڈھاکے مین ہین۔ چوک کی مسجد چھوٹا کٹرہ وغیرہ تاریخ نصرت جنگی مین لکھا ہے کہ بڑا کٹرہ شاہزادہ محمد شجاع کے وقت مین میر ابو القاسم خان دیوان شاہزادہ نے حسب فرمایش شاہزادہ کے ۱۰۵۵ہجری مین تعمیر کیا تھا مگر شاہزادہ کے ناپسند ہونے سے میر مذکور کو عنایت کیا اور ڈھاکے کی عید گاہ بھی بی بی پری کا مقبرہ



Santi Press, Dacca.

اوسی سن مین واسطے نماز عیدین شاہزادہ مع لواحقین وا ہالیان شہر کے میر مذکور نے بنائی تھی شایستہ خان کے وقت مین طول شہر اوتر دکھن دریا سے لیکر ٹونگی کے پل تک چودہ میل اور عرض پورب پچھم دولائی کی کھال سے بابو پورہ تک قریب دس میل کے تھا۔

شایستہ خان کا وقت بہت امن اور چین کا تھا لوگون کی بڑی اقبال مندی تھی اور نہایت آسودگی کے حال مین تھے اور شہر نہایت آراستہ اور ہر طرح کی کارخانہ جات بازار اور عمارات سے معمور تھا کہتے ہین کہ اب دریا سے لیکر ٹونگی کے پل تک شب کو مکانات اور دوکانون کی روشنی مین بخوف لوگ چلے جاتے تھے اوسوقت ڈھاکے مین باون ۵۲ بازار اور ترپن ۵۳ گلی تھین جو قدیم ایام سے مشہور ہے اور اکثر فاحشہ عورتون کی شان مین یہ ضرب المثل مستورات کہتی تھین کہ وہ تو باون ۵۲ بازار ترپن ۵۳ گلی پھری ہوئی ہے۔ یعنے سب کچھ دیکھے ہوے ہے نہایت شوخ دیدہ ہے۔[۱]

بہرۂ ہشتم ذکر ریاست ابراہیم خان تا عہد حکومت شاہزادہ محمد عظیم الشان

[۱] ڈاکٹر ٹیلر صاحب بھی اپنی ٹوپوگرافی آف ڈھاکہ مین قدیم تواریخ اور سابق یوروپین سیاحون کے قول کی تصدیق کرتے ہین کہ ڈھاکے مین باون بازار اور ترپن گلی تھین۔

ابراہیم خان

سنہ ۱۶۸۹ء مین ابراہیم خان فتح جنگ پسر علی مردان خان نہر کہ جس سے دہلی اور حوالی دہلی مین نہر جاری ہے۔ صوبہ داری مین بنگالہ کے مامور ہوا۔ ابراہیم خان نہایت نرم اور صلح کل طبیعت رکھتا تھا اُسنے ڈھاکے مین آکر پہلا کام یہ کیا کہ دو شخص سفیران انگریز کو جنھین صوبہ دار سابق شایستہ خان نے قید کر رکھا تھا۔ رہا کیا۔ انگریزون نے پھر شورش انگیزی شروع کی اور جو جہازات کہ ہندوستان سے عرب کو جاتے تھے اُنھین سمندر مین لوٹنے لگے۔ آخر بہت سی گفت و شنود اور جد و جہد کے بعد صلح و آشتی قرار پائی اور ابراہیم خان نے بموجب فرمان شہنشاہی کے پھر انگریزون کو بنگالے مین بُلایا اور بطور سابق بناے تجارت گاہ کی اجازت دی۔

سنہ ۱۶۹۰ء مین طائفہ انگلشیہ پھر بنگالے مین آیا اور بناے تجارت گاہ مقام سوتانٹی مین جہان اِسوقت شہر کلکتہ واقع ہے قائم کی اور استحکام مسکن اور بناے حصار تجارت گاہ کی کوشش کرنے لگے مگر دربار شاہی سے بناے حصار اور قلعہ کی اجازت نہین ملی آخر مکانات نبوا کر کارخانہ جات تجارت جاری کئے۔ ہر چند کہ یہ طایفہ انگریزون کا اب تک کسی طرح راہ پیما جادۂ نافرمانی کے نہین ہوا تھا۔ مگر دوسرے ایک فریق انگلشیہ نے کہ اُندنون ولایت سے واسطے تجارت ہند کے

آیا تھا۔ اور مسٹر کیڈ اُنکا افسر تھا دریا مین غارت گری کا شیوہ اختیار کیا اور چند جہاز جو عازم مکہ معظمہ کے تھے لوٹ لئے۔ شہنشاہ اورنگ زیب اس حرکت ناشایستہ سے اونکی نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اور درمیان کمپنی سابق اور حال کے کچھ فرق نکرکے فرمان دیا کہ تمام تجارت گاہ اُنکی ضبط اور ایک قلم اونکی تجارت موقوف کی جاے مگر صوبہ دار بنگالہ ابراہیم خان نے کہ چند کس انگریزون سے کمپنی سابق کے صلح اور اتحاد رکھتا تھا خفیتہً اُنکی تجارت جاری رکھنے کا ایما کیا۔

سنہ ١٦٩٥ء مین ایک حادثہ یہ ہوا کہ سوبھا سنگھ نام ایک زمیندار علاقہ بردوان نے وہان کے راجہ سے باغی ہوکر فتنہ وفساد شروع کیا اور رحیم خان کو جو سردار افغانان اُڑیسہ کا تھا اپنی مدد کو بلایا وہ فوج لیکر سوبھا سنگھ کی اعانت کو پہنچا اور راجہ بردوان پر تاخت کرکے میدان وغا مین اوسکو قتل کیا اور ملک ومال اور اہل وعیال راجہ کا سب اپنے قبضے مین لایا۔ راجہ بردوان کا لڑکا جگت راے بعد ہزیمت کے ڈھاکے مین آیا اور صوبہ دار ابراہیم خان سے حال زار بیان کیا صوبہ دار نے یہ خبر سُنکر جیسر کے فوجدار کو لکھا کہ تین ہزار فوج جمع کرکے تنبیہ اور تادیب مین باغیون کے تاخت کرے چونکہ اُسوقت اسقدر فوج بہم نہین پہونچی تھی کسی قدر سپاہ لیکر فوجدار جیسر بردوان کی طرف گیا

مگر کامیاب نہین ہوسکا۔

القصہ بردوان قبضۂ تصرف مین باغیون کے آگیا۔ قوم ڈچ اور فرنچ کہ اُسوقت ہوگلی اور چُچرے مین اپنی اپنی تجارت گاہ رکھتے تھے مُطیع صوبہ دار بنگالہ کے ہوئے اور قوم انگریز بھی اوسی سلوک سے پیش آئی اور اپنی اپنی تجارت گاہ کی حراست کے واسطے بناے حصار اور قلعہ کی اجازت حاصل کرکے جلد جلد اپنا کام کرلیا قوم ڈچ نے چُچرے اور انگریزون نے کلکتے مین ایک ایک چھوٹا قلعہ اور حصار تیار کرکے زحمت اور ہیبت سے اطمینان حاصل کرلیا۔

باغیان طاغی سرشت نے بندر ہوگلی کو بھی تحت و تصرف مین اپنے کرلیا اور لوٹ و تاراج کیواسطے ہرطرف فوج بھیجی عامہ رعایا نے بھاگ کر چُچرے مین پناہ لی اور قوم ڈچ نے دو جہاز جنگی ہوگلی مین بھیجے اُن جہازون سے اسقدر گولہ باری ہوئی کہ باغیون کو تاب اقامت کی نرہی آخر فرار ہوے سات گانون پہنچکر سوبھا سنگھ نے رحیم خان کو ندیہ کے تاراج کرنے کو روانہ کیا۔

کہتے ہین کہ سوبھا سنگھ نے راجہ بردوان کا مال و منال اہل و عیال جو لوٹ کر لایا تھا اُسمین ایک دختر راجہ کی نہایت حسینہ تھی اور سوبھا سنگھ اوسکی ہم آغوشی کا بڑا مشتاق تھا جب رحیم خان ندیہ کی طرف گیا سوبھا سنگھ

نے فرصت وقت غنیمت جانکر اوس عروس حجلہ عفت کو خلوت مین بُلایا اور خواستگار وصال کا ہوا وہ مہ پارہ ایک تیز خنجر اپنے ساتھ رکھتی تھی جب سوبھا سنگھ نے اوسکو اپنے آغوش مین لیا اوسنے وہ خنجر سوبھا سنگھ کے شکم مین مار دیا کہ وہ فوراً جہنم واصل ہوا اوسکی فوج نے رحیم خان کو اپنا سردار مقرر کرکے ہر طرف تاخت و تاراج شروع کی۔

صوبہ دار بنگالہ ابراہیم خان اُسوقت تک خواب غفلت مین تھا ہر چند کہ اوسکے مشیر کارون نے ایما جنگ کا کیا لیکن اوس نے خیال اوسطرف نہین کیا بلکہ یہ جواب دیتا تھا کہ باغیان بدنہاد آپ ہی خراب ہو جاوینگے۔ ناحق جنگ کرکے بندگان خدا کا کُشت و خون کروانا کیا ضرور ہے غرض صوبہ دار کی نکاہلی اور خاموشی سے باغیون کی اور ہمت بڑھی لوٹ و تاراج کرتے ہوے مرشد آباد تک کہ اُسوقت ایک قصبہ تھا پہنچے اور اُسے لوٹتے ہوئے راج محل اور وہان سے مالدہ تک گئے۔ مالدہ مین انگریزون کی تجارت گاہ لوٹ کر بہت سا مال و متاع لیگئے۔

صوبہ دار ابراہیم خان کے عہد حکومت کی نشانی ڈھاکے مین ایک مکان جو دریا کے دکھن طرف مقام جزیرہ مین بنوایا تھا ہنوز حالت شکستگی مین موجود ہے اور ایک قلعہ اوس سرزمین پر جہان

اسوقت ڈھاکہ کا جیل خانہ. پاگل خانہ. اور چوک واقع ہے جسکا احاطہ پورب محلہ پورب دروازہ اور پچھم محلہ گرد قلعہ اوتر محلہ کوتلدہ دکھن بڑا کٹرہ اس مابین کی زمین مین یہ قلعہ اور اوس قلعہ کے اندر صوبہ دار کے رہنے کا مکان اور کچہریان اور دار الضرب (ٹکسال) وغیرہ تھے یہ قلعہ اور مکانات سنہ ۱۶۹۱ء مین صوبہ دار ابراہیم خان فتح جنگ نے بنایا تھا اور یہی قلعہ اور مکان اخیر صوبہ دارون کی سکونت گاہ رہا۔ چنانچہ نواب جسارت خان اخیر نائب ناظم بھی نمتیلی کا مکان بننے کے قبل یہین تھے۔ عملداری کمپنی مین وہ قلعہ اور مکانات منہدم ہوے اور وہان جیل خانہ وغیرہ بنے۔

بہرہ نہم ذکر حکومت شاہزادہ محمد عظیم الشان تا عہد صوبہ داری مرشد قلی خان

جب سوبھا سنگھ کے لوٹ و تاراج کی خبر شہنشاہ دہلی اورنگ زیب کو پہونچی فی الحال اپنے نبیرہ سلطان عظیم الشان کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کرکے ابراہیم خان کو لکھا کہ دفاتر صوبہ داری اپنے لڑکے زبردست خان کو سمجھا کر جلد دہلی روانہ ہو۔ ابراہیم خان نے فرمان شاہی کی تعمیل کی اور اوسکا بیٹا زبردست خان کہ مرد کارزار تہور شعار تھا جلد لشکر جمع کرکے تفحص اور

سلطان عظیم الشان

تلاش مین باغیون کے ڈھاکے سے روانہ ہوا اور بھگوان گولے پہنچکر
باغیون سے مقابلہ کر کے پہلے روز انکی بہت سی توپین چھین لین اور
دوسرے روز شکست فاش دیکر اُنکی فوج کو پراگندہ کیا۔ رحیم خان بھاگ
کر بردوان کیطرف گیا اور وہانسے تاب اقامت نہ لاکر اڑلیسہ کیطرف گریز کیا
اور بنگالے مین ہر طرف امن وامان ہو گئی۔

اس عرصے مین سُلطان محمد عظیم الشان پٹنہ پہنچے اور خبر مردانگی
اور چیرہ دستی زبردست خان کی سُنکر گمان کیا کہ اگر وہ اس کام پر رہا
تو اپنے واسطے ایسا کون کام باقی رہیگا کہ جس سے موجب سُرخروئی کا ہوگا
اس لیے زبردست خان کو لکھا کہ بعد ازین اور حرب وپیکار مین مشغول
نہووے۔ زبردست خان اوسکی منشا سمجھکر مستعفی ہوا۔ اور آٹھ ہزار سپاہ
جو تابع فرمان اوسکی تھی لیکر ڈھاکے سے چلا گیا۔

سُلطان عظیم الشان نے بردوان پہونچکر چند روز وہان
قیام کیا۔ سارے زمیندار اُس نواح کے آکر حاضر ہوے اور اطاعت
قبول کی طائفہ انگریز کیطرف سے سفیر پہونچا اور پیش کش گذران کر اراضی
حوالی کلکتہ کے پانے کی استدعا کی۔ عظیم الشان نے اونکی عرضی منظور
کی اور اُسے زمین کی خریداری کا فرمان دیا طائفہ انگریز کلکتہ اور اُسکے
اطراف کی زمینون کا مالک ہوا۔ زبردست خان کے بنگالے سے

جانے کے بعد رحیم خان نے پھر ترتیب فوج کرکے ہوگلی پر تاخت کی اور
لوٹ تاراج کرتا ہوا بردوان کے قریب پہونچا۔ جب یہ خبر سلطان
عظیم الشان کو پہنچی اُسنے پہلے ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اگر ترک رزم کرکے
اطاعت پذیر ہو تو مورد الطاف ہوگا مگر رحیم خان اپنی فتنہ پردازی سے
باز نہین آیا اور سلطان عظیم الشان کے خیمے کو گھیر لیا آخر کُشت وخون
کی نوبت پہونچی اور رحیم خان حامد خان کے ہاتھ سے تہ تیغ ہوا اُسکے
لشکر نے جب اپنے سردار کو سر بُریدہ دیکھا سب فرار ہوگئے اور حامد خان
اس حسن خدمت کی صِلامین خطاب شایستہ اور منصب فوجداری سے
سرفراز ہوا۔

سلطان عظیم الشان چند روز اور بردوان مین رہکر بندوبست
خراج وغیرہ کا کرکے ڈھاکے مین آیا۔ اس زمانے مین انگریزون
کا مسکن وماوا اس دیار مین نہایت وسیع اور آباد ہوا اور اطراف
کلکتہ مین جو زمین لی تھی۔ اُسمین بہت سی تعمیرات ہونے لگین قوم ہنود
کے اکثر مایہ دار لوگ واسطے محافظت اپنے مال ومتاع کے وہان
جاکر بسنے لگے اور کاروبار شروع کیا۔ یہی لوگ پہلے کلکتہ کے باشندے
ہوئے۔

ذکر مرشد قلیخان المخاطب بکارطلب خان

ذکر مرشد قلیخان

مرشد قلیخان بانی شہر مرشد آباد کہ اصل نام اُسکا جعفر خان تھا اور اُسکو بغرا خان بھی کہتے تھے اوسکا باپ ایک مسکین اور تنگ حال برہمن تھا حاجی شفیعا نام کسی ایرانی تاجر نے مرشد قلیخان کو خرید کر کے اصفہان لے گیا تھا اور وہان اُسکو اچھی طرح تعلیم اور تربیت کی تھی بعد وفات اپنے مالک کے مرشد قلیخان پھر ہندوستان مین آیا اور مُلک دکھن مین صوبہ دار کا دیوان مقرر ہو کر چندے وہان رہا اور اس خوش اسلوبی و مُجزرسی سے اپنے کامون کو انجام دیا کہ شہرہ اُسکی استعداد اور کار روائی کا زبان زد خاص و عام کا ہو کر شہنشاہ اورنگ زیب کے بھی گوش گذار ہوا۔ اور اُسکو حضور مین طلب فرما کر حیدر آباد کی دیوانی مین شرف اختصاص بخشا اس عہدے مین بھی اُسنے بڑی دیانتداری اور امانت شعاری کیساتھ اپنی کارگذاری دکھائی۔ اور سنہ ۱۷۰۱ء مین بعہدۂ دیوانی بنگالہ سرفراز ہوا

القصہ مرشد قلیخان بعد حصول منصب دیوانی بنگالہ شہر ڈھاکہ مین کہ اندنون تک دار الریاست بنگالے کا تھا وارد ہوا چونکہ اُسوقت امور مالی مین نہایت بد انتظامی تھی مرشد قلیخان اوسکے انتظام کے لئے تدبیر شایستہ کرنے لگا۔ اور مصارف مُلکی مین بہت سی تخفیف کی سواران رکاب عظیم الشان کو اس نشیب سرزمین مین جو محض فضول تھے برطرف کر کے اُنکی پرورش کے واسطے جاگیرین مقرر کین۔

سُلطان عظیم الشان اس تخفیف خرچ سے نہایت ناخوش

ہوکر دیوان مرشد قلیخان کے قتل کی تدبیر اور سازش پر آمادہ ہوا اور خفیہ چند سپاہی اُسکے مارنے کو مقرر کئے مگر ارادہ پورا نہو سکا۔ ایک روز مرشد قلیخان دربار مین سلطان عظیم الشان کے آتا تھا کہ راہ مین اُن سپاہیون نے جنھین سلطان عظیم الشان نے اوسکے مارنے کو مقرر کیا تھا گھیرا۔ مرشد قلیخان یہ رنگ دیکھکر بہ چستی پالکی سے کود پڑا اور اپنی شجاعت اور عالی ہمتی کے ساتھ تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر اُن سپاہیون کے بیچ سے دربار مین چلا گیا اور طیش مین آکر سلطان عظیم الشان کو علانیہ مکار اور دغاباز کہکے خطاب کیا اور کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو آؤ مردانہ وار آمادۂ جنگ ہو۔

سلطان عظیم الشان اورنگ زیب کے قہر اور غضب کا اندیشہ کر کے مدارات سے پیش آیا اور کہا کہ میرا اسمین کچھ قصور نہین لیکن مرشد قلیخان اُسپر اعتماد نہین کر کے دربار سے چلا آیا اور شرح وار حال شہنشاہ اورنگ زیب کو لکھا اور ڈھاکے مین رہنا خوفِ جان سمجھکر مرشد آباد مین چلا گیا جسکا نام اُسوقت مخصوص آباد تھا۔

اورنگ زیب نے اِس ماجرے کے سُنتے ہی نہایت برہم ہوکر سلطان عظیم الشان کو بہار جانے کا حکم فرمایا اور بہ تہدید تاکید کی کہ اگر کسی طرح کی زحمت مرشد قلیخان کی جان یا مال پر پہونچیگی تو جوابدہی اُسکی تمھارے ذمہ ہوگی عظیم الشان لاچار ہوکر پہلے راج محل

مین گیا مگر آب وہوا وہان کی موافق طبع نہونے کے باعث سے پٹنے مین آیا اور اُس شہر کو آباد کر کے نام اُسکا عظیم آباد رکھا۔

مرشد قلیخان اپنی تقرری کے دوسرے سال یعنے ۱۷۰۳ء مین تشخیص خراج اور درستی دفتر کی کر کے حضور مین اورنگ زیب کے جو اُندنون دکھن مین رونق افروز تھے حاضر ہوا اور بالکل کاغذات نظر شاہی سے گذرانے۔ چونکہ آغاز سلطنت مغلیہ سے لیکر اِس زمانے تک اتنی توفیر اور ترقی خزائن بنگالہ اور اُڑلیسہ مین نہین ہوئی تھی اسلیے اورنگ زیب نے نہایت خوشدل ہوکر مرشد قلیخان کو نیابت مین ناظم بنگالہ اور اُڑلیسہ کی سرفراز کیا اور بعطاے خلعت سربلندی بخشی یہ امر موجب کلفت خاطر شاہزادہ عظیم الشان کے ہوا۔ لیکن کیفیت مزاج سے اپنے جدِ بزرگوار کے خوب واقف تھا اِس سیلیے مجال دم مارنے کی نہ رہی۔

وفات عالمگیر

۱۷۰۷ء مین شہنشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر نے اکانوے ۹۱ سال کی عمر مین اِس خاکدان ظلمانی سے ریاض جاودانی کیطرف نقل کی ظاہر ہے کہ تاحیات اورنگ زیب سلطنت مغلیہ کی ترقی اور افزایش تھی بعد وفات اُس بادشاہ ستودہ صفات کے ہر طرح زوال و انتقال سلطنت مین واقع ہوا۔ الحاصل بعد انتقال

اورنگ زیب کے اوسکا دوسرا لڑکا محمد آعظم سریر سلطنت پر جلوس فرما ہوا شاہزادہ عظیم الشان پسر محمد معظم نہین پورا اورنگ زیب یہ خبر سنکر فوج جرار اور آٹھ کرور روپیہ جو بنگالے مین جمع کیا تھا ساتھ لیکر دہلی روانہ ہوا اور عزم بالجزم کیا کہ اپنے پدر بزرگوار کو اورنگ شاہی پر بٹھاوے اسلیے پہلے آگرہ کو اپنے تحت و تصرف مین لایا اور خزانہ لوٹتا ہوا اپنے باپ کی فوج سے جا ملا اور عساکر دریا ذخایر ہر دو پسران اورنگ زیب یعنے معظم شاہ اور آعظم شاہ کے آگرہ کے قریب دوچار ہوے اور جنگ عظیم در پیش ہوئی۔ آعظم شاہ شکست پاکر مع اپنے دو شاہزادہ بیدار بخت اور والاجاہ کے صف کارزار مین کشتہ ہوا۔ اور معظم شاہ بافتح و ظفر تخت شاہی پر جلوس فرما کر بہادر شاہ ملقب ہوا۔ چونکہ یہ فتح سعی اور کوشش سے شاہزادہ عظیم الشان کی نصیب اولیاے دولت معظم شاہ کے ہوئی تھی اسلیے اس حسن خدمت کے عوض عظیم الشان کو بعطاے منصب صوبہ داری۔ ہر سہ صوبہ یعنے بنگالہ۔ بہار۔ اور اڑیسہ کے سرفرازی بخشی اور فرمایا کہ مرشد قلیخان کو نیابت مین بنگالہ کے قایم رکھے۔

بہادر شاہ پانچ برس تخت شاہنشاہی پر جلوہ فرما رہکر سنہ ۱۷۱۲ع مطابق سنہ ۱۱۲۴ھ کے اوسط شہر محرم الحرام کو لاہور مین مشمول رحمت یزدی

ہوا اُسکے لڑکون مین خلل عظیم واقع ہوا۔ اور ہر اک نے دعوی تخت و
تاج لینے کا کیا اور جنگ عظیم پیش آئی ایکطرف عظیم الشان اور دوسرے
جانب اوسکے اور سب بھائی تھے غرض عظیم الشان کو شکست ہوئی اور
مع فیل سواری غرق آب ہوا اور اُسکا بڑا لڑکا شاہزادۂ مُراد کو مار کر
اوسکا چچا مُعیز الدین تخت شاہی پر بیٹھا اور جہاندار شاہ ملقب ہوا۔
قصہ کوتاہ جب عظیم الشان اپنے پدر بزرگوار کی کُمک کو بنگالہ
سے روانہ ہوا تھا اُسوقت اپنے چھوٹے بیٹے فرخ میر کو یہان کے
نیابت مین چھوڑ گیا تھا اور وہ شاہزادہ مرشد آباد مین آکر مُرشد قلیخان
کے ساتھ پانچ برس باتفاق رہا۔ آخر جب اوس کا باپ مارا گیا
اور جہاندار شاہ اورنگ آرائے دہلی ہوا اُسنے بارادہ حصول تخت
و تاج شاہنشاہی کے مرشد قلیخان سے اعانت چاہی مگر مرشد قلیخان
نے قبول نہین کیا لاچار پٹنہ گیا اور سید حسن علی خان کو اپنا مہربان حال
کر کے اوسکے ساتھ الہ آباد پہونچا اور وہان سے حسن علی خان اور اپنے
بھائی سید عبد اللہ خان کو بھی مع فوج اور نقد کثیر لیکر آگرہ پہونچا وہان
عساکر جہاندار شاہ سے مقابلہ ہوا۔ آخر جہاندار شاہ ہزیمت پا کر مارا
گیا۔ فرخ سیر نے بافتح و فیروزی داخل دہلی ہو کر تخت شاہی پر جلوس
فرمایا اور مرشد قلیخان پر بجائے زجر و توبیخ کے الطاف و کرم مبذول

کر کے اُسکے عُہدے پر قایم رکھا اور مرشد قلیخان بھی بطور سابق خزانہ اس ملک کا دہلی مین بھیجا کیا۔

بہرۂ دہم ذکر صوبہ داری مرشد قلیخان تا عہد نظامت شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ

مرشد قلیخان نے امور ملی مین بہت سا انتظام کیا اور قوم مغل و عرب کی تجارت کو خوب رونق بخشی اور ہر طرح اُنکی اعانت کی مگر قوم انگلشیہ یعنے انگریزون سے کہ گونہ حسد رکھتا تھا مخالفت سے پیش آیا بلکہ جو جو اجارہ اور اختیارات کہ اُس قوم نے سلطان محمد شجاع اور اورنگ زیب سے حاصل کئے تھے اوسپر بھی خط نسخ کھینچا اور ہر طرح سے تنگ کیا ہر چند کہ انگریزون نے ایلچیون کو معہ تحائف شہنشاہ دہلی فرخ سیر کے پاس بھیجکر ثانیاً فرمان اپنے مقاصد کے حاصل کئے مگر مرشد قلیخان کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہے اور اپنے کامون مین سرسبز نہین ہو سکے۔

القصہ سنہ ۱۷۰۷ء مطابق سنہ ۱۱۲۹ ہجری مین مرشد قلیخان پیشگاہ سے

شہنشاہ دہلی کے عطاے خدمت نظامت اور دیوانی ہر سہ صوبہ یعنے
بنگالہ بہار اُڑیسہ سے سر بلندی حاصل کی اور اُسکے دوسرے سال
ستارۂ طالع فرخ سیر بُرج فرخی سے دور گرا اور نہایت بیرحمی سے
مارا گیا اور محمد شاہ اورنگ نشین شاہنشاہی کا ہوا ناظم بنگالہ مرشد قلیخان
نے حسب معمول خزانہ ہر سہ صوبہ اور تحائف بھیجکر اظہار عقیدت کا کیا
اور اپنے منصب کو برقرار رکھوایا۔

مرشد قلیخان سترہ برس تک بلا مزاحمت غیر فارغ البالی
سے تمشیت مین امور نظامت اِس مُلک کے مصروف رہا اور اِس
مابین مین انواع تغیر و تبدل طریق اور آئین مین خزانہ کے کیا اور بہت
سے سابق کے جاگیر دارون کو معزول کر کے اونکی جاگیرون کو خاص تحصیل
مین لایا اور اس کشور بنگالہ کو گیارہ حصے پر مُنقسم کیا اور ہر حصے کا نام
چکلہ رکھا چنانچہ دریاے گنگ یعنے پدما ندی کے پچھم سمت
پانچ چکلے اور پورب طرف چھ چکلے مقرر کئے اور ہر چکلے کو چھوٹی چھوٹی زمینداریون
مین منقسم کیا اور اُنکی تحصیل کے واسطے ایک ایک زمیندار مقرر کیا۔
دیناج پور اور راج شاہی کے ہندو راجگان اور دوسرے نامی زمینداران اُسکے
مقرر کئے ہوئے ہین یہ لوگ اُسوقت سوا تحصیل مالگذاری کے اور کوئی وقعت اور منزلت
نہین رکھتے تھے بعد مرورِ زمانۂ دراز کے اولاد اُنکی مایہ دار اور زور آور ہوئی اور یہ

عہدہ اونکا موروثی ہوگیا۔

مرشد قلیخان نے اِن تدبیرون سے اضافہ خراج بنگالہ مین ایک کرور چالیس لاکھ اٹھاسی ہزار روپیہ کا کیا جسمین سے اخراجات ریاست اور مصارف دیوانی و سیاست مُلکی اور فوجی اخراجات کے بعد ایک کرور نو لاکھ روپیہ سالانہ محاصل خالصہ ریاست بنگالہ کا خزانہ عامرہ مین دہلی کے ارسال کرتا رہا۔ اور اِس ارسال مین مین کبھی تکاہلی اور تاخیر نہین ہوتی تھی یہی وجہ تھی کہ سریر جہانبانی پر دہلی کے جو شہنشاہ کہ جلوس فرماتا تھا مُرشد قلیخان کی صوبہ داری کو قایم رکھتا تھا۔

کہتے ہین کہ مرشد قلیخان تمام دفتر حساب اپنی نظر سے دیکھتا تھا اور اِس امر مین کسی پر اعتبار نہین رکھتا تھا اور تحصیل خزائن کے باب مین نہایت سخت گیر تھا زمینداران بہرہ ہاے ریاست خورد و بزرگ کسیکو یہ مجال نہ تھی کہ ایک دِرم بھی اداے محاصل مین باقی رکھ سکے اُسکے احکام قاہرہ کی صولت اسقدر ہیبت ناک تھی کہ حکم صادر ہوتے ہی ساری مالگذاری داخل خزانہ ہوجاتی تھی۔

مُرشد قلیخان ہر ہفتہ مین دو۲ روز مسند دادگستری پر بیٹھتا تھا اور مرافعات و انصاف اُسکے ایسے بے لوث حق بجانب

ہوتے تھے کہ شہرہ اُسکا تمام اکناف ہند مین پھیلا ہوا تھا اور وہ ہمیشہ ایک خاتون پر قانع تھا کبھی کسی دوسری عورت کی طرف مائل نہین ہوتا تھا۔ مُلک مین قحط نہ ہونے پاے اس باب مین نہایت احتیاط رکھتا تھا اِس مُلک کا غلہ کبھی باہر جانے نہین پاتا تھا علوم دینیہ اور احکام شرعیہ سے اہل اسلام کے خود بھی خوب ماہر تھا اور عُلما اور فُضلا کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا عادات اور خصائل اُسکے نہایت سادہ اور بے ریا تھے اُسکے مزاج مین حشمت و خود نمائی مطلق نہ تھی مرشد قلیخان چوبیس[۲۴] برس تک حکم رانی مین بنگالہ کے قایم رہا جسمین پانچ برس دیوانی اور سترہ برس صوبہ داری کی اور ۱۷۲۵ء مین اِس جہان فانی سے رخت حیات باندھکر سفر جہان باقی کا اختیار کیا اور شجاع الدین ناظم و دیوان بنگالہ کا مقرر ہوا۔

بہرۂ یازدہم ذکر نظامت شجاع الدین تا عہد صوبہ داری علی وردیخان مہابت جنگ

شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ خراسانی ترکمان خاندان سے تھا عہد جوانی مین مرشد قلیخان سے ارتباط پیدا کر کے اوسکی لڑکی

شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ

زیب النسا بیگم کو عقد نکاح مین لایا جب مرشد قلیخان پہلے دیوانی مین بنگالے کے مقرر ہوا۔ شجاع الدین کو اُڑیسہ کی نیابت مین بھیجا بعد انتقال مرشد قلیخان کے شجاع الدین نے بفرمان شاہنشاہی ناظم بنگالہ مقرر ہو کر اپنے بیٹے سرفراز خان کو دیوانی مین بنگالہ کے منصوب کیا اور واسطے تدابیر خیر امور ریاست کے انجمن کنکاش یعنے کونسل مقرر کی کہ جس سے مہمات عظیمہ حکومت کے جاری ہونے لگے۔

جسوقت شجاع الدین نائب اُڑیسہ کا تھا اُسکے رشتہ داروں مین سے ایک شخص مرزا محمد نام اور اُسکے دو لڑکے حاجی احمد اور مرزا محمد علی عرف علی وردی خان کو ساتھ لیکر شجاع الدین کے پاس آیا شجاع الدین نے اُنھین اپنے ساتھ رکھا اور ہر طرح سعی اُنکی پرداخت مین کی چونکہ دونون لڑکے مرزا محمد کے تربیت یافتہ اور سنجیدہ تھے رفتہ رفتہ درجات عالی پر پہنچے۔ حاجی احمد۔ مرزا محمد علی عرف علی وردی خان رائے عالم چند۔ اور جگت سیٹھ صراف سلطانی بھی لوگ اہالی انجمن کنکاش یعنے ممبر مقرر ہوے۔

صوبہ دار سابق مرشد قلیخان کی معتدل مزاجی پر شجاع الدین کاربند نہین ہوا بلکہ تزک اور حشمت و رعونت کا خواہان ہوا اور مکانات دولت سراے مرشد قلیخان کے اسکی نظر مین حقیر ٹھہرے

اسلئے عمارات عالی شان بنوائین اور فوج ریاست کی تعداد بیو سابق مین پانچہزار ۵ ہتھی پچتیس ۲۵ ہزار کی۔ اور اخراجات ریاست بڑھائے۔

مرشد قلیخان ثانی

شجاع الدین نے اپنے داماد مرشد قلیخان ثانی کو کہ شاعر نغز خیال تھا اور سرشار تخلص کرتا تھا نیابت مین ناظم بنگالہ کے ڈھاکے مین بھیجا

میر حبیب

اور میر حبیب کو اُسکی دیوانی مین مقرر کیا اِسی زمانے مین راجہ تپرہ کا برادر زادہ اپنے عم بزرگوار سے ناخوش ہوکر کسی مُسلمان زمیندار کی پناہ مین آیا اُس زمیندار نے اوسکو میر حبیب سے لیجاکر ملایا اور استعانت کی سفارش کی میر حبیب اس موقع کو غنیمت جانکر اُسی بہانے سے ملک تپرہ پر قبضہ کرنے کیلیئے فوج عظیم لیکر قبل اطلاع راجہ کے اوسکے ملک مین جاوارد ہوا۔

راجہ تپرہ یہ خبر سُنکر ہراسان ہوا اور تاب مقاومت کی نہ لاکر کوہستان کی طرف بھاگا۔ میر حبیب نے راجہ کے بھتیجے کو باشان و شوکت سریر ریاست پر تپرہ کے بٹھایا اور اُس سے حاکم بنگالہ کو خراج دینے کا وعدہ لیا۔ مُلک تپرہ جو کہ زمان پیشین سے خود سر ریاست تھی سلطنت اسلام کے شامل ہوا۔ شجاع الدین کی صوبہ داری کے دوسرے سال فخرالدولہ حاکم بہار کسی جرم مین معزول ہوا اور وہ صوبہ بھی صوبہ بنگالہ کے شامل اختیار مین شجاع الدین کے آیا اُس نے

علی وردی خان

مرزا محمد علی عرف علی وردی خان کو کہ نہایت دانشمند اور اکابرون سے بارگاہ کے تھا نیابت مین بہار کے مقرر کیا اور وہ اس عہدے پر سنہ ۱۷۴۰ع تک قایم رہا اور امورات ریاست کو بحسن انتظام انجام کیا۔

تیسرے سال مرشد قلیخان ثانی صوبہ اُڑیسہ کی نیابت مین مقرر ہوا اور میر حبیب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ شجاع الدین نے اپنے بیٹے سرفراز خان کو حاکم ڈھاکہ مقرر کرکے بھیجا اور غالب علی کو اُسکا نایب اور جسونت راے کو دیوان مقرر کیا۔ اس جسونت راے نے صوبہ دار پیشین مرشد قلیخان کی ملازمت مین رہکر صلاح جوئی اور امور ملکی مین توجہ اور جزرسی خوب سیکھی تھی اُسنے اس مُلک کی ساری خرابیان اور بدانتظامیان دور کرکے حسن انتظام سے رونق مُلک اور رفاقت رعایا زیادہ کی غرض جسونت راے کی تدبیرات شایستہ سے اوس کا آقا اور وہ دونون بہت نیکنام ہوئے۔

سرفراز خان

جسونت راے

شایستہ خان کے عہد حکومت مین جسطرح ڈھاکے مین غلہ کی ارزانی تھی جسونت راے کی تدبیر سے بھی اُسی طرح ارزانی غلہ کی ہوئی۔ کہتے ہین کہ شایستہ خان کے وقت مین ایک روپیہ مین آٹھ من چانول فروخت ہوتے تھے۔ اور اسکی یادگار رکھے واسطے شایستہ خان نے شہر مین ایک دروازہ بناکر اوسپر لکھدیا تھا کہ جبتک

روپے مین آٹھ من چانول

آٹھ من چانول ایکروپیہ مین نہ بکواے کوئی صوبہ دار اس دروازے کو نہ کھولے جسونت راے نے اُس کام کو پورا کرکے دروازہ کھولدیا۔

صوبہ دار شجاع الدین چونکہ سن رسیدہ ہوگیا تھا اور صوبہ داری اور انتظامات ملکی مین بخوبی توجہ نہین کرسکتا تھا اس لئے اپنے بیٹے سرفراز خان کو ڈھاکے سے اپنے پاس طلب کیا اور اُس نے

مراد علی

اپنے نائب غالب علی کو بلوا لیا۔ اور مُراد علی نام ایک نوجوان جو اُسکے عزیزون مین تھا۔ اوسکو ڈھاکہ کا نائب مقرر کرکے بھیجا۔ مُراد علے

راج بلبہ

راج بلبہ کو ساتھ لایا۔ اور قلمدان پیشکاری کا اُسکے حوالہ کیا یہ دونون انصاف دشمن اور ظلم دوست تھے ڈھاکے مین آکر ہر طرحکا ظلم و تعدی شروع کی۔ جسونت راے دیوان کو اُنکے افعال سے نہایت نفرت ہوئی اور ترک خدمت کرکے مرشد آباد چلا گیا جب کوئی اُنکے افعال و اطوار کی نگرانی کرنے والا نہ رہا تو مراد علی اور راج بلبہ نے اسقدر تعدی اور سخت گیری شروع کی کہ مُلک کو پایمال اور نہایت زبون حال کردیا عہد حکومت مین شجاع الدین کے بنگالے مین طائفہ انگلش فرنچ اور ڈچ نہایت صلح و آشتی و راستی سے بسر اوقات اور کاروبار تجارت کرتے رہے اور اچھی ترقی کی تھی۔

طوفان شدید

اس عہد مین یعنے ۱۷۳۷ء مین ایک طوفان ہولناک اطراف

کلکتہ مین ہوا کہ جسکا صدمہ تقریباً دو سو میل کے فاصلے تک پہنچا تھا اور
سکنۂ کلکتہ اور اُسکے اطراف کے لوگون کو اِس طوفان سے بڑا
نقصان اور تباہی ہوئی تھی اور اِسی زمانے مین زلزلہ بھی اِس زور
سے آیا کہ جس سے سیکڑون مکانات گر پڑے کہتے ہین کہ اِس
طوفان مین تخمیناً بیس ہزار کشتی غرق آب ہوئین اور دو عدد جہاز
انگریزون کے کہ اوسوقت کلکتے کے دریا مین تھے پارہ پارہ ہوکر تہِ
آب ہو گئے تھے اور لاکھون جانین بنی نوع انسان کی اس حادثہ سے
غرق آب فنا ہو گئی تھین۔

قحط سالی

اُسکے دوسرے برس بڑا قحط پڑا تھا جس سے لاکھون آدمی
تباہ اور ہزارون جانین ہلاک ہوئی تھین اور اس قحط کا صدمہ ڈھاکہ
تک پہونچا تھا یہان بھی لوگون کی بُری حالت اور بڑی خرابیان ہوئی
تھین حکام مُلک نے اس قحط مین بڑی بڑی کوششین اور تائید سکنۂ
ملک کی جان بری کے واسطے کی تھین اور غربا و مساکین کو سرکار
صوبہ داری سے غلہ عطا ہوتا تھا اور رعایا کو مالگذاری واجب الادا معاف
کی گئی تھی۔

شجاع الدین چودہ برس بنگالے کا صوبہ دار رہا اور نہایت
عدل و انصاف اور اتحاد سے رعایا کے ساتھ حکم رانی کی وہ سالانہ

ایک کرور روپیہ سے زاید خراج بنگالہ کا وقت معہود پر دہلی بھیجا گیا اور بھی وجہ اُسکے عہدے کی استقامت کی تھی جب اُسنے دیکھا کہ وقت ناگزیر اور وداع جہان فانی قریب ہے اپنے بیٹے سرفراز خان کو بلوا کر بہت نصیحتین کین اور عہد لیا کہ حاجی احمد جگت سیٹھ اور رائے رایان جسونت راے کی مشورت سے کبھی سرتابی نہین کریگا اور ہمیشہ صلاح اور صوابدید پر اونکے کاربند ہوگا۔ اور پھر بلا اجازت شہنشاہ دہلی کے خود ہی سرفراز خان کو مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور یہ پہلا مرتبہ تھا کہ عہد سلطنت مغلیہ مین حاکم بنگالہ نے اپنا ولی عہد خود قائم کیا۔

سرفراز خان صوبہ دار بنگالہ

سبب یہ ہوا کہ اُس زمانے مین نادر شاہ والی ایران کی حملہ آوری سے دہلی مین کھلبلی پڑی ہوئی تھی اور محمد شاہ شہنشاہ دہلی اپنے حال زار مین پریشان تھا اسطرف توجہ کرنے کی اُسکو فرصت نہ تھی ۱۷۳۹ء مین شجاع الدین اِس تیرہ خاکدان ظلمانی سے عالم جاودانی کیطرف راہی ہوا اور اُسکے بیٹے سرفراز خان نے بلا مزاحمت کسی نوع کی مسند حکومت پر اپنے والد بزرگوار کے جلوس کیا اور بامید پروانگی قیام حکومت صوبہ داری کے دہلی کو سفیر بھیجا اور تحائف اور خراج رسانی کے ذریعہ سے فرمان شاہی حاصل کیا اور علاء الدولہ سرفراز محمد خان مخاطب ہوا۔

سرفراز خان نے چندے روز اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب
حاجی احمد راے عالم چند اور جگت سیٹھ کی مشورت پر عمل کیا مگر طبیعت
اُسکی زاید لہو لعب کی طرف مائل تھی اور چند اشخاص کہ دشمن حاجی احمد کے
تھے مصحب اور مشیر کار اُسکے ہو کر حاجی احمد اور دوسرے مشیر کاران
ریاست کیطرف سے اُسے برگشتہ خاطر کر دیا حاجی احمد نے یہ سب حال اُسکے
بھائی علی وردی خان مہابت جنگ کو جو صوبہ بہار کا حاکم تھا لکھا اور
جگت سیٹھ بھی سرفراز خان سے کنارہ کش ہوا علی وردی خان نے
شکایت لہو لعبی اور نا قابلیت سرفراز خان کی شہنشاہ دہلی کو لکھی اور
اپنے نام مین سند صوبہ داری بنگالہ کی درخواست اور وعدہ کیا کہ خزائن
مقررہ پر سالانہ ایک کرور روپیہ اضافہ دیا کرے گا اسی عہد پر علی وردی خان
نے بارگاہ شہنشاہ دہلی سے صوبہ داری بنگالہ کی سند اور حسام الدولہ
شجاع الملک مہابت جنگ کا خطاب حاصل کیا اور فوج ظفر موج
لیکر عظیم آباد سے مرشد آباد کی طرف آیا جب یہ خبر سرفراز خان کو پہنچی
اُسنے بھی ترتیب لشکر کی اور فوج گران لیکر شہر سے باہر نکلا جب
دونون لشکر مقابل ہوے تو علی وردی خان نے سرفراز خان کو
لکھ بھیجا کہ اگر اُن چند اشخاص کو جنکی اغوا سے بد عملیون پر آمادہ ہوے
ہو اپنے دربار سے نکال دو اور سابق مشیران ریاست کی صلاح پر

عمل کرو تو ہرگز تمھاری حکومت اور ریاست پر دست اندازی نہین کرونگا۔ لیکن سرفراز خان نے قبول نہین کیا اور جنگ و جدل شروع ہوئی یعنی محاربہ عظیم پیش آیا ناگاہ ایک گولی سرفراز خان کو ایسی لگی کہ عرصہ گاہ نبرد مین جان بحق تسلیم ہوا۔ اور اُسکی فوج نے گریز اختیار کی۔ علی وردی خان نے بفتح و فیروزی مرشد آباد مین داخل ہوکر مسند حکومت پر جلوس کیا اور سرفراز خان کے عیال و اطفال کو ڈھاکے مین بھیجدیا اور تینتیس ہزار روپیہ اُنکا وظیفہ مقرر کیا۔

بہرۂ دوازدہم ذکر صوبہ داری علی وردی خان مہابت جنگ تا عہد حکومت سراج الدولہ

علی وردی خان صوبہ دار بنگالہ

سنہ ۱۷۴۱ع مین علی وردی خان مخاطب بہ حسام الدولہ شجاع الملک مہابت جنگ نے پینسٹھ ۶۵ برس کی عمر مین مسند صوبہ داری پر بنگالہ بہار اور اُڑیسہ کے جلوس فرمایا۔ اُسنے عہد حکومت مین شجاع الدین کے بیس ۲۰ برس خدمات مالی و مُلکی انجام کرکے نہایت تجربہ کاری حاصل کی تھی۔ اور انجمن کنکاش مین شجاع الدین کے بہت قدر و منزلت رکھتا تھا اور گیارہ برس صوبہ داری مین بہار کی قایم رہکر نہایت حُسن سلوک اور زیرکی سے امورات ریاست کو انجام کیا تھا اور وہ حسب وعدہ

ایک کرور روپیہ اضافہ خراج اور پیشکش گران بہا شہنشاہ دہلی کو بھیجا گیا۔ اسی وجہ سے ہمیشہ نظر عنایت شاہنشاہی اُسپر مبذول رہی۔

علی وردی خان کے کوئی لڑکا نہین تھا صرف تین لڑکیان تھین جو اُسکے بھائی حاجی احمد کے تین لڑکون سے بیاہی گئی تھین۔

بڑی لڑکی کے شوہر نوازش محمد خان المخاطب بہ احتشام الدولہ شہامت جنگ کو ڈھاکے کا حاکم مقرر کرکے بھیجا اور سب سے چھوٹی لڑکی کے شوہر زین الدین خان مخاطب بہ احترام الدولہ ہیبت جنگ کو بہار کی حکومت پر مامور کیا اور زین الدین کے بیٹے مرزا محمد کو وارث اپنی ریاست کا قرار دیکر بہ خطاب سراج الدولہ مخاطب کیا اور مجھلی لڑکی کے شوہر سعید احمد خان مخاطب بہ مُہام الدولہ صولت جنگ کو اُڑیسہ کی ریاست پر مقرر کیا۔

نوازش محمد خان

زین الدین خان

سعید احمد خان

قبل اسکے مذکور ہوا ہی کہ صوبہ دار پیشین شجاع الدین نے اُڑیسہ کی حکومت اپنے داماد مرشد قلیخان ثانی کو دی تھی اور اسکا مُشیر با تدبیر میر حبیب بھی اُسکے ساتھ گیا تھا وہ ہنوز اسی مسند حکومت پر قائم تھا بعد نصرت وفیروزی علی وردی خان کے ہرچند کہ مرشد قلیخان نے چاہا کہ علی وردی خان کی اطاعت کرے مگر اپنی بی بی اور داماد باقر علی خان کی مشورت اور اشتعال سے علی وردی خان کے ساتھ جنگ وجدل سے پیش آیا۔

اور ناکام ہوکر مچھلی بندر کیطرف گریز کیا اور حکومت اڑلیسہ کی سعید احمد خان صولت جنگ کو ملی۔ اسی واقعہ کے بعد واسطے سرانجام مہمات دیوانی ہر سہ صوبہ کے علی وردی خان نے اپنے بڑے داماد نوازش محمد خان شہامت جنگ کو ڈھاکہ سے مرشد آباد مین طلب کرکے عہدہ دیوانی پر تینون صوبون کے مقرر کیا اور حسین قلیخان کو نیابت مین حکومت ڈھاکہ کے مامور کرکے بھیجا۔

علی وردی خان بڑا شجاع اور زیرک صوبہ دار تھا اُسنے اپنی صوبہ داری کو بڑی بڑی جانفشانی سے قایم رکھا اسکے عہد حکومت مین کئی بار مرہٹون نے بنگالے پر تاخت کی اور مرشد قلیخان ثانی کا داماد باقر علی اور اُسکے مشیر میر حبیب اور مصطفٰے خان سے جو کہ پہلے سپہ سالار علی وردی خان کا تھا اور آخر کو جسنے سرکشی اور بغاوت کی تھی اکثر جنگ وجدل کی ٹھہری مگر علی وردی خان سبکو زیر کرکے لواے نصرت وفیروزی ہمیشہ بلند کرتا رہا۔ کہتے ہین کہ مدت دس برس تک اِن لڑائیون مین معروف تھا

زین الدین خان المخاطب بہ احترام الدولہ ہیبت جنگ نایب وحاکم بہار علی وردی خان کا چھوٹا داماد جب مراد شیر خان کے ہاتھ سے عظیم آباد مین مارا گیا علی وردی خان نے زین الدین خان کے بیٹے مرزا محمد قاسم سراج الدولہ کو حاکم بہار اور راجہ جانکی رام کو اسکا نائب مقرر کرکے بھیجا اور یہی

وجہ عداوت فیمابین سعید احمد خان صولت جنگ حاکم اڑلیسہ اور سراج الدولہ کی ہوئی۔ کیونکہ علی وردی خان نے پہلے وعدہ کیا تھا کہ نیابت صوبہ داری بہار کی سعید احمد خان صولت جنگ کو دیگا مگر بپاس محبت سراج الدولہ اور اصرار سے اُسکی والدہ کی مجبور ہوکر خلاف وعدہ کے عمل مین لایا۔

اکرام الدولہ

۱۱۶۵ھ کے اوایل مین علی وردی خان کا دوسرا نواسہ سراج الدولہ کا بھائی اکرام الدولہ جسکی نوازش محمد خان شہامت جنگ نے پرورش کی تھی۔ انتقال کیا اُسکے مرنے سے نوازش محمد خان کو کہ ازحد اوس سے محبت رکھتا تھا نہایت قلق ہوا۔ یہانتک کہ ہوش وحواس مین فرق آگیا اور نوبت زاویہ نشین ہوگیا۔

سراج الدولہ نے کہ اب میدان خالی پایا علی وردی خان کی غایت محبت اور تلطفات بیجا کے سبب سے ازحد ظلم دوست اور بدچلن ہوگیا۔ چونکہ علی وردیخان کی عمر اُسوقت انشی برس کی ہوگئی تھی اور کبرسنی کیوجہ سے کسیقدر وہ مخبوط الحواس ہوگیا تھا سراج الدولہ کی بد کرداری اور جفا شعاری کی چندان خبر نہین رکھتا تھا۔ اب سراج الدولہ کو داعیہ یہ ہوا کہ حین حیات مین علی وردی خان کے چند عظماے دولت کو جنسے کہ وہ عداوت قلبی رکھتا تھا ہلاک کرے۔ خصوصاً حسن قلیخان نائب ڈھاکہ اور اُسکے بھتیجے حسین الدین خان کو کہ اپنے گمان مین جانتا تھا

کہ اُنھون نے بہت سی دولت علی وردی خان اور نوازش محمد خان کے گھر سے لیکر جمع کی ہے۔ آخرکار فریب کی راہ سے دھوکا دیکر علی وردی خان اور نوازش محمد خان سے اُنکے قتل کا حکم لیا اور تدبیر مین تھا کہ پہلے حسین الدین خان کا کہ ڈھاکے مین استقامت رکھتا تھا کام تمام کرے بعد ازان اُسکے چچا حسین قلیخان کو مارے اس مین اتفاق یہ ہوا کہ مرزا باقر اور اسکا لڑکا مرزا محمد صادق عرف صداقت محمد زمیندار بعضے از پرگنات بھاٹی یعنے پورب بنگالے کے مرشدآباد مین وارد ہوئے اور سراج الدولہ سے ملے یہ نہایت اخلاق و الطاف سے پیش آیا اور اُنھین حسین الدین خان کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور صداقت محمد کو بہادری کا خطاب دیکر بطمع عنایات فراوان ڈھاکے مین بھیجا وہ یہان پہونچکر پہلے کوتوال شہر سے سازش کرکے شب کے وقت چار پانسو آدمی لیکر قلعہ مین در آیا اور حسین الدین کو قتل کیا۔

قتل حسین الدین خان

کہتے ہین کہ اُس روز حسین الدین خان کو جنون سا ہو گیا تھا یعنی جس شب کو قتل ہوا اسکے قبل دن کو لباس سُرخ پہنکر بار بار اپنی جگہ سے باہر آتا تھا اور آسمان کیطرف دیکھکر کہتا تھا کہ آؤ دیر کیون کرتے ہو اسکے قبل اور بھی بہت سی حرکتین دیوانہ پن کی کرتا تھا جسوقت محمد صادق اسکے سامنے پہونچا اور قتل کا ارادہ کیا چند کس اسکے رفیق جو کہ حاضر تھے

تاب مقابلہ کی نہ لاکر کافور ہو گئے وہ بیچارہ تن تنہا محمد صادق کے ہاتھ سے قتل ہوا صبح کو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی لبعض اراکین شہر مثل مرزا علی نقی شہر آمین کہ قرابت قریبہ اس مظلوم سے رکھتا تھا اور میر ابوتراب وغیرہ چند اشخاص محمد صادق کے پاس گئے اور تواضع و نرمی سے پوچھا کہ آپ یہان کی حکومت کی کیا سند رکھتے ہین اُسنے تلوار کھولکر دکھائی کہ یہی سند ہے اُن لوگون نے ازراہ مصلحت اُسوقت کچھ نہین کہا اور آداب بجالاکر قلعہ سے باہر ہوئے اور فوج شایستہ ترتیب دیکر پہلے مرزا باقر کو کہ ہمراہ اپنے بیٹے کے آیا تھا قتل کیا۔ بعد ازان قلعہ مین تاخت کر کے محمد صادق پر یورش کی چونکہ وہ اِس سے آگاہ ہو گیا تھا اوسنے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ یہ لوگ پورب کی طرف سے دیوار قلعہ توڑ کر اندر گھُسے لیکن محمد صادق دوسری راہ سے نکل گیا تھا ہاتھ نہین آیا۔

قصہ کوتاہ وہ بھاگ کر مرشد آباد چلا گیا اور آخر کو میر جعفر خان کیوقت مین اسکے لڑکے میرن کے ہاتھ سے کسی جرم مین مارا گیا۔ بعد قتل حسین الدین خان کے مہمات مالی وملکی مین ڈھاکہ کے نہایت ہی بدانتظامی اور ابتری نے راہ پائی اسیلئے بندوبست خراج اور انتظام امورات ملکی کیواسطے علی وردی خان مہابت جنگ نے نوازش محمد خان شہامت جنگ



Santi Press, Dacca.

کے دیوان راجہ راج بلبہ کو تعین کیا اُسنے قریب دو مہینے کے ڈھاکے مین رہکر سارے امورات کا بندوبست کیا اور اموالِ خانہ اور زمینداری محمد باقر اور محمد صادق گُشتندہ حسین الدین خان کی ضبط کر کے مرشد آباد مین مراجعت کی۔

حسین الدین خان مقتول نیابت صوبہ داری مین ڈھاکہ کے بارہ برس تھا۔ بعد ازان علی وردی خان مہابت جنگ نے ۱۱۶۵ ہجری مین نواب جسارت خان کو عہدۂ نیابت صوبہ داری ڈھاکہ مین مقرر کر کے بھیجا اور وہ تا ایام صوبہ داری میر محمد جعفر خان کے پایۂ نیابت صوبہ داری مین ڈھاکہ کے قایم رہا اور جب نظامت بنگالہ کی انگریزون کے ہاتھ مین آئی پنشن خوار نواب ہوا۔

نواب جسارت خان

سراج الدولہ نے بعد فراغت اتمام کار حسین الدین خان کے قتل حسین قلیخان کے درپے ہوا اور علی وردی خان سے اجازت چاہی اسنے جواب دیا کہ یہ امر بے مرضی نوازش محمد خان شہامت جنگ کی کہ وہ حاکم ڈھاکہ اور آقا حسین قلیخان کا ہے نہین ہو سکتا ہے مگر بعوض منع کرنے اس امر زشت کے علی وردی خان شکار کا بہانہ کر کے مرشد آباد سے راج محل کیطرف چلا گیا۔ زوجہ علی وردی خان کی اشتعال سے سراج الدولہ کے نوازش محمد خان شہامت جنگ

کے پاس گئی اور حسین قلیخان کے قتل کا کہ محض بیگناہ تھا استدعا کی اور گھسیٹی بیگم زوجۂ نوازش محمد خان نے بھی بشمول اُسکے اس بارے مین اپنی خواہش ظاہر کی نوازش محمد خان نے انکے کہنے سے مجبور ہو کر اجازت اس امر کی سراج الدولہ کو دی۔

سراج الدولہ ایما پاتے ہی بہت سی سپاہ لیکر حسین قلیخان کے مکان پر کہ اندنون وہ اجل گرفتہ مرشد آباد مین وارد تھا پہنچکر اُسے مکان کے اندر سے کھینچوا کر باہر نکالا اور روبرو اپنے اُس بیگناہ کو علف تیغ بدریغ کا کروایا اور اُسکے بھائی حیدر قلیخان کو بھی جو نابینا تھا اُسی وقت ذبح کروا ڈالا۔ کہتے ہین کہ جب نوازش محمد خان ان دونون مقتولون کو ہندوستان سے اپنے ساتھ لایا تھا عہد کیا تھا کہ انکی حمایت اور حفاظت کریگا۔ قتل حسین قلیخان

علی وردی خان باوجود دانش وراے بزرگ کے سراج الدولہ کی اُلفت مین ایسا مجبور ہو گیا تھا کہ اسکی حرکات ناشایستہ کیطرف مطلق توجہ نہین کرتا تھا۔ اسکے تھوڑے دنون کے بعد نوازش محمد خان شہامت جنگ نے انتقال کیا اور بعد دو مہینے کے اُسکا بھائی سعید احمد خان صولت جنگ راہی مُلک بقا کا ہوا۔ نوازش محمد خان کی بیوہ گھسیٹی بیگم دختر علی وردی خان اُس وقت ڈھاکے مین تھی علی وردی خان نے نواب جسارت خان نائب

ڈھاکہ کو اسکی حفاظت اور خبر گیری کی تاکید کی۔ نواب جسارت خان ہمیشہ
اُس بیوہ کی حفاظت اور خبر گیری کرتا رہا۔ نوازش محمد خان اور سعید احمد
خان کے انتقال سے علی وردی خان نہایت شکستہ دل اور کارد
کردارے سراج الدولہ کے افسردہ خاطر ہوکر ۱۷۵۶ء کی ۱۹۔ اپریل کو
استسقا کے عارضہ سے ترک قالب عنصری کا کیا۔ انتقال علی وردیخان

علی وردی خان صلح وجنگ اور رزم وبزم مین نہایت استعداد رکھتا
تھا اور ہمت وجرأت وہوشیاری ودوراندیشی مین بھی بہت طاق
تھا ابتداے جلوس مسند صوبہ داری سے مدت دس سال تک برابر جنگ
وجدل مین مرہٹون اور اپنے افسران بغاوت شعار کی سزادہی
مین مصروف رہا اور پانچ برس نظم ونسق امور مالی وملکی اور صلح
وآشتی وغیرہ کے کامون مین گذارا حزم وتحمل بدرجہ اتم اسکی ذات
مین تھا۔ چنانچہ اسکا سپہ سالار مصطفے خان ہمیشہ کلکتہ کے انگریزون
پر حملہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ لیکن وہ اُسپر عمل نہین کرتا تھا بلکہ
جواب مین یہ کہتا تھا کہ اگر آتش فتنہ سمندر کیطرف بھڑک اُٹھے تو کون
اسے بجھاے گا نہین جانتے کہ طایفہ انگریزونکا کارزار بحری مین بڑی
قدرت رکھتا ہے اگر کسی طرح کی کاوش انسے کی جاے تو کاروبار
تجارت بحری اس مُلک کا ایکبارتہ آب ہوجائیگا۔ اسکے عہد ریاست

مین طایفہ فرنچ وڈچ اور انگریز صلح اور امن سے تھے۔ اسکا نواسہ سراج الدولہ جو کبھی انگریزون کی طرف نظر بد کرتا تو علی وردی خان اکثر بطور پیشین گوئی کے کہتا کہ دیکھنا یہ ملک آخر انگریزون کے قبضہ اقتدار مین آئیگا۔ اور اسکے دل مین ہمیشہ یہ خطور ہوتا تھا کہ بعد مرگ میرے یہ ریاست انگریزون کے ہاتھ چڑھیگی۔

علی وردی خان ہر چند کہ ساری صفتون مین موصوف تھا مگر ایک عیب اسکی ذات مین یہ تھا کہ سراج الدولہ سے ازحد محبت رکھتا تھا اور یہی باعث ساری خرابیون کا ہوا آخر جب سراج الدولہ کی بداعمالی اور اوباشی منشی اُسپر ظاہر ہوئی تو اپنے کئے پر یعنے محبت بیجا سراج الدولہ کے ساتھ کرنے پر بہت نادم ہوا مگر اب کیا ہوتا ہے کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ بود یعنے ولی عہد کر چکا تھا اور سارے اختیارات اسکو حاصل ہو چکے تھے کہتے ہین کہ جب علی وردی خان بستر مرگ پر پڑا تھا بعض ملازمون نے سراج الدولہ کی مسند نشینی کی سفارش کی جوابدیا کہ بعد میرے مرنے کے اگر تم دیکھو کہ سراج الدولہ تین روز بھی اپنی دادی سے خوش کرداری اور نیک سلوکی سے پیش آئے تو تمھین بھی اسکی ذات سے کچھ امید ہو سکتی ہے۔

بہرۂ سیزدہم[۱۳] ذکر حکومت سراج الدولہ

تا عہد مراجعت افواج انگلشیہ بکلکتہ

اب تذکرہ اُس انقلاب کا کیا جاتا ہے کہ مُلک بنگالے مین ایک جوان متکبر مزاج۔ انصاف دشمن ظلم دوست خیرہ باطن عیاش طبیعت کی مسند نشینی سے اسکے باشندون پر جو ذلتین وقوع مین آئین اور منظور الٰہی سے یہ ملک بلکہ سارا ہندوستان ایسی ایک قوم نیک نہاد انصاف منش رعیت پرور کے ہاتھ مین آیا کہ جسکے عہد حکومت مین مُلک سر نو سے آباد اور رعایا مرفہ الحال شاد اور ہر طرح سے امن و آمان ہوئی۔

مسند نشینی سراج الدولہ

سراج الدولہ ۱۷۵۶ء کی دسوین اپریل کو مسند حکومت پر صوبہ بنگالہ اور بہار کے جلوہ گر ہوا اسوقت شہنشاہ دہلی کا ایسا حال زبون تھا کہ سراج الدولہ کو اس جلوس کے باب مین حصول فرمان شاہی کی پروا اور ضرورت نہین ہوئی۔ مسند حکومت پر بیٹھتے ہی اُسنے پہلے اپنی خالہ گھسیٹی بیگم کا مال اموال کہ اوسکے شوہر نوازش محمد خان نے سولہ[۱۶] برس ڈھاکے مین حکمرانی کر کے زر کثیر جمع کیا تھا اور اُسکے انتقال کے بعد وہ سب مال اسی بیگم ہی کے ہاتھ مین تھا۔ اُسکی لوٹنے کو فوج متعین کی اور سارا نقد و جنس مال و اسباب اُس بیوہ کا لوٹکر اسکو مکان سے نکلوا دیا اور دوسری خالہ رابعہ بیگم

زوجۂ سعید احمد خان کو کئی طرح سے دھمکا کر اسکی بیوہ لڑکی کو جو اسکے
بھائی اکرام الدولہ کی جورو تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور میر جعفر کو فوجکی
بخشی گیری سے معزول کر کے میر مدن کو جو رفیق حسین الدین خان برادر
زادہ حسین قلیخان کا تھا ڈھاکے سے طلب کر کے عہدۂ بخشی گیری پر سرفراز کیا۔

راجہ راج بلبہ نائب دیوان نوازش محمد خان نے اس مُلک سے لوٹ و تاراج
کر کے بہت سا مال جمع کیا تھا اور سراج الدولہ کی نظر بد ہمیشہ سے اُسپر
تھی نوازش محمد خان کے انتقال کے وقت راجہ راج بلبہ مرشدآباد
مین تھا ہرچند کہ علی وردی خان اُسوقت زندہ تھا مگر بسبب کبر سنی کے
ہوش وحواس قایم نہین تھے سراج الدولہ ہی کی حکومت جاری تھی اُسنے
راجہ راج بلبہ کو مرشدآباد مین قید کر لیا اور اُسوقت اسکے اموال کے ضبط
کرنے کے واسطے ڈھاکے مین حکم بھیجا مگر راج بلبہ کے بیٹے کشن داس نے کشن داس
اپنے باپ کے قید ہونے کی خبر سُنتے ہی سارا زر وجواہر مال وعیال لیکر
کلکتہ چلا گیا اور انگریزون کی پناہ مین رہا تھا۔ بعد جلوس مسند حکومت سراج الدولہ
کو کہ ہمیشہ سے انگریزون کیطرف نظر بد سے دیکھتا تھا یہ خیال ہوا کہ وہ
سب مال اپنے قبضے تصرف مین لائینگے اسلئے انگریزون کو سفیر بھیجکر
پیغام دیا کہ کشن داس کو ہمارے پاس بھیجدین مگر انگریزون نے اُسوقت
کچھ جواب نہین دیا۔

سراج الدولہ نے صوبہ دار ہو کر علی وردی خان کے ملازمان قدیم کو معزول کر کے انکی جگہ پر جوانان عیاش طبیعت اور اوباش منش کو مقرر کیا اور انکی اشتعال سے ہر طرح کے برے کاموں کیطرف رغبت کرنے لگا اور نہایت جفا کار اور بدکردار نکلا یہانتک کہ کسیکی دولت اور عزت اسکے ہاتھ سے نہ بچی۔ کہتے ہیں کہ ساکنان شہر مرشدآباد سراج الدولہ اور اسکے رفقاے بدکردار شہوت پرست کے ظلم بیجا سے ایسے تنگ آئے تھے کہ جب کہیں انہیں راہ میں دیکھتے تھے تو ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ سے فریاد کرتے کہ بار خدایا انھیں غارت کر اور ہمیں انکے شر سے بچا۔ آخر ارکین ملک ان تعدیوں کی تاب نہ لا کر درپے اس امر کے ہوے کہ دوسرے کسیکو مسند ریاست پر بٹھائیں اور شورہ کر کے شوکت جنگ کو جو حاکم پورنیہ اور چچا زاد بھائی سراج الدولہ کا تھا لائق اس امر کے ٹھہرا کر ایک سفیر مع عرضداشت دہلی کو روانہ کی اور شہنشاہ سے فرمان نظامت صوبہ بنگالہ و بہار کا بنام شوکت جنگ کے چاہا شہنشاہ نے انکی درخواست کو منظور کیا اور فرمان عطاے نظامت ہر دو صوبہ کا بنام شوکت جنگ کے صادر فرمایا۔ شوکت جنگ

سراج الدولہ کا بر ملک کے شورہ سے آگاہ ہوتے ہی فوراً فوج لیکر بارادۂ ہلاکت شوکت جنگ کے روانہ ہوا۔ راج محل تک پہونچا تھا کہ اسکے

خط کا جواب جو انگریزون کو کشن داس کے بارے مین لکھا تھا کلکتہ سے پہنچا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ہم لوگ تمھارے حکم کی تعمیل نہین کر سکتے اِسبات کے سنتے ہی اسنے نہایت غضبناک ہو کر کل افواج جو اسکے ہمراہ تھی سوا اُسکے اور بھی بہت سی فوج اور توپین لیکر وارد کلکتہ ہوا۔ اور انگریزون کی کوٹھیان اور حصار جو واسطے محافظت کے اُنھون نے بنائی تھین زیر و زبر کر کے سیکڑون انگریزون کو ہلاک کیا مگر وہ مال جسکی خاطر اسقدر خونریزی کی ہاتھ نہین لگا جب کشن داس کو اسکے سامنے حاظر کیا سبکو یقین تھا کہ قتل کا حکم دیگا خلاف اسکے سراج الدولہ نے اُسکے جرائم سے درگذر کی اور خلعت بخشا۔

سراج الدولہ کو کلکتہ مین انگریزون کے مالخانہ سے صرف پچاس ہزار روپیہ دست رس ہوا۔ وہان سے ہوگلی پہنچکر ڈچ اور فرنچ کو ہیبت دکھا کر ڈچ سے چار لاکھ اور فرنچ سے ساڑھے تین لاکھ روپیہ لیکر مرشداباد چلا گیا بعد لوٹنے اور تاراج کرنے کارخانجات انگریزون کے سراج الدولہ کو پھر جوش ہوا کہ پورنیہ جا کر شوکت جنگ کو تباہ کرے اسلیئے اپنے ایک نوکر کو فوجدار مقرر کر کے شوکت جنگ کے نام فرمان بھیجا کہ دفتر فوجداری اس شخص کے حوالہ کر کے خود دست بردار ہو جاے۔ شوکت جنگ یہ نوشتہ پا کر نہایت خشمناک ہوا اور مارنے غصے کے بیخود ہو گیا۔ اور

اُسکے جواب مین یہ لکھا کہ استحقاق صوبہ داری صوبجات بنگالہ اور بہار کا مجھکو ہے اور سند شاہی رکھتا ہون سراج الدولہ کو فرمان ہے کہ مرشدآباد چھوڑکر جہان چاہے چلا جاے۔

سراج الدولہ اس جواب سے برافروختہ ہوا اور فوج لیکر پورنیہ کیطرف روانہ ہوا شوکت جنگ بھی آمادہ جنگ ہوکر پورنیہ سے آگے بڑھا دونون لشکر مقابل ہوے اور جنگ شروع ہوئی چونکہ شوکت جنگ کا سامانِ جنگ اور انتظام فوج اچھا نہین تھا شکست پاکر مارا گیا سراج الدولہ مظفر و منصور ہوکر پورنیہ پہنچا اور شوکت جنگ کا اموال اور خزائن لُوٹ کر نوے لاکھ سے زائد روپیہ اور اسکے عیال کو مرشدآباد لے آیا

بہرۂ چہاردہم ذکر مراجعت افواج انگلشیہ بکلکتہ وتسخیر بنگالہ تاعہد حکومت میرجعفر خان

اب انگریزون کا عزم بالجزم ہوا کہ سراج الدولہ سے مکافات اُن تعدیون کی جو کہ کلکتہ مین انکے حال پر کی تھی لین۔ اسلیے سرگذشت یہان کی مدراس کے انگریزون کو جو وہان اقتدار حکومت کا رکھتے تھے لکھا اور استدعا امداد کی کی حاکم مدراس ور اہالیان انجمن شورۂ کارخانہ جات مدراس نے ایک جہاز جنگی اور تھوڑی سی فوج ولیی جمع

کرکے اڈمرل واٹسن کو حاکم مراکب جنگی اور کرنیل کلایو کو سالار فوج مقرر کرکے بھیجا۔

۱۷۵۶ء کی ۲۷ ستمبر کو کلایو مع افواج انگلشیہ مقام مایہ پور مین جو قریب کلکتہ کے ہے پہنچا اور وہان سراج الدولہ کے قلعہ دار سے مقابلہ ہوا اور اُسے ہزیمت دیکر کلکتہ مین وارد ہوا اور ۱۷۵۷ء کی دوسری جنوری تک سارا انتظام کلکتے کا درست کرلیا۔ کلایو کو یقین تھا کہ سراج الدولہ کو جب تک کچھ تہدید نہوگی صلح پر راضی نہوگا اسلیئے اوسنے جہازون کو ہوگلی مین لیجا کر تاخت و تاراج شروع کردی۔ سراج الدولہ یہ خبر سُنکر نہایت برافروختہ خاطر ہوا اور چالیس ہزار فوج جرار لیکر انگریزون کے مقابلے کو آیا۔ کلایو کے ساتھ اُسوقت سات سو گورے اور بارہ سو ہندوستانی سپاہی تھے ہرچند کہ کلایو نے صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن سراج الدولہ نے نہین مانا آخر جنگ و جدل کی ٹھہری اور سراج الدولہ کو شکست ہوئی۔ اب انگریزون کی ہیبت سراج الدولہ کے دل پر چھاگئی اور صلح پر راضی ہوا کلایو نے بھی صلح کو مصلحت وقت سمجھا اور عہدنامہ لکھا گیا۔ کلایو نے انگریزون کا سارا استحقاق جو سابق مین تھا اور معافی محصول اموال تجارت اور ایفاے نقصان انگریزان جو کلکتہ مین ہوا تھا اور اختیار استحکام کلکتہ وغیرہ شروط سراج الدولہ سے لکھوالیا۔

سراج الدولہ نے حالت مغلوبی مین یہ عہدنامہ لکھدیا لیکن دل مین ہمیشہ غصہ وغضب بہ نسبت انگریزون کے رکھتا تھا اور فرصت وقت ڈھونڈتا تھا کہ کسی طرح انکو زیر کرے اسلیئے بار بار فرنچ کو لکھا کہ بنگالے مین آکر انگریزون سے مواخذہ کرے۔ چنانچہ یہ خطوط انگریزون کے ہاتھ آگئے تھے کلایو کو تردد ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے اِسمین بعضے ارکین ریاست سراج الدولہ نے کہ اوسکے ہاتھ سے آزردہ ہوئے تھے انگریزون کو لکھا کہ وہ سب متفق الراے اس امر کے ہین کہ انگریز لوگ فوج کشی کرین اور سراج الدولہ کو مسند ریاست سے اُتار کر میر جعفر خان کو اُسکی جگہ صوبہ دار بنائین اور اسمین سارے ارکین ریاست انگریزون کی مدد کرینگے اس خط کے پانے سے انگریزون کو تردد ہوا کہ اس امر خطیر و معاملہ سنگین مین کیونکر در آمد ہون مگر کلایو کہ ہمت عالی رکھتا تھا مستعد ہوا اور کمر ہمت مضبوط باندھی اور رشتہ نامہ و پیام کا جاری کیا جب ساری باتین ٹھیک ہوگئین کلایو نے سراج الدولہ کو لکھا کہ اسنے انگریزون کے نقصانون کا ایفا نہین کیا بلکہ انکی تباہی کے واسطے طائفۂ ڈچ کو ہمیشہ اشتعال دے رہا ہے اسلیئے وہ خود (کلایو) اس امر کے تصفیہ کے واسطے مرشد آباد آتا ہے۔

سراج الدولہ کو اس خط سے نہایت تشویش ہوئی اور فوج لیکر مرشد آباد

سے پلاسی مین آیا۔ ادھر سے کلائیو بھی مع فوج وہان پہونچا اور لڑائی شروع ہوئی جب سراج الدولہ نے دیکھا کہ میرے افسران فوج لڑنے مین کوتاہی کر رہے ہین اور واجبی لڑائی نہین لڑتے ہراسان ہوکر مرشدآباد چلا گیا وہان جاکر اپنے ارا کین دولت کو شورہ کیواسطے طلب کیا لیکن کوئی نہین آیا تب تو وہ ڈرا اور یقین ہوا کہ ملک ہاتھ سے جاتا رہا اپنی جان بچانے کے لیئے اور طائفہ فرنج سے مدد لینے کی خاطر بھگوان گولے کیطرف روانہ ہوا۔

جنگ پلاسی

بہرۂ پانزدہم ذکر جلوس میر محمد جعفر خان بر مسند صوبہ داری بنگالہ وبہار تا عہد حکومت میر محمد قاسم خان

میر محمد جعفر خان

ادھر کلائیو اور افسران سراج الدولہ نے مرشدآباد پہونچکر میر محمد جعفر خان کو مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور سارا انتظام درست ہو گیا۔ میر جعفر خان نے مسند ایالت پر جلوس کرکے سراج الدولہ کی گرفتاری کا حکم دیا اور لوگ اسکی تلاش کو روانہ ہوئے۔ سراج الدولہ بھگوان گولہ سے راج محل تک پہنچا تھا کہ وہان کسی فقیر کی جاسوسی سے کہ جسکو اُسنے ستایا تھا گرفتار ہوکر مرشدآباد مین آیا اور میر محمد صادق خان عرف میرن خلف میر محمد جعفر خان کے حکم سے قتل کیا گیا۔

کہتے ہین کہ جسوقت نعش سراج الدولہ کی واسطے تشہیر کے ہاتھی پر رکھکر شہر مین پھرانے لگے چوک کے ترپولیہ کے قریب آکر ہاتھی ٹھہر گیا اور جس جگہ کہ نعش سے حسین قلیخان کی کہ وہ بھی اسی طرح تشہیر کیا گیا۔خون ٹپکا تھا سراج الدولہ کے بھی سر سے چند قطرات خون کے ٹپکے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار بیشک دنیا دار المکافات ہے۔خزینہ صوبہ داری سے جو روپیہ دستیاب ہوئے افسران میر جعفر اور کلایو نے تقسیم کر لیے اور انگریزون نے سابق استحقاق کیساتھ کلکتے کی زمینداری بھی میر جعفر سے لکھوا لی

میر جعفر

میر جعفر کی حکومت صوبہ بنگالہ بہار اور اڑلیسہ تینون صوبون مین ہوئی لیکن اسکو انتظام امور ریاست کی لیاقت اور عقل و شعور جیسا کہ چاہیے نہین تھا بلکہ نہایت حریص و بزدل اور راجگان ہندو نژاد مثل راجہ رائے دُرلبہ جو اسکا مدار المہام اور اُسکی مسند نشینی صوابہ داری کا معاون و مددگار تھا اور راجہ رام نراین نائب بہار و راجہ عدل سنگہ نائب پورنیہ اور راجہ رام سنگہ حاکم میدنی پور ان سبکا مال اموال چھینے کی نیت رکھتا تھا اور اُنکی خرابی کے درپے تھا راجگان مذکور اس بات سے آگاہ ہوکر اس سے نہایت بددل ہوئے اور سب نے انگریزون کی پناہ لی اور کلایو کو اپنا حامی ٹھہرایا کلایو نے ان راجگان اور سارے رؤسا اور رعایا کو میر جعفر کی تعدی اور دست اندازی سے بچایا اسیلیے وہ سب کا معتمد الیہ ہوا اور سب بددل

اسکے مطیع و معتقد ہوگئے۔ کلایو نے اس دانشمندی اور تحمل شعاری سے کام لیا کہ دونون طرف یعنی اُدھر میر جعفر خان اور اِدھر ارکین مُلک اور عامہ رعایا سب اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے۔

اسی زمانے مین شاہزادہ عالی گوہر معروف بہ شاہ عالم اپنے والد بزرگوار شہنشاہ دہلی سے منحرف ہوکر مع صوبہ داران اودھ اور الہ آباد کے تسخیر بہار کے واسطے آیا اور قریب عظیم آباد یعنی پٹنہ کے خیمہ زن ہوا۔ میر جعفر نے اس خبر سے گھبرا کر کلایو کو لکھا وہ اپنی فوج لیکر آیا اور بسہولت ہزار اشرفی مین معاملہ طے کرکے شاہزادہ کو رخصت کیا میر جعفر نے اسکام کے عوض مین جسکو وہ ایک امر عظیم سمجھکر ہیبت مین پڑا تھا کلایو کو بخطاب امیر الامرا مخاطب کیا اور کلکتے کی زمیداری انعام مین دی اور خراج اُسکا کہ سالانہ نولاکھ روپیہ مقرر تھا معاف کیا۔ میر جعفر ہرچند کہ ظاہرًا انگریزون سے الفت رکھتا تھا اور کلایو کو ایالت کے سارے کامون کا کفیل کیا تھا لیکن بباطن تدبیر مین تھا کہ کیونکر انکو زیر کرے چنانچہ طایفہ ڈچ یعنے اولندیز جو اُسوقت چنچڑے مین تھے خفیہ آمیزش رکھتا تھا اور سازش مین تھا کہ انکے ذریعے سے انگریزونکے اقتدار کو گھٹاے چنانچہ میر جعفر کے اشارے سے قوم ڈچ نے انگریزون پر حملہ کیا مگر کامیاب نہو سکی ۱۷۶۰ء مین کلایو انگلینڈ روانہ ہوا اور مسٹر وسٹارٹ کو اپنی

صوبہ داری میرن

جگہ پر چھوڑ گیا۔ کشور بنگالہ مین ہنوز امن و آمان نہین ہوئی تھی کہ میر جعفر نے جو بسبب دیرینہ سالی کے مجہول الطبع ہو گیا اور سر رشتۂ نظام صوبہ داری اپنے لڑکے میر محمد صادق عرف میرن کے حوالہ کیا۔ میرن نے اپنی کبر و تعلی اور جور و تعدی سے سارے ارکین و اعیان دولت و رعایاے مملکت کو نہایت تنگ اور ناراض کیا اور ظلم و بدافعالی مین سراج الدولہ سے بڑھگیا۔ میرن نے افسران فوج سے دو شخص کو قتل کیا اور حرم سرا مین بھی دو عورتون کو اپنے ہاتھ سے مارا گھسیٹی بیگم و آمنہ بیگم بیوہ گان نوازش محمد خان و سعید احمد خان کو جو کہ لڑکیان علی وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار سابق کی تھین اور جو ڈھاکے مین رہتی تھین جنکا سارا مال و اسباب سراج الدولہ نے چھنوا کر مرشد آباد مین منگوا لیا تھا میرن نے ڈھاکے کے نائب نواب جسارت خان کو اُن بیگمون کے قتل کا حکم بھیجا نواب جسارت خان نے اُن بے گناہون کی خونریزی سے انکار کیا تب میرن نے اپنے کسی رفیق سنگدل اور تیرہ باطن کو بھیجا اور حکم دیا کہ اُن بیگمون کو مرشد آباد لانے کے بہانہ سے کشتی پر سوار کر کے دریا مین غرق کر دے اُسنے اس حکم کو بعینہ تعمیل کیا کہتے ہین کہ جسوقت ان بیچاری بیگمون کو کشتی پر سوار کر کے دریا مین لیگیا اور کشتی کی نیچے کا تختہ توڑنے لگا چھوٹی بہن امنہ بیگم نی ہاتھ اُٹھا کر اللہ سے فریاد کی کہ خداوندا تو دانا و بینا ہے اگر ہم دونون گنہگار اور تقصیر وار ہین

تو تیری ہین میرن کی کوئی خطا نہین کی بلکہ ہم اُسکے محسن ہین وہ میرے گھر کا پرورده ہے آج بے جرم ہمین ہلاک کرتا ہے یا اللہ ہم بیکسون کی فریاد رسی کر اور اسکے انتقام مین کڑکتی بجلی اسکے سر پر گرا۔ بڑی بہن گھسیٹی بیگم نے جب دیکھا اجل سر پر کھڑی ہے اور کوئی دم مین کشتی تہ آب ہوتی ہے بیقرار ہوئی مگر چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے استقلال کے ساتھ اپنی بڑی بہن کو تسلی دیکر کہنے لگی کہ بہن کیون گھبراتی ہو ایک دن تو مرنا ہے پس شکر کا مقام ہے کہ ہم آج مظلوم مرتے ہین۔ اگر گناہ گار ہین تو وسیلہ نجات کا ہے اور یہ خون میرن کی گردن پر رہا یہ کہکر دونون نے غسل کیا اور پاک و صاف کپڑے بجائے کفن کے پہنکر اپنی گناہون سے توبہ کی اور کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے غرق بحر رحمت ہوگئین۔

سوا اسکے میرن نے اور بھی بہت سے جفا و ستم ارکین ریاست اور رعایائے ملک پر کیئے آخر یہ خبر مشتہر ہوئی اور شاہزادہ عالی گوہر یعنی شاہ عالم کو میرن کے کارکردار سے عموماً رعایا کی ناراضی معلوم ہوئی اُسنے پھر ۶۰م اس طرف کا کیا اور قریب بہار کے پہنچا تھا کہ یہ خبر سُنی کہ اسکے والد بزرگوار عالمگیر ثانی کو عماد الملک وزیر بد طینت نے ہلاک کیا اور مالک سلطنت کا ہوا شاہ عالم اگرچہ وارث تاج و سریر اور شہنشاہ ہندوستان کا ہوا اور صوبہ دار اودھ شجاع الدولہ کو وزارت مین مامور کیا مگر بادشاہ بے اقتدار اور

ملک و دولت سے آوارہ تھا اسنے عظیم آباد یعنی پٹنے پر تاخت کی رام نراین
کہ اسوقت حاکم پٹنہ کا تھا دافعہ مین اسکے مقابلہ کیا۔ اور مرشد آباد مین کمک
فوج کے واسطے لکھا۔ ادھر سے میرن اور کرنیل کالیڈ جو اسوقت
سپہ سالار افواج انگلشیہ کا تھا۔ اپنی اپنی فوج لیکر پہونچے
اور بعد جنگ کے شاہ عالم کو ہزیمت ہوئی اور افواج میرن
اور انگریز اپنے اپنے خیمے مین آرام کو گئے۔ اسی مین بارش
شروع ہوئی میرن اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا قصہ سُن رہا تھا کہ ناگاہ غضب
الٰہی سے اسکے سر پر بجلی گری اور مع اپنے دو رفیقون کے ہلاک ہوا یہ
واقعہ ان بیگمون کے جنہون نے میرن کے حق مین دعاے بد کی
تھی مرنے کے ایک مہینہ بعد یعنی ۱۷۶۰ء کی بیسوین جولائی کو وقوع
مین آیا۔

میرن اگرچہ نہایت جفاکار اور زشت کردار تھا لیکن اپنے والد
بزرگوار کی ریاست کا رکن اعظم تھا سارے امورات صوبہ داری
کے اسی سے اجرا ہوتے تھے۔ کہتے ہین کہ بعد مرنے میرن کے میر جعفر
خان کی کسی قدر عقل و دانش جو باقی تھی وہ بھی جاتی رہی ایکبار مفقود
الحواس اور مجہول طبیعت ہو گیا اور امور ریاست مین نہایت بدانتظامی
اور خرابیان ہونے لگین آخر انگریزون کی تجویز اور تہدید سے میر جعفر خان

صوبہ داری سے دست بردار ہوا اور اسکا داماد میر محمد قاسم خان صوبہ دار ہر سہ صوبہ کا مقرر ہوا اور میر جعفر خان مُنّی بیگم کو لیکر کہ جسکا وہ نہایت مطیع تھا کلکتے مین آکر رہا۔ انگریز بھی مُنّی بیگم کی بڑی قدر کرتے تھے چنانچہ مادر کمپنی ملقب تھی۔

بہرۂ شانزدہم ذکر صوبہ داری میر محمد قاسم خان تا عہد حکومت کمپنی

سنہ ۱۷۶۰ع کی چوتھی مارچ کو میر محمد قاسم خان مسند آرای صوبہ داری بنگالہ بہار اور اڑیسہ کا ہوا اسنے اپنی زیرکی اور جزرسی سے انتظام سارے امورات ریاست کا درست کیا اور تخفیف خرچ اور اضافہ خراج کا کر کے سپاہ اور ملازمان ریاست کی تنخواہ بہ ترتیب شایستہ دینے لگا اسلیئے اہل لشکر اور ارکین دولت سب اسکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہر چند کہ میر محمد قاسم خان انگریزون کے ذریعہ سے اس درجہ اور اقتدار کو پہونچا تھا لیکن فکر باطن اسکی یہی تھی کہ کس طرح انکے حلقۂ اطاعت سے اپنی گردن نکالے اسلیئے افزایش فوج کے تہیہ مین مصروف ہوا اور گُرگین خان کو جو ارمنی نژاد تھا سپہ سالار مقرر کیا اور مرشد آباد سے مونگیر مین جاکر رہا اور وہان فوج کی تعلیم مین میر محمد قاسم خان

بڑی توجہ کرنے لگا بعد چند روز کے آخر انگریزونکی تجارت پر تنازع ہوکر طرفین سے فوج کشی ہوئی اور محاربۂ عظیم واقع ہوا۔ ہر چند کہ سپہ سالار گرگین خان کے تعلیمی سپاہیون نے بڑی بڑی جرأت دکھائی اور ولایتی لڑائی لڑے آخر فوج انگلشیہ سے زیر ہوکر روگردان ہوئے۔ میر محمد قاسم خان ہزیمت پاکر اور بہت سے انگریزون کو جو اسکے قید مین تھے لیکر صوبہ اودھ کی طرف بھاگا اور پھر بنگالے کی جانب رُخ نہین کیا انگریزون نے میر محمد جعفر خان کو کہ اسوقت نہایت ضعیف اور جذام کے عارضہ مین مبتلا تھا دوبارہ مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور نظام امور ریاست کے لیئے نجم الدولہ کو کہ مشہور نام میر پھلوری مہین پور میر جعفر خان جو منی بیگم کی بطن سے تھا نیابت مین مقرر کیا ۱۷۶۵ء مین جب طایر روح میر جعفر خان کا قفس عنصری سے پرواز کیا صاحبان انگریز کی تجویز سے نجم الدولہ صوبہ دار مقرر ہوا مگر اختیار محافظت ملکی و انتظام فوجی انگریزون کے ہاتھ مین رہا اور انصرام امور ریاست و عدالت کے واسطے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان شیرازی کو جو خویشاوندان سے علی وردی خان کے تھا اُسکا نائب مقرر کیا۔ | نجم الدولہ | محمد رضا خان

بہرۂ ہفتم ذکر مراجعت لارڈ کلایو بعہدۂ گورنر جنرل اور حصول سند نظامت بنگالہ بنام کمپنی

کہتے ہین کہ کلایو کے انگلینڈ جانے کے بعد عرصہ ہشت سال مین چند صوبہ دار بنگالہ یکے بعد دیگرے مسند ریاست پر جلوس کرتے گئے اور عہدہ داران کمپنی نے انعامونکے ذریعہ سے بہت سے روپئے پائے۔ اور اُنھون نے اس روپیہ سے اپنے اپنے نج کی تجارت شروع کی تھی اسلیے کمپنی کی تجارت کے کاروبار مین بہت سا خلل پڑگیا تھا۔ کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنے محکمہ شرکاے اہالیان کمپنی کو جب ایالت بنگالہ کی بدانتظامی و خلل تجارت اور میرقاسم کے ہاتھ سے انگریزون کے قتل ہونے کی خبر پہنچی ہراسان ہوئے اور پھر کلایو کو گورنر جنرل مقرر کرکے بھیجا۔

کلایو کا دوبارہ آنا بنگالہ مین

سنہ ۱۷۶۵ء کی تیسری مئی کو لارڈ کلایو کلکتہ پہونچا اور چند روز مین ساری خرابیون کو دور کرکے انتظام ریاست درست کیا اور سارے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار مین لاکر نجم الدولہ کے واسطے جو بعد میر جعفر کے نواب ناظم مقرر ہوا تھا۔ سالانہ پچاس لاکھ روپیہ مشاہرہ مقرر کیا بعد ازان الہ آباد جاکر شاہ عالم سے سند دیوانی ہر سہ صوبہ یعنے بنگالہ بہار اور اُڑیسہ بنام کمپنی حاصل کیا اور شاہ عالم کو سالانہ ۲۴ چوبیس لاکھ روپیہ خزانہ بنگالہ سے دینے کا وعدہ کیا اب صوبہ دار مرشد آباد بالکل معطل ہوا اور صرف بخطاب نواب ناظم ملقب رہا اور نائبان صوبہ دارہ جو ڈھاکہ۔ پٹنہ۔ پورنیہ۔ اور

میدنی پور وغیرہ مین تھے وہ بھی بیکار ہوئے اُنکی بھی تنخواہ مقرر ہوئی۔ ڈھاکے مین اُسوقت نواب جسارت خان نائب صوبہ دار تھا جب نیا انتظام ہوا پانچہزار روپیہ ماہواری اُسکی تنخواہ مقرر ہوئی اور مسٹر سُوئین معروف سوئٹین صاحب یہان کا حاکم مقرر ہوکر آیا نواب جسارتخان نے دفتر نیابت مسٹر سُوئین کو سمجھا دیا اور چوک کے قلعہ کو جو اسوقت نائبان نظامت کا مسکن تھا چھوڑکر چند روز بڑے کٹڑے مین رہکر محلہ نیم تلی مین مکان بنوا کر وہین رہنا اختیار کیا۔

سنہ ۱۷۶۵ء مین جب انگریزونکو شاہ عالم سے دیوانی ملی اضلاع شمول ڈھاکہ اور مرشدآباد کیواسطے دو کچہریان مقرر ہوئین ایک حضوری دوسری نظامت کی حضوری کچہری دیوان بنگالہ کے متعلق تھی جو مرشدآباد مین رہتا تھا اور ڈھاکہ مین بذریعہ نائب کے اسکا کام انجام ہوتا تھا اسمین مقدمات امور سلطنت اور معاملات بندوبست خزانہ وغیرہ کے ہوتے تھے اور نظامت کی کچہری مین مقدمات عدالت و فوجداری اور انجام امور اخراجات ریاست کے ہوتے تھے چونکہ عہدہ داران انگریز امورات مالی و ملکی مین محض نوآموز تھے اسلئے کُل انتظام کا بار محمد رضا خان راجہ درلبہ رام اور راجہ کنت سنگھ کو دیا گیا تھا انہین تین شخصون سے کل امورات ریاست کے اجرا پاتے تھے۔

کلایو ابکی بار مدت ایک سال اور اٹھ مہینے بنگالے مین رہکر بحصول سند دیوانی نظم و نسق امور ریاست و تجارت کمپنی اور کمی مصارف وافزونی خراج وغیرہ کی کرکے سنہ ۱۷۶۷ء بماہ فروری راہی

انگلینڈ ہوا اور اسکی جگہ مسٹر ورلسٹ گورنر مقرر ہوا اس عہد مین بہر امورات ملکی اور تجارت مین کمپنی کے بدانتظامیان اور خرابیان ہونے لگین

سیف الدولہ

اور نواب نجم الدولہ نے انتقال کیا اور اسکے بہائی سیف الدولہ نے مسند نظامت پر جلوس کیا وہ بھی بعد دو سال کے راہی ملک عدم ہوا اور

مبارک الدولہ

مبارک الدولہ مسند نشین نظامت کا ہوا اسکے وقت مین مشاہرۂ نواب ناظم کا سالانہ پچاس لاکھ سے سولہ لاکھ ہوا ۱۷۶۹ء مین مسٹر ورلسٹ نے عہدۂ گورنری سے استعفا دیا اور مسٹر کارٹیر گورنر ہوا مگر امورات مالی وملکی اور تجارت کمپنی مین ہنوز وہی ابتری تھی اسی سال تحصیل خزانہ اور بند وبست ملک کے واسطے سوپروایزر یعنے سربراہ کار مقرر ہوا جسکو دونون کچہری یعنے عدالت وفوجداری کے انتظام کا اختیار دیا گیا۔

قحط عظیم

۱۷۷۰ء مین قحط عظیم واقع ہوا جس مین تیسرا حصہ رعایا ملک بنگالے کا ہلاک ہوا تھا اسی سال اطراف ڈھاکے مین پہلے لال پانی آیا اور سارا ملک تہ آب ہوگیا تھا کہتے ہین کہ شہر مین اسقدر پانی چڑھ گیا تھا کہ ہر گلی کوچہ اور سڑکون پر کشتیان دوڑتی تھین بعد کم ہونے پانی کے قحط شروع ہوا اور اسقدر تنگی غلے کی ہوئی کہ لاکھون آدمی مر گئے اور دیہات کے لوگ اس کثرت سے شہر مین آئے کہ اہالیان شہر کو جان بچانی دشوار ہوئی ہزارون آدمی شہری اور دیہاتی مارے بھوکون

کے ہلاک ہوئے کہتے ہین کہ دیہاتی لوگ اپنے لڑکے بارے سیر بھر چانول کے عوض اہل شہر کو دیتے تھے اور اسطرح سیکڑون لڑکے اور لڑکیان شہر کے لوگون نے مول لیئے اُن دیہاتیون مین جو لوگ کہ بعد قحط کے زندہ رہگئے تھے شہر مین جابجا بس گئے یہ اُنہین دیہاتی لوگون کی اولاد ہین جو اسوقت کُٹّی قوم کے نام سے ڈھاکے مین مشہور ہین توجہ تسمیہ انکی یہ ہے کہ قحط سے بچے ہوئے دیہاتی لوگ جو اس شہر مین بس گئے تھے دھان کوٹکر چانول تیار کرنے کا پیشہ اختیار کر لیا تھا اسلیئے شہر والون نے اُنھین کُٹّی یعنے دھان کوٹنے والا خطاب دیا جب سے یہ قوم اسی نام سے مشہور ہین اور سب مسلمان ہین بفضل الٰہی اسوقت ہر طرح کی تجارت کر کے اکثر اُن مین مرفہ حال اور صاحب مال ہو گئے ہین۔ (کُٹّی قوم۔)

بہرہ ہنیرؔدہم ذکر عہد حکومت لارڈ ہسٹینگس

تا عہد فرمان روائی لارڈ کارنوالیس

(وارن ہسٹنگس) سنہ ۱۷۷۲ء مین مسٹر کارٹیئر اپنی عہدے سے مستعفی ہوا اور وارن ہسٹنگس اسکی جگہ پر گورنر مقرر ہوا۔ مسٹر وارن ہیسٹنگس سنہ ۱۷۴۹ء مین لارڈ کلایو کے ہمراہ انگلینڈ سے آیا تھا اور اس مدت مین اس مُلک کے

انواع طرح کے عہدون مین رہکر نہایت کار آزمودہ ہوگیا تھا۔ وارن
ہسٹنگس نے ۱۷۷۲ع کی تیرہوین اپریل کو کرسی گورنری پر جلوس
کیا اور ایماسے اہالیان کورٹ آف ڈایرکٹرس کے زمام نظام امور مالی
و ملکی ہر سہ صوبہ کی اپنے ہاتھ مین لی اور عہدہ داران کو اس ملک کے
معذول کرکے کاروبار ریاست کمپنی عہدہ داران انگریزی کے حوالہ کیا۔ اور سررشتہ
حکومت محمد رضاخان مسٹر مڈلٹن کو کہ سفیر مرشدآباد کا تھا سپرد کیا۔ اور بندوبست
امور خانگی نواب مرشدآباد منی بیگم کو تفویض ہوا۔ اور تحصیل خراج اور بندوبست ملک
کیواسطے کلکٹر مقرر ہوا اور ڈھاکے مین اسوقت جو سوپروایزر تھا کلکٹر ہوا۔ اور دو کچہریان ری عہدہ کلکٹر
ایک فوجداری وابستہ امور سیاست ملکی دوسری دیوانی یعنی داورگاہ
کا مرافعۂ معاملات دیوانی قایم ہوئین۔ اور کلکٹر دونون کا حاکم ہوا چنانچہ
بہ زمانہ مرافعۂ معاملات فوجداری کلکٹر قاضی اور مفتی کے ساتھ اجلاس
کرتا اور دیوانی معاملات مین دیوان اور دوسرے اہل کارون
کو لیکر دربار کرتا اور چھوٹے چھوٹے معاملات جو دس عہ روپیہ
سے کم دعوے کے ہوتے دیہات کے منڈلون کے سپرد کیا اور دوسرا
کورٹ۔ اپیل یعنے محکمہ مرافعۂ ثانیہ ایک صدر دیوانی واسطے مرافعۂ
معاملات دیوانی اور دوسرے صدر نظامت واسطے تصفیہ مخاصمات
فوجداری کلکتے مین قائم ہوئین اور سابق مین جو جو تھا حصہ اشیا یا متع

مدعا بہا حاکمان عدالت کو اہل معاملہ سے دلوایا جاتا تھا۔ اور جرمانہ ہائے سنگین کا کرنا موقوف ہوا

۱۷۷۳ء مین بہ تجویز پارلیمینٹ انگلینڈ کے گورنر جنرل بنگالہ کی نگرانی اور اعانت راے کیواسطے چار شخص کونسل مقرر ہوے اور حکم ہوا کہ گورنر جنرل باتفاق شورہ ان مشیرون کے امور ریاست جاری کرے یہ مشیران کلکتہ پہونچکر مخالف راے گورنر جنرل کے ہوئے اور تنازع شروع ہوا اسلیئے امورات نظم و نسق ملکی مین اکثر فتورات واقع ہوئے اور بحکم شاہ انگلینڈ داورگاہ

سوپریم کورٹ

عظیم یعنی سوپریم کورٹ کلکتے مین قائم ہوئی جسمین مرافعات سارے معاملات سکے ہونے لگے۔ ہرچند کہ احداث سے اس داورگاہ سوپریم کورٹ کے فیمابین گورنر جنرل اور اہالیان کونسل کے رفع خصومت ہوئی مگر حکام سوپریم کورٹ نے اسقدر اپنا اقتدار بڑھایا کہ محکمات مالی و ملکی پر اضلاع کے بھی دست اندازی کرنے لگے اور نہایت سخت گیریان ہونے لگین۔ آخر بہ ارقام گورنر جنرل اور دوسرے عہدہ داران کمپنی کے شاہ انگلینڈ نے سوپریم کورٹ کا اقتدار گھٹا دیا اور صرف ٹاون کلکتہ کے معاملات کی تجویز کا

صدر دیوانی

اختیار دیا اور محکمات اضلاع کے مرافعۂ ثانیہ یعنی اپیل سننے کا اختیار صدر دیوانی کو جو قبل اسکے قائم ہوئی تھی بحال رہا۔ اور ڈھاکے مین ایک کورٹ اپیل کی کچہری جسمین اضلاع پورب بنگالہ کے اپیل کی تجویز ہوتی تھی قائم ہوئی جسکا پہلا جج مسٹر ڈلکن سن ہوا۔

ابتداے ۱۷۷۲ء مین اراضی کشور بنگالہ کی پانچ برس کی میعاد کا اجارہ

پنجسالہ بندوبست

بندوبست کیا گیا جو پنجسالہ بندوبست زمینداروں مین اتبک مشہور ہے اور جسکے

کاغذات ہنوز کلکٹری مین موجود ہین یہ بندوبست زمیندارون اور تعلقدارون
سے ہوا تھا اور بقرار داد اُنکے مالگذاری مقرر کیگئی تھی۔ اس خیال سے کہ آیندہ
ترقی خراج کی ہوگی مگر پہلے ہی سالمین دیکھا گیا کہ زمیندارون نے جسقدر خراج دینے
کا اقرار سرکار مین کیا تھا۔ اُسقدر رعایا سے وصول نہین کرسکے اسلیئے مالگذاری
مین بہت باقی گرا۔ اور احتمال بھی تھا کہ یہ باقی مالگذاری ادا نہو سکیگی جب اُس
پنجسالہ بندوبست کی مدت گذر گئی حسب الحکم کورٹ آف ڈایرکٹرس کے سال
بسال اجارہ بندوبست ہونے لگا اور یہی ضابطہ ۱۷۸۲ء تک جاری رہا۔ اس
سالانہ بندوبست کا منشا یہ تھا کہ باقی مالگذاری ادا ہو کیونکہ حال کے بندوبست
مین تعہد داران نے ادائے سابق باقی کو بھی اپنے ذمہ کرلیا تھا۔ اور اسی طرح
ساری باقی مالگذاری وصول ہوتی گئی۔

۱۷۸۰ء مین نواب مبارک الدولہ نے جو نابالغ تھا سن بلوغ کو پہونچکر
انجمن شوریٰ انگلشیہ جو کلکتے مین منعقد تھی خط لکھا کہ محمد رضا خان ہمیشہ نواب
کے ساتھ سختی اور درشتی سے پیش آتا ہے اسلیئے اسکو معزول کیا جاے۔ چنانچہ
حسب ارقام نواب کے محمد رضا خان معزول ہوا اور بندوبست خانگی نواب
کا منی بیگم کے حوالہ کیا گیا لیکن یہ امر موجب ناخوشنودی اہالیان کورٹ آف
ڈایرکٹرس کے ہوا اور اُنھون نے فی الفور حکم دیا کہ عہدۂ نیابت صوبہ داری بحال اور
محمد رضا خان اپنے عہدے پر قائم رہے اور منی بیگم کو محافظت سے ذات نواب کی خارج

کیا جاے چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور محمد رضا خان کو اسکے عہدے پر قایم کیا گیا اور منی بیگم امورات محافظت ذات نواب سے دست بردار ہوئی۔

بہرۂ نوازدہم ذکر عہد حکومت لارڈ کارنوالیس تا عہد حکومت لارڈ منٹو

لارڈ کارنوالیس

۱۷۸۵ء عیسوی مین لارڈ ہسٹینگس راہی انگلینڈ ہوا اور مسٹر مکفرسن اسکا جانشین ہوکر چندے کار فرما رہا بعد ازان ۱۷۸۶ء مین لارڈ کارنوالیس گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا اسی عہد مین جمیع قوانین عدالت و فوجداری اور کلکٹری وغیرہ کے جاری ہوئے اور عمدہ عمدہ دستور العمل تیار ہوئے جسکے ذریعہ سے امور مالی و ملکی بخوبی انجام ہونے لگے اور خراج کا بندوبست قائم ہوا۔ بڑی یادگاری لارڈ کانوالیس

دہ سالہ بندوبست

کے عہد کی دہ سالہ بندوبست خراج بنگالے کا ہے جو آخر کو بایماے کورٹ آف ڈایرکٹرس کے دائمی بندوبست ٹہرا اس بندوبست مین خراج بنگالہ مبلغ تین کرور دس لاکھ نواسی ہزار ایکسو پچاس روپیہ قرار پایا اور یہ بندوبست بتاریخ ۲۲۔ مارچ ۱۷۹۳ء سے جاری ہوا۔ اس دہ سالہ بندوبست کیوقت مین ضلع باقر گنج اور ضلع

فرید پور ڈھاکے کی کلکٹری کے شامل تھے بعد اسکے علیحدہ علیحدہ ضلع مقرر ہوئے اور کلکٹری بھی الگ الگ ہوئی۔

لارڈ کارنوالیس کے عہد حکومت مین محکمات دیوانی پانچ طبقون مین منقسم ہوئے پہلا محکمہ منصفی صدرامین۔ دوسرا رجسٹری تیسرا ججی۔ چوتھا پروانشل کورٹ پانچوان صدر دیوانی اور قانون کی کتابین شائع ہوئین اور رسومات یعنے مشاہرۂ انگریزانِ اہل قلم ملازم کمپنی سابق سے زیادہ کیا گیا اور تنخواہ اہل کاران ہندوستانی کی بہت گھٹائی گئی۔ چنانچہ انگریزان اہل کارڈپٹی کا مشاہرہ سابق مین کئی سو روپیہ سے زیادہ نہین تھا اب چندین ہزار ہوئے اور اس مُلک کے اہل کارون کی تنخواہ اُسوقت کثیر المقدار تھی چنانچہ فوجدار کا سالانہ سا ٹھہ اور ستر ہزار تک وظیفہ مقرر تھا اور نائب اور دیوان ریاست نو لاکھ سے کم نہین پاتے تھے لیکن سنہ ۱۷۹۳ء مین وہ سب موقوف ہوکر بڑے عہدہ دارون کا مشاہرہ سو روپیہ سے زیادہ نہین رہا مگر سارا بندوبست اور انتظام لارڈ کارنوالیس کا اس خوبی سے کیا گیا کہ اس مُلک کے لوگون کو نہایت پسند خاطر اور موجب خوشنودی کا ہوا۔ اور سب اسکے منت پذیر ہوئے اور اہالیان کورٹ آف ڈایرکٹرس نے بھی انکی کارروائیون سے نہایت خوش ہوکر اظہار ممنونی کا کیا۔

لارڈ کارنوالیس ۱۷۹۳ء کے اگست مہینے مین راہی انگلینڈ ہوا۔ وہ سات برس تک ہندوستان مین رہا اور نظم و نسق امورات سلطنت مین بہت سی اصلاحین ہوئین اور قوانین جاری ہوے وہ خود بھی نہایت زیرک اور دور اندیش تھا اور اُسکے مشیر کار بھی نہایت عاقل اور خیر اندیش تھے یعنے سر ولیم جانس سپریم کورٹ کا جج شور صاحب اور بارلو صاحب وغیرہ۔ بعد لارڈ کارنوالیس کے سر جان شور ملقب بہ لارڈ ٹنمؤ پانچ برس تک اس عہدے پر قایم رہا اور امورات سلطنت کو بصلح و آشتی انجام کیا۔

انتقال مبارک الدولہ ۱۷۹۵ء مین نواب مبارک الدولہ نے اس دار فانی سے سرائے باقی مین انتقال کیا اور اسکے بیٹے ناصر الملک بہر جنگ کو جانشین کیا گیا اور خطاب و مشاہرہ جو نواب مبارک الدولہ کا تھا اُسکے نام پر قایم ہوا۔ ڈھاکے مین اس وقت نواب نصرت جنگ المخاطب بہ انتظام الدولہ نصیر الملک کو اپنے نانا نواب جسارت خان کی جگہ مسند نائب ناظمی پر جلوہ افروزی اور سرکار کمپنی مین بھی بڑی عزت و توقیر حاصل ہوئی۔

لارڈ مارنگٹن ۱۷۹۸ء مین لارڈ مارنگٹن المخاطب بہ مارکوس آف ولیسلی گورنر جنرل مقرر ہوکر ۱۸ مئی کو وارد کلکتہ ہوا اسی عہد مین ٹیپو سلطان کی اخیر لڑائی ہوئی اور ٹیپو سلطان مارا گیا۔ اور اسکا ملک قبضہ اقتدار مین انگریزون کے آیا اور اسکے عیال و اطفال کلکتہ آئے اور وظیفہ خوار سرکار کمپنی کے

ہوئے اسی زمانے مین جماعت واعظین عیسائی بنام مشنری پہلے اس ملک مین آئی اور جابجا واعظ شروع کیا اور مذہبی کتابین اس ملک کی زبانون مین ترجمہ کروا کے شایع کین لارڈ کارنوالیس کے عہد حکومت مین اس ملک کی زبانون کی ترقی ہوئی تھی چنانچہ بہت سی کتابین زبان اُردو اور بنگلے مین شایع ہوئین اور عہدہ داران انگریز کو اس ملک کی زبان کی تعلیم کے واسطے فورٹ ولیم کالج کلکتے مین قائم ہوا۔ اور اس ملک کے لوگونکی تعلیم و تربیت کے لیے ہر ہر شہر اور قصبون مین اسکول اور مکتب جاری ہوئے تھے جسمین اہالیان شہر اور ارکین ملک سب چندہ دیتے تھے اور چند سال تک وہ مکتب جاری رہے چنانچہ اس شہر ڈھاکے مین ایک مکتب ویسا ہی جاری ہوا تھا۔

پریسیڈنسی کالج

۱۸۵۷ء مین کلکتہ مدراس اور بمبئی مین پریسیڈنسی کالج قائم ہوئے اور ۱۷۸۱ء مین بعہد حکومت لارڈ ہیسٹنگس بہادر کے عربی و فارسی کی تعلیم کے واسطے کلکتے مین مدرسہ عالیہ جاری ہوا۔ جو ہنوز قایم ہے۔

مدرسہ عالیہ کلکتہ

۱۸۰۳ء مین ابنائے دولت برطانیہ پہلی بار دار السلطنت ہند شہر دہلی کو تحت تصرف مین اپنے لائے اور شہنشاہ دہلی جو دست تغلب سے مرہٹون کے تنگ آیا تھا۔ انگریزون سے رجوع لایا اور انکی حمایت سے ان ظالمون کے ہاتھ سے اونکو رہائی ملی۔

انگریزون نے شہنشاہ کا پایہ عظمت اور منزلت کو قایم رکھکر سالانہ پندرہ لاکھ روپیہ وظیفہ مقرر کیا اور سارا کاروبار سلطنت کا اپنے قبضہ اقتدار مین لائے اور اسی سال صوبہ اُڑیسہ بھی جو علی وردی خان مہابت جنگ کے وقت سے کہ مدت چھیالیس برس کی ہوئی تھی مرہٹون کے دخل مین تھا ریاست بنگالہ کے شامل ہوا اور اسی عہد مین رسوم زبون ہنود ان کہ بچون کو گنگا ساگر مین ڈالتے تھے اور عورتین ستی ہوتی تھین یعنی اپنے شوہرون کے ساتھ آگ مین جلتی تھین موقوف ہوئے اور سنہ ۱۸۰۲ء مین جو قانون کہ واسطے دفعیہ ان رسمون کے تیار ہوا تھا جاری ہوا۔

انتقال لارڈ کارنوالیس

لارڈ کارنوالیس دوبارہ ہندوستان مین آیا۔ بار ثانی جو آیا بس یہین رہا۔ یعنے سنہ ۱۸۰۵ء کی پانچوین اکتوبر کو خطہ غازیپور مین اس دار فانی سے رحلت گزین ہوا۔ بعد لارڈ کارنوالیس کے سر جارج بارلو کہ مشیر اعظم انجمن شوری کا تھا چندے سربراہ کار اس عہدے کا ہوا اور بحکم شاہ

لارڈ منٹو

انگلینڈ اور پارلیمنٹ کے لارڈ منٹو گورنر جنرل مقرر ہو کر سنہ ۱۸۰۷ء کی ۳۱۔ جولائی کو وارد کلکتہ ہوا اس عہد کے اخیر سنہ ۱۸۱۳ء مین مدت

اجارہ ثانی کمپنی

معینہ اجارہ کمپنی کہ بیس برس کی تھی تمام ہوئی اور اجارہ ثانیہ جدید بہ پیشگاہ سے شاہ انگلینڈ کے کمپنی کو ملا اور تجارت کمپنی کہ دو سو برس سے جاری تھی موقوف ہوئی وجہ یہ ہوئی کہ پیشتر کمپنی محض تاجر پیشہ

تھی اب ریاست اور حکومت کی مالک ہوئی پس حاکم کو تجارت کرنی جائز نہین اسلیے کمپنی کی تجارت موقوف ہوکر صرف اُن لوگون کو اجازت تجارت کی ملی کہ جو شریک اور نوکر کمپنی کے تھے اس عہد مین اور کوئی کار نمایان یا تغیر و تبدل امور سلطنت مین نہین ہوا۔

بہرۂ بستم ذکر حکومت لارڈ مویرا وغیرہ

۱۸۱۳ء کی چوتھی اکتوبر کو لارڈ منٹو عہدۂ گورنری سے مستعفی ہوا اور لارڈ مویرا اس عہدے پر مقرر ہوکر آیا۔ اس عہد مین راجہ نیپال سے لڑائی ہوئی اور اسکے علاقہ کا بڑا حصہ جو پہاڑون کی ترائی مین تھا ۱۸۱۵ء مین انگریزون کے قبضے مین آیا اور قوم پنڈاری یعنے جماعت کثیر سواران غارت پیشہ جو ہند مین مسکن رکھتے تھے اور دور دور تک غارت اور تاراج کیا کرتے تھے بیخ و بن سے استیصال کیے گئے اور راجگان ناگپور اور ہولکر جو مخالفت سے پیش آئے تھے ہزیمت پاکر مسند ریاست سے برخاست ہوے اور بڑا حصہ انکے ملکونکا ضمیمہ سلطنت انگلشیہ کا ہوا۔ لارڈ مویرا

۱۸۱۶ء مین اس ملک کے رعایا کی علم آموزی اور تعلیم و تربیت کیواسطے ایک انجمن اسکول بک سوسائٹی کلکتہ مین منعقد ہوئی اور اسکے ذریعہ سے اسکول بک سوسائٹی

جا بجا اسکول جاری ہوے اور نیا بندوبست کالج کا ہوا ۱۸۱۹ء مین ایک مکتب واسطے تعلیم اطفال کے ڈھاکے مین بھی قائم ہوا اور اہالیان شہر سے بڑے بڑے لوگ اس مکتب کے حامی ہوے اور صاحبان انگریز نے بڑی بڑی کوشش اور ہر طرح کی تائید کی اور بہت سے لڑکے اس مکتب مین داخل ہوئے۔

لارڈ امہرسٹ

۱۸۲۳ء مین لارڈ مویرا راہی انگلینڈ ہوا اور لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل ہوکر آیا اس عہد مین برہما کی لڑائی ہوئی جو راموکی لڑائی کے نام سے مشہور ہے اس لڑائی کے واسطے فوج کثیر اور سواران جنگی ہاتھی اونٹ بیل خچر اور گدھے بیشمار ڈھاکے مین آئے تھے جنکو رمنہ کے میدان مین جہان اب گھوڑ دوڑ ہوتی ہے رہنے کی جگہہ دی گئی تھی اور سارا سامان جنگ ڈھاکے سے مہیا ہوکر برہما کیطرف روانہ ہوا تھا آخر اس سامان کا نتیجہ صلح ہوا اور اس صلح مین منی پور اور ارخنگ یعنی اراکان اور سواحل مرتبان سارا انگریزون کے قبضے مین آیا۔

لارڈ بنٹنگ

۱۸۲۸ء مین لارڈ امہرسٹ نے عزم انگلینڈ کا کیا اور لارڈ ولیم بنٹنک عہدۂ گورنری پر مامور ہوکر آیا اس عہد مین بہت سی تخفیفات اخراجات سلطنت مین ہوئین اور اضافہ خراج کا تردد کیا گیا اور ۱۸۳۱ء مین منصف اور صدر امین کا مشاہرہ اور اختیارات کی افزونی ہوئی اور عہدہ جدید اعلےٰ صدر امین کا ایجاد ہوا۔ اور اس عہدے کا مشاہرہ اور

اختیار منصف اور صدر امین سے زیادہ کیا گیا اور عہدہ محکمات پروشل کورٹ موقوف ہوا۔ غرض اس انتظام سے یہ تھی کہ قضایاے متخاصمین بمرافعہ اولی حکام ہندوستانی کے محکمون مین فیصل ہون اور مرافعۂ ثانیہ یعنے اپیل اسکی محکمات مین حکام فرنگستانی کے انفصال ہون لارڈ ہنٹنگ مین نے فوجداری محکمون کی بھی رونق زیادہ اور نیا انتظام جاری کیا۔ ابق ہر کمشنر اپنے ماتحت کے اضلاع کو ہر ششماہی کے دورہ مین دیکھتے تھے اب ہر سہ ماہی مین دیکھنے اور مرافعہ ثانیہ کے انفصال کا انکو حکم ہوا ویساہی سشن ججون کو یہی حکم ہوا کہ ہر مہینے مین ایکبار معاملات فوجداری فیصل کرین تاکہ اسامیان اور گواہون کو مجبوسی اور حاضر باشی کی تکلیف زیادہ نہو مقصد اس انتظام سے یہ تھا کہ رتبہ ومنزلت اس مُلک کے لوگون کی بڑہے اور امور ریاست کی کارروائیان سہل طور پر ہون۔

سنہ ۱۸۳۲ع مین بیس سال اجارہ کمپنی کا پھر تمام ہوا اور نئے بندوبست کا وقت آیا اس مرتبہ کے اجارے مین بہت تغیر وتبدل ہوا یعنے دوسرے مُلکون مین جیسا چین وغیرہ مین بھی سوداگری کمپنی کی قدر موقوف ہوئی تعہد یہی قرار پایا کہ مالکان اُس مال کمپنی کو مبلغ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ بوجہہ منافع خراج ہندستان سے ملا کریگا۔ باقی مصارف سلطنت کے بعد خزانہ مُلکی مین جمع رہیگا اسی سال

لیجس لیٹو کونسل

۱۸۳۱ء مین انجمن قانون سازی لیجس لیٹو کونسل منعقد ہوئی اور قوانین سیاست اس انجمن سے تیار ہونے لگے اور دوسری ایک انجمن لاکمیشن قائم ہوئی جس سے اجراے قوانین اور دستور العمل کا ہونے لگا۔

لارڈ ولیم بنٹنک کے عہد حکومت مین اس ملک کے لوگون کی تعلیم زبان انگریزی اور علم آموزی کا بڑا اہتمام ہوا چنانچہ ۱۸۱۳ء مین پارلیمنٹ سے حکم ہوا تھا کہ خراج ہند سے سالانہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ تعلیم و تربیت مین رعایا کے صرف ہو اور اب تک وہ روپیہ صرف سنسکرت اور عربی پڑھانے مین صرف ہوتا تھا۔ لارڈ بنٹنک نے اس مبلغ سے زیادہ حصہ انگریزی پڑھانے مین رعایا کو نہایت ضرورت ہی صرف کرنے کا حکم دیا اُس مطابق ہر ہر ضلع اور شہرون مین انگریزی اسکول اور کالج کی بنا ہوئی اور طبابت کی تعلیم کیلیئے مدرسہ طبابت یعنے مڈیکل کالج کلکتہ مین قائم ہوا اس عہد مین محصول بضاعت یعنی اجناس تجارت ایک جگہ سے دوسرے جگہ لیجانے مین جو محصول لیتے تھے اور جو بنام رہداری مشہور تھا موقوف ہوا ہر چند کہ یہ بڑی آمدنی ریاست کی تھی اور اسکے وصول کیواسطے اکثر رہگذرون پر اور دریا کی سواحل اور گھاٹون پر تحصیل خانہ مقرر تھا جسمین تحصیلدار اور پیادے رہتے تھے اور تحقیقات سارے اجناس تجارت کی ہوتی تھی اور حسب ضابطہ محصول لیا جاتا تھا۔ مگر عاملان تحصیل اگر سرکاری محصول ایکروپیہ لیتے دو روپیہ اپنے واسطے وصول کرتے اور نہایت جور و تعدی لوگون پر ہوتی تھی۔ انگریزون نے

جب مسلمانون کے ہاتھ سے یہ ملک اپنے قبضے مین لیا اس رسم کو جاری دیکھا اور اُنھون نے بھی اسکو جاری رکھا مگر عاملون کی تعدی اور زرکشی کی خبر ہمیشہ گوش گذار ہوتی تھی اسلیے لارڈ بنٹنک نے اسکو ایک قلم موقوف کر دیا۔ لارڈ بنٹنک کا عہد حکومت بہت چین کا تھا اس عہد مین کسی طرح کی جنگ و جدل اور کوئی واردات وقوع مین نہین آئی۔

سنہ ۱۸۳۵ء مین لارڈ بنٹنک انگلینڈ روانہ ہوا اور جلد کوئی گورنر جنرل نہ آنے کے سبب سے سر چارلس مٹکاف صاحب نے اس عہدے کا کام انجام کیا۔ اس عہد مین اخبار نویسون کو آزادی ملی تھی اور میکلی صاحب نے بھی اس امر مین کوشش کی تھی۔

لارڈ آکلینڈ

سنہ ۱۸۳۶ء مین لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا اور سنہ ۱۸۴۲ء تک اپنے عہدے پر قایم رہا اس عہد مین کابل کی لڑائی ہوئی جو واسطے تخت نشینی شجاع الملک والی کابل کے وقوع مین آئی تھی۔

ڈھاکہ کالج

سنہ ۱۸۳۶ء مین ہوگلی کالج اور سنہ ۱۸۴۱ء مین ڈھاکہ کالج کی بنا ہوئی۔

لارڈ النبرا

سنہ ۱۸۴۲ء مین لارڈ النبرا گورنر جنرل مامور ہوکر آیا اور سنہ ۱۸۴۴ء عیسوی تک اسکی حکومت رہی اس عہد مین کابل فتح ہوا اور صلح و آشتی کے ساتھ افواج انگلشیہ نے وہان سے مراجعت کی اور ریاست سندھ کمپنی کے قبضہ اقتدار مین آئی۔ لارڈ النبرا نے ڈپوٹی مجسٹریٹ کا عہدہ

جاری کیا اور بہت سے لوگ اس ملک کے اس عہدے پر مقرر ہوے۔

لارڈ ہنری ہارڈنج — ۱۸۴۴ء مین سر ہنری ہارڈنج صاحب گورنر جنرل ہوا اور ۱۸۴۸ء تک اس عہدے پر رہا اس عہد مین سکھون سے لڑائی ہوئی اور وہ زیر ہوے اسی ۱۸۴۴ء مین کشن نگر کالج کی بنا ہوئی۔ اور اسی عہد مین ایکسو ایک اسکول اضلاع اور پرگنہ جات بنگالہ مین بنام ہارڈنج اسکول کے جاری ہوے۔

لارڈ ڈلہوسی — ۱۸۴۸ء مین لارڈ ڈلہوسی گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا۔ اس عہد مین ملک پنجاب۔ ستارہ ناگپور۔ جھانسی۔ اودھ برار اور پیگو قبضہ تصرف مین کمپنی کے آئے

پریسیڈنسی کالج — ۱۸۵۳ء مین بہرم پور کالج قائم ہوا اور ۱۸۵۵ء مین پریسیڈنسی کالج کلکتہ مین قائم ہوا۔ اور بہت سے بنگلہ اسکول جاری ہوے اور لڑکیون کی تعلیم کے واسطے اسکولون کی بنیاد پڑی اور صیغہ تعلیم کے ڈایرکٹر انسپکٹر وغیرہ عہدہ دار مقرر ہوے اور ہند مین ریلوے کی بنا ڈالی گئی۔

لفٹنٹ گورنر بنگالہ — ۱۸۵۳ء مین بحکم پارلیمنٹ صوبہ بنگالہ کے واسطے لفٹنٹ گورنر کا عہدہ

ہلیڈی صاحب — مقرر ہوا جسمین پہلے ۱۸۵۴ء مین ہلیڈی صاحب لفٹنٹ گورنر مامور ہوے اور اس ملک کے لوگونکو ولایت جاکر سویل سروس کا امتحان پاس کرنے کا حکم ہوا۔ لفٹنٹ گورنر ہلیڈی صاحب نے ۱۸۵۴ء مین ڈھاکہ جاکر پوربی بنگالے کا انتظام اور علاقہ وغیرہ کا بندوبست کیا اور ڈھاکے مین کمشنری قائم کی اور

کشن جنم کی سواری — ڈھاکے مین کشن جنم کی سواری جو صدہا سال سے ایک مشہور تماشا جاری ہے

جو یہان کے تانیتون کے دو فریق کے اہتمام سے دو سواریان بڑی دھوم
دھام اور ہزارون روپیہ کے خرچ سے نکلتی ہین اور قدیم زمانے سے ایک
ہی روز دونون سواریان نکلتی تھین اور اس معرکہ مین دونون فریق اکثر
دنگا ہنگامہ کیا کرتے تھے اور طرفین سے لوگ زخمی ہوتے تھے ہلیڈی صاحب
نے اس معاملہ کو بذات خود تصفیہ کر کے حکم دیا کہ سواری دو روز نکلا
کرے چنانچہ اس حکم کے مطابق اب ہر دو فریق ایک ایک روز الگ
الگ اپنی اپنی سواری نکالتے ہین اور تماشائی لوگ بھی امن کے ساتھ
دو روز تماشا دیکھتے ہین۔

بہرہ بست و یکم ذکر بغاوت سپاہیان ڈھاکہ

ہندوستان کے سپاہیون مین ایک عجیب قسم کی بد دلی پیدا ہو گئی تھی۔ اسباب بغاوت

صوبۂ بنگال کی سپاہ جسمین زیادہ تر شریف قوم کے ہندو تھے
فوراً بگڑ اوٹھے۔ اِن ہندوٗن کو اپنے مذہب کا بڑا خیال تھا۔ اگر ایک
بات بھی اِن کے مذہبی عقائد کے خلاف ہوتی تو فوراً اوس سے ناراضگی
ظاہر کرتے۔ چنانچہ جب دوسری مرتبہ برہما کی لڑائی مین انکو برہما۔ جانے کے

لئے حکم دیا۔ تو اِن ہندؤن نے صاف انکار کیا گورنمنٹ نے فوراً یہہ قانون پاس کیا کہ اب سے کوئی ایسا شخص فوج مین بھرتی نہین کیا جائے گا۔ جوکہ کسی جگہہ جانے پر راضی نہ ہو ۔ اسپر ہند وسپاہ کو یہ خیال گذرا کہ گورنمنٹ کو اونکے مذہبی عقائد کا ذرا بھی پاس ولحاظ نہین ہے ۔

انگریزی مدرسے۔ اسکول اور کالج جو ہندوستان مین قائم ہوئے تو لوگ سمجھے کہ اسی طرح انگریزی پڑھاکر گورنمنٹ لوگون کو کرسٹان کرنا چاہتی ہے ۔

ریل۔ تار گھر۔ اور نئی نئی کلین ایجاد ہونے سے لوگون کے دلون مین طرح طرح کے گمان گذرے ۔

نجومیون نے کہنا شروع کیا کہ کمپنی کی حکومت صرف سنو برس رہ کر نابود ہوجائیگی ۔ اور چونکہ کمپنی کو حکومت کرتے ہوئے پورے سنو برس گذر چکے تھے۔ اسلئے لوگون کے دلونمین یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر اہل ہند ذرا بھی کوشش کرینگے تو فوراً ہندوستان کی سلطنت اونکے ہاتھ مین آجائیگی ۔

لارڈ ڈلہوسی نے جن جن لوگون کی ریاستین یا پنشنین ضبط کرلی تھین اونلوگون کو فتنہ برپا کرنے کا ایک اچھا خاصہ موقع ملگیا ۔

صوبہ اودھ کے تعلقدار اور دیگر لوگ مثل نانا راؤ صاحب وغیرہ کے فور اً بگڑ اوٹھے۔ اوسی زمانہ مین ایک نئی قسم کی بندوق ایجاد ہوئی تھی۔ جسکے بھرنے کیلئے کارتوس کو دانت سے کاٹنا ہوتا تھا۔ اسلیے عام طور سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کارتوس مسلمانون اور ہندوؤن کے ناپاک کرنے کیلئے گائے اور سور کی چربی سے چکنا کیا گیا ہے۔ اس سبب سے اور بھی لوگ افروختہ ہو گئے یہی وجوہات تھے۔ جنسے اہل ہند نہایت ہی بیزار ہو رہے تھے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر بگڑ بیٹھتے تھے۔

چنانچہ بغاوت ایکبارگی سارے ہندوستان مین شروع ہوگئی۔ تمام سپاہ ساتھ ہی بگڑ گئے۔ بنگالہ۔ بہار۔ پنجاب اودھ کوئی ایسی جگہ نہ تھی۔ جہان فتنہ نہ برپا ہوا ہو۔ چنانچہ مشرقی بنگالہ مین وہ جگہ جہان بغاوت سب سے زیادہ پھیلی تھی ڈھاکہ تھا۔

بغاوت سپاہیان ڈھاکہ

۱۸۵۷ء کے ماہ مارچ مین ۳۴۔ رجمنٹ نی بارک پور مین پہلے بغاوت شروع کی جسمین تین افسر زخمی ہوئے۔ اور ۱۹۔ رجمنٹ دیسی نے بہرم پور مین سرکشی پر کمر باندھی۔ اس رجمنٹ کو بارک پور جانے کا حکم ہوا۔ اور وہان جاتے ہی دونون رجمنٹ کو برطرف کیا گیا۔ اور اوسی سن کے مئی مہینے مین میرٹھ کے سپاہیون کے بگڑنے اور کشت و خون کرنے کی خبر پہونچی۔ اوسوقت ڈھاکے مین ۷۳، رجمنٹ کے دو کمپنی سپاہی تھے۔ اور ابتدا سے

ماہ جون مین دو کمپنی اس رجمنٹ کی جو جلپائی گوڑی کو گئی تھین ۱۲ جون کو
ایک افواہی خبر ہوئی کہ ان دونون کمپنیون نے راہ مین بارک پور کے موقوف شدہ سپاہیون
سے ملکر بغاوت پر کمر باندھی ہے اور لوٹ کے ڈھاکے مین آکر یہان کے
سپاہیونکو جو لعل باغ مین ہین ساتھ لیکر لوٹ تاراج مچائی ہے اور جیلخانہ
کے قیدیونکو بھی نکالنے پر مستعد ہین اس خبر سے انگریزون کو بڑا ہول ہوا
اور بہت سے انگریز جیکسن صاحب مجسٹریٹ ڈھاکہ کی کوٹھی مین جمع ہوے
اور بہت سی بندوقین وغیرہ ہتھیار اکٹھا کئے۔ اور بہت سی انگریز بدحواس ہوکر اپنی میم
اور لڑکونکے شامل کشتیون پر سوار ہوکر دریا پار ہو گئے۔ انگریزون کی گھبراہٹ
اور بدحواسی سے شہر مین ایک تہلکہ پڑگیا اور شہر کے لوگون نے رستون
مین اور دریا کے کنارے پر ہجوم کیا اور انگریزون کی یہ حالت دیکھکر سب
متعجب اور مخوف ہوکر پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے اور اس گھبراہٹ کے ساتھ
کیون بھاگتے ہین۔ کپتان کمہن اور رائیٹ صاحب
جو سپاہیون کے افسر تھے یہ خبر سُنکر لعل باغ مین جہان سپاہی رہتے
تھے گئے وہان جاکر دیکھا کہ سب سپاہی موجود ہین اور سارا کام بدستور
درست ہے یہ خبر وہان مطلق نہین ہے ان صاحبان نے لال باغ سے
آکر سب انگریزون کو تسکین دی اور وہ خبر جھوٹی ٹہری۔ تیرھوین جون کو
شہر مین سب طرح امن و امان ہوئی اور صاحبان انگریز اپنے اپنے کامون

مین مصروف ہوئے تیئسوین جون کو شہر کی محافظت کے واسطے گورنمنٹ
نے کلکتہ سے ایکسو سیلر گورے اور کپتان لوئیس صاحب کو انکا افسر مقرر
کرکے ڈھاکے مین بھیجا سیلر گورون کی فرودگاہ انگریزی گرجا کی اُتر جانب
رابرٹ دوسیٹ صاحب کی کوٹھی مین ہوئی۔ پانچوین جولائی کو مٹکاف صاحب
نے کمرلہ سے آکر بیان کیا کہ سُننے مین آیا ہو کہ چاٹگام کے سپاہی بگڑ کر لوٹ
و تاراج کرتے ہوئے ڈھاکے کیطرف آتے ہین اس بات سے بھی
سبھون کو ایک طرحکا ہراس ہوا۔ آخر کو معلوم ہوا کہ وہ خبر بھی غلط ہو ۲۹۔ جولائی
تک ڈھاکے مین سب طرح امن و چین اور ساری بات درست
رہی۔ کپتان لوئیس صاحب سیلر گورونکو لیکر صبح و شام شہر مین جابجا پریڈ
کیا کرتے اور اکثر لال باغ کے سپاہیون کے قریب جاکر قواعد اور بندوقین
شلک کرواتے تھے سپاہی لوگ ہر چند کہ انکی اس حرکت سے ناخوش
ہوتے۔ مگر کچھ نہین کہتے تھے تیئسوین جولائی کو ولایتی صاحبان اور
دیسی فرنگیون کی ڈھاکہ کالج مین ایک کمیٹی ہوئی اسمین قریب ساٹھ
آدمی کے جمع ہوئے تھے اور اُنمین دو جماعت والنیٹر ایک پیادگان کی
اور دوسرے سوارون کی مقرر ہوئی۔ پیادگان والنٹیر کا افسر
میجر اسمتھ صاحب اور سوارون کا کپتان ہچنسن صاحب معین ہوئے۔
اُتر پچھم ہندوستان کی بغاوت کی خبرون نے ڈھاکے کے ولایتی صاحبان

اور دیسی ارمنی وغیرہ فرنگیون کو بہت ہراسان کیا ماسوا اسکے صاحبان گے
شہر کے لوگون سے بھی خوف کرنے لگے چنانچہ اگست کے مہینے کی پہلی دوسری
اور تیسری تاریخ کو کہ مسلمانون کے عید الضحیٰ کا ایام تھا والنٹیر لوگ تمام شب
شہر مین گشت کرتے رہے اور جا بجا پہرا مقرر ہوا۔ اور عید الضحیٰ کے
دن مسلمانون کی نماز گاہ کے قریب پہرا کھڑا ہوا اور توپین رکھی گئین
کہ مبادا مسلمان کوئی ہنگامہ کرین دوسری تاریخ اگست کی کہ اتوار کا
دن تھا۔ صاحبان انگریز گرجے کو گئے۔ انکی محافظت کیواسطے ایک جماعت والنٹیر
کی کالج مین قریب گرجے کو تعینات رہی۔ اور گیارہوین تاریخ اگست کو بہت سے
ارمنی ڈھاکے سے کلکتہ بھاگے اور صاحبان ولایتی نے لال گھر مین جو ایک مستحکم اور محفوظ
جگہ دریا اور کھال کے کنارے ہے جاے پناہ مقرر کی اور وہان گڈھی بنانے کی تدبیرین
ہوئین والنٹیر لوگ وہان تمام شب پہرے مین رہتے تھے اہالیان شہر اور اطراف کے لوگ
متحیر تھے کہ صاحبان انگریز کیون استقدر مخوف اور بدحواس
ہو رہے ہین۔ اور کس لئے والنٹیر کی پلٹن مقرر ہوئی۔ چودھوین اور
پندرھوین اگست کو کشن جنم کی سواری نکلی اور بطور سابق تماشا ہوا۔
اسمین بھی سواران والنٹیر مسلح ہو کر ہاتھیون پر سوار تھے اور پیادگان
والنٹیر کالج مین متعین تھے کہ مبادا کوئی فتنہ انگیزی ہو۔
جلپائی گوڑی جو کہ ۷۳ رجمنٹ کا ہڈکوارٹر تھا۔ وہانکے افسرون نے

لکھا کہ یہان کے سپاہی بغاوت پر مستعد ہین اور اُنکا روکنا دشوار ہے کیونکہ یہ سرزمین سیلابی ہے اگر دہ لوگ پھر سرکشی کرین اور کشت وخون مچاٰئین تو ہم سبکو جان بچانی مشکل ہوگی۔ یہان کوئی پختہ مکان ایسا نہین ہے کہ جسمین اُنکی تاخت سے بچ سکین۔ اس خبر سے ڈھاکہ کے صاحبان انگریز کو پھر ہول ہوا اور سب نے یہی تجویز کی کہ اگر جلپائی گوڑے کے سپاہیون نے کچھہ فتنہ برپا کیا تو فی الفور یہان کے سپاہیون کے ہتھیار چھین لینا ضرور ہے اور کلکٹری کی حفاظت کو جو پچاس آدمی سپاہی متعین ہین پہلے اُنپر حملہ کیا جاے اور بعد اُسکے لال باغ کے سپاہیونپر تاخت ہونی چاہئے ۲۲۔ اگست کو کل گھر مین گڑہی تیار کرنے کے لئے اور اُسکے چارونطرف نالہ کھودنے کو ۲۰۰ سو مزدور مقرر ہوے اور کام جلد جلد ہونے لگا ستائیسوین اگست کو گڈہی تیار ہونے پر آئی اور صاحبان انگریز تصور کرنے لگے کہ اس گڈہی مین رہکر پانچ چھہ ہزار آدمی سے مقابلہ کرسکین گے۔

تیئسوین اگست عاشورہ کی شبکو والنیٹر مسلح ہوکر چوک وغیرہ میلے کی جگہ مین گشت کرنے لگے اور اکھاڑا وغیرہ تماشا نکالنے کی ممانعت ہوئی شہر کے لوگوٰن سی مارے خوف کے کوئی گھر سی باہر نہین نکلا اور بدستور سابق تماشا نہین ہوا اور میلا جمنے نہین پایا۔

چودھوین ستمبر کو ایک ہولناک خبر آئی۔ کہ آسام کی سپاہی بگڑنے پر ہین
اور اپنے افسر کا حکم نہین مانتے گورنمنٹ نے کلکتہ سے بہت سے سیلر
گورے آسام جانے کے واسطے بھیجے اور وہ ڈھاکے ہو کر آسام جائینگے
چنانچہ ویسا ہی وقوع مین آیا اور وہ گورے ڈھاکہ ہو کر آسام روانہ
ہوے دوسری اکتوبر کو آسام کا راجہ گرفتار ہو کر ڈھاکے مین آیا۔
چوتھی اکتوبر کو انگریزون نے درگاہ باری تعالے مین مناجات کرنیکا دن
مقرر کیا اور سب نے اُس روز گرجے مین جمع ہو کر بالحاح وزاری
درگاہ باری مین مناجات کی اکیسوین نومبر شنبہ کے دن بذریعہ
ڈاک خبر پہونچی کہ ۳۴ رجمنٹ جو ابتداے بغاوت مین بارکپور کی چھاونی
سے برطرف ہوئی تھی اُسکے باقی سپاہیون نے جو چاٹگام مین تھے۔
بغاوت کر کے وہانکی کلکٹری کو لوٹ کر قریب دو لاکھ روپیہ کے لے گئے
ہین اور ڈھاکے کی طرف آتے ہین۔

اس خبر کے سنتے ہی صاحبان انگریز نے متفق الراے ہو کر یہی صلاح
ٹھرائی کہ ڈھاکے مین ۷۳، رجمنٹ کی جو دو کمپنی سپاہی اور ستاٹھ آدمی
گولہ انداز ہین انکی ہتھیار چھین لینا چاہیے کہ مبادا چاٹگام کے سپاہی ادھر
آئین اور یہ بھی انکے ہمراہ ہو جاین تو سخت قیامت ہوگی اور روکنا محال
ہوگا بعد کمیٹی کر پہلے والنٹیرونکو حکم ہوا کہ بائیسوین نومبر اتوار کے دن پانچ

بجے صبحکو تیار رہین اور کمشنر صاحب جج صاحب اور سارے سیویلین نے
ایکجا ہوکر صلاح کی کہ پہلے کلکٹری کے سپاہیون کے ہتھیار لیکر وہان
کا پہرا والنٹیرون کے حوالہ کرکے سیلر گورون کو لال باغ کی طرف بھیجین چنانچہ
ویساہی عمل مین آیا۔ یعنے بائیسوین نومبر اتوار کے دن قبل چار بجے
صبح کے کچھ اندھیری رہتے ہوی جب سیلر گورون نے کلکٹری کے سپاہیون
پر حملہ کیا وہان اکاؤن سپاہی تھے۔ اونہون نے بہت رنجیدہ خاطر ہوکر
ہتھیار دیدیے اور اپنے افسر کو ملامت کرنے لگے کہ کسواسطے اس
رسوائی کے درپے ہوئے اگر پہلے آپ فرماتے کہ ہتھیار دیدو تو بلاعذر
ہم لوگ دیدیتے۔ سیلر گورے کلکٹری کے سپاہیون کی بندوقین
لیکر اور پہرا والنٹیرون کے حوالہ کرکے پانچ بجے کے قریب لال باغ
کی طرف چلے گئے۔

وہان پہونچکر سپاہیونکو دیکھا کہ سب ہشیار ہوگئے ہین اور مقابلہ کو تیار ہین معلوم
ہوا کہ اسکی پہلے ہی اُنکو خبر ہوگئی تھی کہ گورے اُنکے ہتھیار لینے کو آتے ہین۔ سیلر گورونکے
قلعہ کے دروازے پر جاتے ہی پہرے والے سپاہی نے پہلے بندوق چلائی اور ایک گورے کو مار ڈالا
بعد اسکے اور سپاہی بھی بندوقین شلک کرنے لگے۔ جب گورے دکھن دروازے
سے اندر گھسے۔ سپاہیون نے اُنپر ایک باڑہ بندوقون کی ماری۔ اور
توپین جو بی بی پیری کے مقبرے کے مقابل نصب تھین اُن سے

ایک باڑہ گراب کی چلائی گورون نے بھی اندر گھسکر ایک باڑھ ماری
تب لفٹنٹ لوئیس صاحب نے قلعہ کی دیوار کو بائین سمت رکھکر گورون
کو آگے بڑھایا اور سنگینون سے سپاہیون پر حملہ کروایا۔ سپاہی سب اپنی
جگہ پر کھڑے تھے گورے انکو دوڑانے لگے اس عرصے مین مسٹر منیر صاحب
نے جو سیلرون کا دوم افسر تھا آٹھ آدمی سیلر لیکر قلعہ کی دیوار کے اوپر
سے اُن سپاھیون پر جو توپین چلاتے تھے تاخت کی اور توپین چھین کر
رنجک دان مین میخین ٹھوک دین اسوقت سپاہی ہر طرف دوڑنے اور
بھاگنے لگے سیلرون کی فتح ہوئی اور سپاہی جنگلون کی طرف بھاگ گئے
اور قریب چالیس آدمی کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے سیلرون
مین چار سخت زخمی ہوے تھے ایک اُسیوقت مر گیا اور باقی بعد اسکے
مرے اور نو آدمی جو زخمی ہوے تھے۔ اچھے ہو گئے۔ ڈاکٹر گرین صاحب
سیول سرجن ڈھاکہ کے بھی زخمی ہوے تھے وہ ایک زخمی گورے کو جھککر
پٹی باندھتے تھے کہ اسمین اُنکے زانو مین گولی لگی۔ وہ اچھے ہوئے
مگر پیر سے معذور رہے بھاگے ہوے سپاہیون مین کتنے گرفتار ہو کر
آئے اُنمین سے چار آدمیونکو اُسیوقت پھانسی دی گئی اور باقی کو بھی
بعد اسکے پھانسی دی گئی ۲۲۔ نومبر دوشنبہ کے دن شہر مین سیطرح
امن ہو گئی اور صاحبان انگریز اپنے کامون مین مصروف ہوے

مگر شہر کے لوگ بہت سے بھاگ کر دیہاتون مین چلے گئے ۲۹۔ نومبر صاحبان انگریز کو یہ تردد ہوا کہ ڈھاکے کے بھاگے ہوے سپاہی ضلع میمن سنگھ اور سلہٹ کی طرف جاکر وہان کے باشندون پر ظلم وتعدی مچاتے ہونگے مگر شکر ہے کہ وہ سب ایک ساتھ اسطرف نہین گئے۔ پہلا قافلہ جو ٹوک کے رستے سے ضلع میمن سنگھ کی طرف گیا تھا اُس مین بیس آدمی کے ہاتھ مین بندوقین تھین اور باقی بے ہتھیار تھے اور کتنے زخمی تھے اُنمین ایک عورت بھی اپنے لڑکون کو لئے ہوے تھی دوسرا گروہ جسمین تیس آدمی کے ساتھ بندوقین تھین اور باقی بے ہتھیار تھے جب وہ میمن سنگھ کے قریب پہونچے وہانکا مجسٹریٹ پولیس کے برقندازون کو لیکر برسر راہ کھڑا ہو گیا سپاہی لوگ اُس طرف نہین گئے اور جمال پور کی راہ لی۔

چاٹگام کے باغی سپاہی جو ڈھاکے مین ۳۴ رجمنٹ کے سپاہیون سے ملنے کو آتے تھے خبر ملی کہ وہ اسطرف نہ آوینگے اور ضلع تپرہ وغیرہ کے کوہستان کی راہ سے سلہٹ کی طرف جاتے ہین اور کمرلہ کے قریب پہونچکر راجہ تپرہ کو خبر بھیجی کہ اگر وہ اُنکے ساتھ نہ ملے اور تائید نہ کرے گا تو اُسکا تخت چھین لینگے اس خبر سے کمرلہ کے صاحبان انگریز اور عمائد شہر سب شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تیسوین نومبر کو ڈھاکے کے بھاگے

ہوے سپاہیون مین سے اور تین آدمی گرفتار ہوکر آئے اور اُن کو بھی پھانسی دی گئی بعد اسکے اور بھی آٹھ آدمی پکڑ آئے اور اُنکو پھانسی دی گئی تیسری دسمبر کو ڈھاکے مین دو اسٹیمر پہونچے جن مین ۵۲ کو مینس رجمنٹ کے تین سو سو بجر گورے اور ایک سو سیلر تھے سو بجر دن کو اسپو وقت تپرہ روانہ کیا گیا تاکہ چاٹگام کے باغی سپاہیون کو سلہٹ جانے کے قبل روکین اور سیلرون کو رنگپور ہوکر بلوا جانے کا حکم ہوا اس عرصے مین سلہٹ کی ڈاک بند ہوگئی تصور کیا گیا کہ شائد چاٹگام کے باغی سپاہی سلہٹ کے رستے مین ہین۔ نوین دسمبر کو خبر پہونچی کہ چاٹگام کے سپاہی گورون کی خوف سے سلہٹ کو نہین آئے معلوم ہوتا ہے کہ تپرہ کی سرحد مین ہین اور بالکل عورت مرد لڑکے بالے اور قیدیون کو لیکر پانسو آدمی ایک ساتھ ہین مگر رسد کی نہایت تنگی ہے اور بھوک سے نہایت عاجز ہین اٹھارہوین دسمبر کو سلہٹ سے خبر آئی کہ وہان کے لوگ چاٹگام کے باغی سپاہیون سے مقابلہ کرنے پر کمر باندھے ہتھیار لئے لڑنے کو تیار ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈھاکے کے بھاگے ہوے سپاہی بھوٹان کی طرف گئے ہین۔

چودھوین جنوری ۵۹ شئہ کو ڈھاکے مین سبطرح خیریت اور امن تھی دخانی جہاز جو فوج لیکر تپرہ کی طرف گئے تھے مع فوج واپس آئے

اور خبر ملی کہ چاٹگام کے سپاہی سلہٹ کے قریب ایک جنگل مین ہین - سلہٹ کی لائیٹ انفنٹری رجمنٹ نے دوبار اُن سپاہیون سے مقابلہ کیا اور دونون بار اُنکو ہزیمت دی -

اکیسوین جنوری تک دونون جہاز جو فوج لیکر تپرہ سے واپس آئے تھے ڈھاکے کے دریا مین ٹھہرے رہے سولجر اور سیلر گورے جوق جوق شہر مین پھرتے اور گلی کوچہ - ٹرکون پر بدمستیان کرتے تھے - بائیسوین جنوری کو سولجر گورے کلکتہ روانہ ہوے اور سیلر گورے چند مہینے یہان رہے نوین جون کو گورنمنٹ سے حکم آیا کہ ۱۹ - رجمنٹ سولجر گورون کے رہنے کے واسطے ڈھاکہ کالج کا مکان خالی کیا جاے چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور اٹھارہوین جون کو ڈھاکہ کالج کے واسطے دو مکان کرایہ پر لئے گئے اور کالج کا اسباب اُن مکانون مین بھیجا گیا بارہوین جولائی کو ۱۹ - رجمنٹ کے تین کمپنی سولجر گورے ڈھاکے مین آئے اور زیادہ حصہ اُنکا کالج مین اور باقی فوجداری کی کچہری کے مکان مین جسمین اِسوقت کالیجیٹ اسکول ہے اُتارے گئے - پہلی اگست کو ڈھاکے کے سیلر گورے جنہون نے سپاہیون کو مارا تھا سلہٹ روانہ ہوے اور اُسی سال کی اٹھارہوین اکتوبر کو کلکتہ سے ڈھاکہ تک ٹیلیگراف کے تار نصب کئے گئے اور تار پر خبر آنے لگی -

بہرہ بست و دوم ذکر نقل سلطنت از دست کمپنی بدست ملازمان ملکۂ معظمہ

پانچوین نومبر ۱۸۵۸ء دوشنبہ کے دن سلطنت ہند ملکۂ معظمہ انگلینڈ کے قبضے مین آنے کا شہرہ ہوا اور کمپنی کی عملداری اُٹھ گئی۔ اِس روز ایک جلسۂ عظیم ہوا اور ڈھاکہ کالج کے پورب انٹاگھر کے میدان مین جہان اسوقت وکٹوریہ پارک کا باغیچہ ہے جلسہ گاہ مقرر ہوا۔ اور بڑے تکلف سے جلسہ گاہ سجایا گیا تھا۔ پہلے سولجر گورون کی قواعد ہوئی توپین اور بندوقین شلک ہوئین بعد ازان تبدیل سلطنت کا فرمان انگریزی اور بنگلہ زبانون مین پڑھا گیا۔ شہر کے لوگ قریب چار ہزار آدمی کے جمع ہوئے تھے۔ حکام انگریز اور روساے شہر سب حاضر تھے بعد جلسہ کے شب کو شہر کے مکانون مین روشنی ہوئی اور سب نے خوشیان کین جب سلطنت ہند کمپنی کے ہاتھ سے قبضۂ اقتدار مین کوئن وکٹوریہ ملکہ انگلینڈ کے آئی اور سارے کاروبار سلطنت بنام نامی ملکۂ معظمہ کے ہونے لگے لارڈ کیننگ عہدۂ گورنر جنرل پر قائم رہے اور اُسی سال یعنے ۱۸۵۸ء مین عدالت اور فوجداری کا

لارڈ کیننگ

نیا قانون اور اداے خراج کے آئین دس اور کرنسی نوٹ جاری ہوا۔

لارڈ الگین

بعد لارڈ کیننگ کے لارڈ الگین گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے۔ اس عہد مین پورب بنگالہ اور سلا کی ریلوے جاری ہوئی اور ۱۸۶۲ء مین صدر دیوانی اور سوپریم کورٹ ایک شامل ہو کر کلکتے مین ہائی کورٹ قائم ہوا دو سال پورے نہوئے تھے کہ لارڈ الگین نے اس دار فانی سے انتقال کیا اور کچھ دن کے واسطے سر ولیم ڈنیس صاحب گورنر جنرل رہے اور ۱۸۶۳ء مین سر جان لارنس گورنر جنرل مقرر ہوے ۱۸۶۹ء تک حکمرانی مین قایم رہے۔

ہائی کورٹ

لارڈ میو گورنر جنرل

۱۸۶۹ء مین لارڈ میو گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے ۱۸۷۲ء تک اپنے عہدے پر قائم رہے۔ اس عہد مین انگریزی تعلیم کی تخفیف خرچ کی راے ہوئی اور مسلمانون کی تعلیم و تربیت کے واسطے مدرسون کی بنا ہوئی ۱۸۷۲ء کی آٹھوین فروری کو لارڈ میو جزیرۂ انڈامن مین ایک دائم الحبس قیدی کے ہاتھ سے مقتول ہوے[1] اور سر جان اسٹریچی چند روز گورنر جنرل رہے بعد ازان لارڈ نیپیار نے گورنر جنرل کے کامون کو اجرا کیا۔

لارڈ نارتھ بروک

۱۸۷۲ء کی تیسری مئی کو لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل ہو کر آئے۔ اس عہد مین رعایا کو خراج کے بار سنگین سے کسیقدر سبکدوشی ہوئی اور پھر اعلی درجہ کی انگریزی تعلیم کی تائید ہوئی ۱۸۷۶ء کے آخر مین لارڈ نارتھ بروک

[1] اس ماجرے حسرت انگیز کے کئی ماہ پیشتر ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نارمل صاحب بھی ایک افغانی کے ہاتھ سے مارے گئے۔

ڈھاکے مین آئے اور انکے استقبال کی بڑی بڑی تیاریان ہوین اور شہر مین روشنی وغیرہ کا اہتمام ہوا اور اہالیان شہر نے چندہ کرکے انکی یادگاری کے واسطے ایک مکان بنام نارتھ برُوک حال تعمیر کیا جسمین اسوقت دیسی لوگون کی لائبریری یعنے کتب خانہ ہے اور اکثر کمیٹیان اور جلسے اسمین ہوتے ہین۔

۱۸۷۵ء مین شاہزادہ اعظم پرنس آف ویلس جو بعد ملکہ معظمہ تخت نشین ہوئے ہندوستان مین آئے اور بعد ملاقات راجگان والیانُ ملک و زمینداران ذی وقار اور سیر و شکار اِس دیار کے مراجعت کی۔ ڈھاکے کے نواب صاحب نواب سر عبدالغنی بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی پرنس کی ملاقات کو مدعو ہوئے تھے۔ اور ماورائے اجناس نامی ڈھاکہ سونے چاندی کے دو ہاتھی کے بچے پرنس کی نذر کئے تھے۔ جس سے پرنس نے نہایت خوش ہوکر انکی بڑی توقیر کی تھی اور تحائف عطا کئے گئے تھے۔

لارڈ لیٹن ۱۸۷۶ء مین لارڈ لٹین گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے اور لارڈ نارتھ بروک انگلینڈ چلے گئے اسی سن مین ملکہ معظمہ کوین وکٹوریہ نے امپرس یعنے قیصر ہند کا خطاب لیا اور ۱۸۷۷ء کی جنوری مین اِس خطاب کی شہرت کے واسطے دہلی مین دربار عظیم منعقد ہوا جسمین سارے راجگان ملک اور امرائے ریاست حاضر ہوئے تھے اور بڑے

تجمل اور تزک کے ساتھ نائب سلطنت گورنر جنرل کرسی نیابت پر ملکہ معظمہ قیصر ہند کے جلوس کر کے اشتہار خطاب قیصر ہند جناب ملکہ معظمہ کا اہالیان مملکت کو سنایا اور پلٹنون کی پریڈ اور توپین شلک ہوئین اور خوشیان اس جلسہ کی ہر ہر شہر مین ہند اور بنگالہ کے منائی گئین اور چراغ روشن ہوئے ڈھاکے مین بھی اُس روز شب کو ہر گلی کوچہ مین اور سڑکون پر اور بازارون مین روشنیان ہوئین تھین اور اہالیان شہر اور صاحبان انگریز نے خوشیان کی تھین۔

اسی سال یعنے ۱۸۷۷ء مین ملک دکھن مین قحط پڑا جسمین بہت سے لوگ یعنے قریب پچاس لاکھ آدمی کے ہلاک ہوئے اور امیر کابل سے لڑائی شروع ہوئی۔ افغانون نے دغا کر کے انگریزون کے سفیر کیا گنری صاحب کو مع انکے مصاحبین اور ہمراہی سپاہیونکے قتل کیا جسکی پاداش مین افغانون نے بڑی بڑی خرابیان اٹھائین اور ملک عبدالرحمن خان کے حوالہ کیا گیا اسی عہد مین دفع قحط کے واسطے اہل تجارت اور کار باری لوگون پر لائیسن ٹکس جاری ہوا۔

لارڈ رپین

۱۸۸۰ء کے اپریل مہینے مین لارڈ لٹین عہدۂ گورنر جنرلی سے مستعفی ہوے اور مارکوئیس آف رپین گورنر جنرل ہو کر آئے اس عہد مین انگریزون نے کابل مین اخیر فتح پائی اور انگریزی خوانی کو ترقی دی گئی آئندہ

اس ملک مین قحط ہوا اسکی تدبیرین ہوئین اور اس ملک کے لوگون کو سول
سرویس ملنے کا طریقہ جاری ہوا اور بھی بہت سی کوششین اہالیان ہند کی
ترقی اور فلاحیت کے واسطے کی گئین۔ کپڑا وغیرہ تجارتی اجناس کی آمدنی
کا محصول اٹھا دیا گیا اور نمک کا محصول بھی کم ہوا ۱۸۸۰ء مین ڈاکخانون
مین منی آرڈر کا طریقہ اور پوسٹ کارڈ جاری ہوا ۱۸۸۱ء مین
مردم شماری
بنگالہ کی مردم شماری ہوئی اور میونسپل آئین جاری ہوا

۱۸۸۲ء مین سر ریورس ٹامسن صاحب لفٹنٹ گورنر بنگالہ کے مقرر ہوے۔ انکی
عہد حکومت مین میونسپلٹی کو ترقیان ہوئین اور رعایا کو تشخیص ممبر کا اختیار
اگزبشین کلکتہ
دیا گیا۔ لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈ جاری ہوے ۱۸۸۴ء کلکتے مین اگزبشین
ڈھاکہ میمن سنگ ریلوے
یعنے نمایش کا میلا ہوا۔ اور ڈھاکہ میمن سنگھ کی ریل جاری ہوئی اس
ریلوے کے کھلنے سے میمن سنگھ سے ڈھاکہ اور ڈھاکے سے نراین گنج
تک لوگون کو آمد شد کرنے مین بڑی آسانی ہوئی۔

۱۸۸۴ء کے آخر مین لارڈ رپن سلطنت ہند کا چارج لارڈ ڈفرن کو دیکر روانہ انگلینڈ
لارڈ ڈفرن
ہوے اور لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہوے ۱۸۸۵ء مین چند انگریز اور کتنے
کانگرس
لوگ ہندوستانی اور بنگالی نے متفق ہو کر ایک انجمن بنام نشنل کانگرس
منعقد کی اور غرض یہ ٹھرائی کہ اس ملک کے لوگون کو جن جن چیزون
کی ضرورت ہے اسکی درخواست بذریعہ اس انجمن کے گورنمنٹ مین

پیش کرین اور نشست اس انجمن کی ممبئی کلکتہ مدراس اور الہ آباد وغیرہ شہرون مین ایک یکسال بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ اور بہت سے اشخاص ہر شہر اور ضلع کے مدعو ہوئے اور اُنکی آمد ورفت کا خرچ وغیرہ انجمن سے دیا گیا اور بڑی قدردانیان ہوئین اور لاکھون روپے خرچ ہوئے اہالیان ہندو بنگالہ کے دو فریق ہوگئے ایک تو اس انجمن کی تائید مین دوسرے اسکی تردید مین کوشان ہوئے فریق ثانی مین زیادہ تر لوگ مسلمان تھے جو ہر شہر مین انجمن منعقد کرکے لوگون کو انجمن کانگرس کی تائید سے باز رکھتے تھے چنانچہ ڈھاکے مین بھی ایک انجمن تردید مین انجمن کانگرس کے حسینی دالان کے میدان مین منعقد ہوئی تھی بانی اسکے سارے مسلمان خاص وعام اس شہر کے تھے جو خلاف مین کانگرس کے ہمیشہ سعی کرتے تھے

لارڈ ڈفرن کا ڈھاکے مین آنا

۱۸۸۸ء کے اوسط جنوری مین گورنر جنرل لارڈ ڈفرن ڈھاکے مین آئے اور اُنکی استقبال اور تعظیم کی بڑی بڑی تیاریان ہوئین اور بڑی دھوم دھام سے اجلاس صدر گھاٹ مین بنایا گیا۔ اور دربار منعقد ہوا۔ اور سارے شہر مین روشنی وغیرہ کا سامان بڑے تکلف سے کیا گیا اور استقبال کیواسطے اشخاص شہر اور حکام وغیرہ ریلوے اسٹیشن مین منتظر تھے جب ریل پہونچی لاٹ صاحب ریل سے اُتر کر فخر بنگالہ نواب سر عبد الغنی بہادر کے سی ایس آئی کو اپنی گاڑی مین ساتھ بٹھا کر دربار کی جگہ پر آئے اور انکو پہلو مین بٹھا کر سرفراز کیا اہل

شہر کی طرف سے مسلمانون نے فارسی اور ہندؤن نے انگریزی زبان مین
سپاس نامے گذرانے اور لاٹ صاحب نے بھی بغایت خوشدلی اُن
سپاسنامونکے جواب مین اپنی زبان مبارک سے بہت کچھ ارشاد فرمایا خصوصاً مسلمانون کی
ترقی کے بارے مین جو وہ سعی بلیغ رکھتے تھے اُسکا اظہار کیا اور بکشادہ پیشانی
سب اہل دربار سے ملے اور سبکو محظوظ و مشکور کیا۔
اس عہد مین پھر انکم ٹکس جاری ہوا اور نمک وغیرہ کا بھی محصول بڑھ گیا اور ریاست سلطنت ملک برہما
بنارکے شامل ہوئی جس سے لارڈ ڈفرن کو مارکویس آف آوا کا خطاب ملا

جبلی قیصر ہند

۱۸۸۷ء مین ۱۶ فروری کو ملکہ معظمہ قیصر ہند کی عہد سلطنت کے پچاس برس
پورے ہوے اور سارے ہندوستان مین جشن جوبلی کا منعقد ہوا اُس روز
ڈھاکے مین بھی جشن جوبلی کی خوشیان منائی گیئن اور روشنی وغیرہ کا سامان

لارڈ لینس ڈاؤن

خوب ہوا ۱۸۸۸ء کی دسوین دسمبر کو لارڈ ڈفرن نے زمام مملکت لارڈ لینس
ڈاؤن کے ہاتھ مین دیکر راہی انگلینڈ کے ہوے۔ اور لارڈ لینس ڈاون
گورنر جنرل اور فرمانروا سلطنت ہند کے ہوے۔
اُنھون نے آتے ہی افغانی سرحد کی محافظت کے لئے
کافی انتظام کر دیا۔ اور امپیریل سروس ٹروپ تعنات کر دی۔
۱۸۹۱ء مین منی پور مین ایک بغاوت پھیلی۔ چیف کمشنر
آف آسام اور دیگر انگریزی عہدہ دار مارے گئے۔ آخرش لارڈ لینسڈاون

نے ایک زبردست فوج منی پور بھیجی۔ جسنے کہ بغاوت کی آگ کو فوراً ٹھنڈا کر دیا۔ منی پور کا راجہ تخت سے اوتارا گیا۔ اور اُسکے خاندان کا دوسرا راجہ تخت پر بٹھایا گیا۔

اوسی سال برٹش پارلی منٹ نے انڈین کونسل ایکٹ پاس کیا۔ جس سے کہ یونیورسٹی ڈسٹرکٹ اور منوسپل بورڈ کو لیجیسلیٹو کونسل مین اپنا اپنا ریپرے زنٹیٹو یعنی نائب بھیجنے کا حق دیدیا۔

لارڈ الجن

۱۸۹۴ء مین لارڈ الجن صاحب گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے اس عہد مین مرض پلیگ پہلے پہل ہندوستان مین شروع ہوا۔ ۹۷-۱۸۹۶ء مین صوبۂ متحدہ۔ بہار اور وسط ہندوستان مین بہت بھاری قحط پڑا۔ اوسی سال ہندوستان کے اوتر۔ پورب۔ جانب مین ایک زلزلہ عظیم آیا جس سے کہ مالی اور جانی دونون نقصان بہت زیادہ ہوئے گورنمنٹ نے پلیگ کے روکنے اور زلزلہ کی مصیبتون کو دور کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔

لیکن یہ سب آفات ایک بہت بھاری خوشی سے مبدل ہوگئے۔ کیونکہ ۱۸۹۷ء مین کوئین وکٹوریہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے پورے ساٹھ برس گذر گئے تھے۔ اس خوشی مین ڈائمنڈ جوبلی منعقد ہوئی اور تمام ملک مین جشن منایا گیا۔

لارڈ کرزن

سنہ ۱۹۰۵ء مین لارڈ کرزن گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے۔ اُنکے عہد حکومت مین سنٹرل پراونسز مین ایک قحط عظیم واقع ہوا۔ گورنمنٹ نے بھوکون اور ننگون کی مصیبت دور کرنے کیلیئے بہت روپیہ خرچ کیا۔

انتقال کوئین وکٹوریہ

سنہ ۱۹۰۱ء مین کوین وکٹوریہ کے انتقال کا جانکاہ واقعہ پیش آیا جنوری سنہ ۱۹۰۳ء مین ایڈورڈ ہفتم تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور دہلی مین ایک بہت بھاری دربار منعقد ہوا۔ سارے ملک مین خوشی منائی گئی۔

تقسیم صوبہ بنگال

اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء مین لارڈ کرزن نے صوبہ بنگالہ کو دو حصون پر تقسیم کیا ایک حصہ کا نام صوبہ بنگالہ قرار پایا۔ اور دوسرے حصہ کا مشرقی بنگالہ اور آسام۔

لارڈ کرزن کی زمانہ وزارت مین بہت سی ریفارم پاس ہوئے۔ جنمین سے نہایت ضروری اور زیادہ مشہور دو ریفارم تھی۔ ایک یونیورسٹی اور دوسرا پولیس ریفارم شاہ تبت کو اس بات پر راضی کیا کہ برٹش ہندوستانی رعایا کو بھی اس بات کی اجازت دیجائے کہ وہ تبت کے ساتھ تجارت کیا کرین۔

ہندوستان کی اوتر پچھم سرحد مین ہمیشہ بدامنی رہتی تھی۔ اسلیے لارڈ کرزن صاحب نے اُس سرحد کو ایک نئے صوبہ سے نامزد کیا جسکا نام نارتھ وسٹرن فرانٹیر پراونس رکھا۔ اور وہان حکومت کرنے کے لیے ایک چیف کمشنر تعنات کر دیا۔

سنہ ۱۹۰۵ء مین سکریٹری آف اسٹیٹ سے کسی بات مین تکرار ہوئی

اسلیئے لارڈ صاحب نے خود ہی استعفا پیش کیا۔

لارڈ منٹو

لارڈ منٹو سنہ ۱۹۰۵ع کے آخر مین وائسراے ہند ہوکر آئے۔ انکے عہد حکومت مین بہت سے عظیم الشان واقعات ملک مین پیش آئے۔ سب سے پہلے اونہون نے تقسیم بنگالہ جسکی ابتدا لارڈ کرزن کے زمانہ مین ہوئی تھی تکمیل کی۔ اس پر ملک مین ایک غوغا مچا۔ اور طرح طرح کے سازشین شروع ہوئین۔ بم کے گولون سے سیکڑون جانین تلف ہوئین اور اخبارون و رسالون مین طرح طرح کی باغیانہ تحریرات چھپنی شروع ہوئین۔ لہذا گورمنٹ نے مصلحتا پریس ایکٹ پاس کیا جس نے تمامی مطابع کو منع کردیا کہ وہ کوئی ایسی تحریر نہ چھاپین جس سے سلطنت سے بدظنی ٹپکے۔

سنہ ۱۹۰۹ع مین ایک کونسل اسکیم ریفارم بھی پاس ہوا جس سے طرز حکومت مین ایک نئی روح پھونکدی گئی۔

سنہ ۱۹۰۶ع مین ہز میجسٹی امیر آف کابل ہندوستان مین سیر کیلیے آئے اور سنہ ۱۹۰۸ مین ہز میجسٹی جارج پنجم نے جو اسوقت مین پرنس آف ویلز تھے ہند کو اپنے قدم بابرکت سے مشرف کیا۔ لیکن وائسراے ہند کے زمانہ حکومت مین جو سب سے جانکاہ اور پُر درد واقعہ ہوا وہ ہز لیٹ مجسٹی ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند کی اچانک موت ہے جو ۶۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ع کو ہوئی۔ اُنکے بعد ہز میجسٹی جارج پنجم نے تخت و تاج کو زینت بخشی۔

ذکر لفٹننٹ گورنر صاحبان بنگالہ

اوپر مذکور ہو چکا ہی کہ ہلیڈی صاحب پہلے لفٹنٹ گورنر بنگالے کے مقرر ہوئے
بعد انکے ۱۸۵۹ء مین سر جان پیٹر گرانٹ صاحب اس عہدے پر مامور ہوئے اور
۱۸۶۲ء تک حکمرانی کی۔ انکے عہد حکومت مین نیل ساز انگریزون کی تعدیان جو
اس مُلک کے کاشتکارون پر از حد تھین موقوف ہوئین پورب بنگالے مین
اہالیان فرنگ نے بہت دنون سے نیل کی تجارت شروع کی تھی اور بذریعہ اوسی
تجارت کے زمینداریان خرید کرکے رعایا سے بجور و تعدی نیل کی کھیتیان کرواتے
تھے۔ اس ضلع ڈھاکے مین بھی نیل کی کوٹھیان بہت تھین۔ اور کاروبار نیل کا
کثرت سے ہوتا تھا۔ چنانچہ ان نیل سازون مین پہلے مسٹر گلاس اور ڈاکٹر ولیم کی
کوٹھیان جاری تھین۔ اور مدت تک اُنکا کاروبار خوب چلا۔ بعد ازان مسٹر جے
پی وایز نے بڑی اقبالمندی اور ثروت کے ساتھ کوٹھیان جاری کین۔
اور زمینداریان خرید کرکے رعایا سے نیل تیار کرواکے خوب نفع اُٹھایا۔ اس نیل سازی
مین انگریزون کو بڑا نفع تھا۔ مگر رعایا کو اُنکی تعدی کے سبب سے بڑی اذیت تھی
انکی رعایا زیادہ حصہ مین مین نیل کی کھیتیان کرتی اور دھان وغیرہ تھوڑی سی زمین
مین بوتی تھی جس سے انکا سال بھر کا اذوقہ نہین ہوتا تھا۔

۱۸۶۲ء مین سر سیسل بیڈن صاحب لفٹنٹ گورنر ہوکر ۱۸۶۶ء تک ایالت سبل بیڈن صاحب
پر قائم رہی۔ انکے عہد حکومت یعنی ۱۸۶۴ء مین ڈھاکے مین میونسپلٹی جاری
ہوئی اور ۱۸۶۶ء مین وثائق کی رجسٹری کا آئین جاری ہوا۔ ۱۸۶۷ء

مین سر ولیم گرے صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے - اور ۱۸۷۱ء تک حکمران رہے
اُن کے وقت مین لارڈ میو نے تعلیم انگریزی کا درجہ گھٹانا چاہا تھا
مگر گرے صاحب کی سعی سے گھٹنے نہین پایا ۱۸۷۱ء مین سر جارج
کمبل صاحب — کمبل صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے - اور ۱۸۷۴ء تک فرمان روا رہے
اونکے عہد حکومت مین مسلمانون کی تعلیم کے واسطے ڈھاکہ راجشاہی اور
مردم شماری — چاٹگام مین مدرسے جاری ہوے اور ۱۸۷۲ء مین پہلے مردم شماری ہوئی
اور اسی سال مین راہ باٹ اور پل وغیرہ کی مرمت اور کہال نالے کھودوانے
کے لئے روڈ سس جاری ہوئی اور اسی عہد مین سب ڈپوٹی اور
قانون گو کا عہدہ مقرر ہوا - اور کلج و اسکولون مین جمناسٹک کی ورزش جاری ہوئی
ٹمپل صاحب — ۱۸۷۴ء مین سر ریچرڈ ٹمپل صاحب لفٹنٹ گورنر ہوے
اور ۱۸۷۷ء تک حکمران رہے اسی عہد کے ۱۸۷۶ء مین زمینداری
نام جاری — اور تعلقات کی کلکٹری مین نام جاری کرنے کا آئین جاری ہوا ۱۸۷۷ء
ایڈن صاحب — مین سر ایسلی ایڈن صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے ۱۸۸۲ء تک فرمانروا
رہے انکی عہد حکومت مین بنگالہ کے لوگ ولایت نہ جاکر تھوڑے مشاہرہ
مین سویل سرویس کا عہدہ پانے کا طریقہ نکلا اور صیغہ تعلیم مین اسسٹنٹ
انسپکٹر کا عہدہ قائم ہوا اور معلمان صیغہ تعلیم کے واسطے مشاہرے کا
گریڈ یعنے سالانہ ترقی کا قاعدہ ہوا اور بہت سے دیہات وغیرہ مین انکی دُ نے

جاری ہوے سنہ ۱۸ع مین ڈاک خانونمین منی آڈر جاری ہوا جس سے لوگونکو روپے بھیجنے مین بڑی آسانی ہوئی۔

ٹامسن صاحب

سنہ ۱۸۸۲ع مین سر ریورس ٹامس صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۸۷ع تک فرمانروا رہے اس عہد مین ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کو بہت سے اختیارات دیے گئے اور حقیت رعایا کا آئین جاری ہوا۔ سنہ ۱۸۸۷ع مین سر اسٹوڑ کالون بیلی صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے اور سنہ ۱۸۹۰ع تک حکمرانی کی۔

چارلس ایلیٹ صاحب

سنہ ۱۸۹۰ع مین سر چارلس ایلیٹ صاحب لفٹنٹ گورنر ہوے انکے عہد حکومت مین تمام سر رشتون کی درستگی پورے طور پر ہو گئی۔ اور وہ پانچ برس تک حکمران رہے۔ اور سنہ ۱۸۹۵ع مین فرصت لی۔ اور اُن کے زمانہ فرصت مین سر اے۔ پی میکڈونل صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے۔ اور تھوڑے روز تک اس عہدہ پر فرمانروا رہے۔

میکڈونل صاحب

میکنزی صاحب

سنہ ۱۸۹۵ع مین سر الیگزینڈر میکنزی صاحب لفٹنٹ گورنر ہوے۔ اور تین برس حکمرانی کر کے سنہ ۱۸۹۸ع مین انگلینڈ واپس گئے۔

وڈبرن صاحب

اُنکے بعد سر جان وڈبرن صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے لیکن سنہ ۱۹۰۲ع مین جناب موصوف نے بعارضہ ہیضہ کلکتہ مین انتقال کیا۔

اُنکے انتقال کے بعد مسٹر جی ایے بورڈی لن صاحب نے تھوڑے روز تک لفٹننٹ گورنری کا کام انجام کیا۔ اور اُنکے بعد سنہ ۱۹۰۳ء مین سر اینڈ ر و فریزر صاحب نے اس عہدے کو زینت دی۔ بورڈی لن

اندرو فریزر صاحب

انھین کے زمانہ حکومت مین تقسیم بنگالہ وقوع مین آئی اور مشرقی بنگال اور آسام کیلیے دوسرے لفٹننٹ گورنر مقرر ہوئے۔

سر بمفلوٹک فلر صاحب پہلے لفٹننٹ گورنر مشرقی بنگال اور آسام کے مقرر ہوئے جنکے بعد سر لینسی لاٹ ہیر صاحب لفٹننٹ گورنر مقرر ہوکر ہنوز فرمانروائی مین موجود ہین۔ فلر صاحب

ہیر صاحب

بہرۂ بست وسوم ذکر نائب ناظمان ڈھاکہ

بہرۂ یازدہم مین مذکور ہو چکا کہ نواب جسارت خان بعہد حکومت علی وردی خان مہابت جنگ بعد قتل حسین الدین خان کے نیابت مین ڈھاکہ کے مقرر ہوکر آئے تھے اور بتیس برس تک یہان نوابی کی۔ میر محمد جعفر خان کے وقت مین بھی انکی نوابی قایم رہی جسوقت میر محمد قاسم نے مسند ایالت بنگالہ پر جلوس کیا نواب جسارت خان کو ڈھاکے سے بلوا کر اپنی رفاقت مین رکھا جب میر قاسم نے انگریزون سے سرکشی کر کے آوارہ دشت ادبار ہوکر صوبۂ اودھ کیجانب گریز کی نواب جسارت خان اُسکی ہمراہی چھوڑ کر پٹنہ سے چلے گئے تھے صاحبان انگریز نے انکی سابق حسن


نواب حشمت جنگ بہادر

خدمتون کے باعث اُنھین پھر ڈھاکے کی نیابت مین مقرر کر کے بھیجا اور
وہ سات سال تک اُس عہدے پر قایم رہے جب سررشتہ نظامت
بنگالہ انگریزون کے ہاتھ آیا اور صاحبان انگریز نیابت مین مقرر
ہوے نواب جسارت خان کا پانچ ہزار روپیہ ماہانہ پنشن مقرر ہوا
اسوقت نواب جسارت خان بہت کبیر سن اور ضعیف ہو گئے تھے قریب
انتقال کے تھے کہ اُنہون نے اپنے بڑے نواسے سید محمد خان المخاطب بہ
نواب حشمت جنگ کو اپنی پنشن مقرر کروانے کے واسطے نواب گورنر
جنرل بہادر کی خدمت مین کہ اُسوقت لارڈ ہیسٹنگس المخاطب بہ عمادالدولہ
حلاوت جنگ بہادر تھے لکھا گورنر جنرل بہادر نے بلحاظ حسن خدمت
اور حقوق نواب جسارت خان کی بمشورت صاحبان کونسل اونکی پنشن
نواب حشمت جنگ کے نام مین بحال کی اور عزت وصولت نوابی کی جیسی کہ نواب — نواب حشمت جنگ
جسارت خان کی تھی قایم رکھی نواب حشمت جنگ حین حیات مین نواب
جسارت خان کی مسند نشین ہوے اور نواب جسارت خان نے
سنہ ۱۷۸۹ع مین انتقال کیا اور نواب حشمت جنگ نے مدت ہفت سال
مسند نشین رہکر سنہ ۱۷۹۶ع مین اس دار فانی سے نہضت عالم باقی کی کی۔
سنہ ۱۷۹۶ع کی دوم فروری مطابق سنہ ۱۲۰۲ بنگلہ بست و سوم ۲۳ ماگھ کو منظوری
نواب گورنر جنرل بہادر کے نواب نصرت جنگ المخاطب بہ انتظام الدولہ نصیرالملک — نواب نصرت جنگ

سید علیخان بہادر نصرت جنگ اپنے بھائی نواب حشمت جنگ کی جانشین ہوے اور بعہدۂ نیابت نظامت مقرر ہوئے۔ نواب نصرت جنگ نہایت زیرک اور اقبال مند تھے اپنے وقت مین بڑی رعونت اور تجمل کے ساتھ نوابی کی اُس وقت کے لوگ اُنسے بہت فیضیاب تھے امیر و فقیر ہر کس انکی ثنا خوان اور شکر گذار تھے صاحبان انگریز سے بھی نہایت اُلفت رکھتے اور اکثر انکی خاطرداریان کرتے تھے سرکار کمپنی مین بھی بڑے نیکنام تھے۔ عمایدِ شہر سب اُن کے مطیع و منقاد اور سب طرح راضی و شاکر تھے۔ نواب ناظم مرشد آباد کے یہان بھی اُنکی بڑی قدر و منزلت تھی چنانچہ اپنے چھوٹے بھائی نواب شمس الدولہ کی شادی نواب مبارک الدولہ کی لڑکی بدر النسا بیگم کے ساتھ کروائی تھی اور اس شادی مین اُنکا بڑا نام ہوا مرشد آباد جاکر زر کثیر خرچ کیا تھا اور نواب ناظم کی سرکار سے بھی بڑے بڑے عطیات اور اعلےٰ درجے کی قدر دانیان ہوئی تھین نواب نصرت جنگ نے ۳۷ سال نوابی کی وہ نہایت مہذب اور خلیق تھے۔ امیر و غریب سب سے خندہ پیشانی اور خوشدلی سے پیش آتے تھے اور فقیرون سے بہت اُلفت رکھتے تھے خطوط عربی فارسی کے عمدہ خوشخط لکھتے تھے۔ اور اکثر طلبہ کو تعلیم دست خاص سے لکھکر دیتے تھے اور ہمیشہ تسبیح و تلاوت و وظائف مین مشغول رہتے تھے ہر چند کہ مذہب انکا امامیہ تھا مگر حضرت شاہ

محمدی قدس سرہ سجادہ نشین خانقاہ دائرہ گمگ بازار سے نہایت عقیدت واخلاص رکھتے تھے جب عمر انکی ترسٹھ برس کی ہوئی تاریخ دہم ذیقعدہ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۲ء مین بعارضہ اسہال خونی اس دار فانی سے رحلت بعالم باقی کی۔

بعد انتقال نواب نصرت جنگ کے ان کا چھوٹا بھائی نواب شمس الدولہ المخاطب بہ امیر الملک شمس الدولہ سید احمد علی خان بہادر ذوالفقار جنگ نے اپنے بھائی کے جانشین ہونے کے واسطے حضور مین نواب گورنر جنرل بہادر اور اہالیان کونسل کے درخواست کی۔ مگر چونکہ وہ بعلت مقدمہ گرفتاری نواب وزیر علی والی اودھ اور دیگر راجہ گان۔ دربارۂ قتل انگریزان اور تائید مین بلوانا قوم فرنچ کے سرکار کمپنی مین بدنام ہوئے تھے۔ اور اسی مقدمہ مین بحین حیات اپنے بڑے بھائی نواب نصرت جنگ کے ڈھاکے سے قید ہوکر کلکتہ گئے تھے۔ اور سات مہینے

نواب شمس الدولہ

سلہ مرات الاخبار مین کلکتہ کے اسوقت جو تاریخ یہان سے تحریر ہوئی تھی وہ عشرۂ ذیقعدہ ۱۲۳۷ ہجری وبست ویکم ماہ جولائی ۱۸۲۲ء تھی۔ جسکی نقل ہنوز کلکٹری ڈھاکہ مین موجود ہے جو بذریعۂ صاحب کلکٹر کے بھیجی گئی تھی۔

وہان نظربند رہے۔ ہرچند کہ اس مقدمہ سے اُن کو رہائی ملی۔ مگر صاحبان انگریز انسے بدظن تھے۔ اور تفتیش حالات اور تجسس مین اُنکی کارروائیون کے رہتے تھے۔ اس لیے اُنکی درخواست نامنظور ہوئی۔ مگر اتنا ہوا۔ کہ نواب نصرت جنگ کی تنخواہ سے ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہواری اُنکی ذات کے واسطے سرکار کمپنی سے مقرر ہوا۔ اور نظامت و جاگیر و خالصہ وغیرہ سب بازیافت ہوکر حزم و دور اندیشی کی راہ سے ایک پلٹن تلنگون کی اور دو توپین ڈھاکے مین ہمیشہ رہنے کا حکم ہوا۔ ٭ نواب شمس الدولہ اپنی ناکامی اور قلت مشاہرہ کے باعث ہمیشہ مغموم اور شکستہ خاطر رہتے۔ اور لوگون سے ملاقات کم کرتے تھے۔ مبلغ معینہ سرکار

٭ سنہ ۱۸۲۲ء ۲۰ اگست تاریخ کی گورنر جنرل بہادر کی انگریزی چھٹی جو بیان کے کورٹ اپیل کے دوم جج مسٹر جی بسی ماٹر صاحب کے نام اُسوقت آئی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مبلغ چار ہزار پانسو روپیہ نواب شمس الدولہ کا مشاہرہ مقرر ہوا۔ جو انکی خود ذات اور لواحقین نواب نصرت جنگ مغفور کے خرچ کے واسطے تھا۔ اور نظامت مرشدآباد سے ایکہزار روپیہ انکی بی بی کے سبب حق دامادی بد خرچ پاتے تھے۔ اور انکی بی بی کو پانسو روپیہ خرچ پاندان کا ملتا تھا۔ مگر ہان یہ بات اسی چھٹی مین



نواب شمس الدولہ

ننکومیاں

کمپنی اور جسقدر مشاہرہ کہ نواب ناظم مرشد آباد کی سرکار سے حق دامادی ملتا تھا کل مرزا محمد علی عرف ننکو میاں کے حوالہ ہوتا تھا۔ یہ شخص سابق سے انکی سرکار کا داروغہ تھا۔ اور وہ جس وقت گرفتار ہو کر کلکتہ گئے تھے یہ شخص ہمیشہ انکے ساتھ رہا اور انواع حسن خدمات اور جان نثاری کے سبب سے اُسکو نہایت معتمد الیہ اور خیر خواہ جانتے تھے مدار المہام سارے کاموں کا کئے تھے۔ چونکہ اُس وقت سب چیزوں کی ارزانی تھی اور گھر کا سامان پورا تھا مرزا محمد علی اِس مبلغ قلیل سے

مندرج تھی۔ کہ مرشد آباد کے نائب ناظمی کا عہدہ ابالش کیا گیا۔ یہ تنخواہ پنشن کیصورت مین پائینگے اور عزت و تعظیم اور خطاب وغیرہ بطور سابق بحال رہینگے۔ دیگر فارسی چٹھی مرقومہ سیزدہم ماہ ستمبر ۱۸۲۱ء۔ خط نواب مستطاب معلی القاب اشرف الاشراف مارکوئس آف ہیسٹنگس گورنر جنرل دام اقبالہ بنام نواب شمس الدولہ جسکی اخیر عبارت یہ ہے۔ بعد دریافت جمیع حالات ماسبق دودمان و کیفیت مقدمۂ مرجوعۂ سال بدین گونہ قرار یافتہ کہ برآمد معاش اُن قدردان و باقی ماندگان نواب نصرت جنگ مرحوم و کسانیکہ متوسل و بحق نواب مرحوم بودہ باشند مبلغ چہار ہزار پانصد روپیہ بطریق ماہواری بموجب فیض مہری ان مشفق کہ الحال رئیس و بزرگ آن خاندان ہستند از کلکٹری آنجا مودی خواہد شد و مبلغ ایکہزار روپیہ کہ بہائے ذات آن مہربان و پانصد روپیہ بابت بدر النسا بیگم ہمشیرہ آن مہربان کہ از نظامت مرشد آباد مقرر و معین است۔ بدستور بحال و برقرار خواہد بود و چٹھیان ممہر کلکٹری ڈھاکہ کہ در این زمینہ موجود

بحسن تدبیر کل اخراجات سرکار کے انجام کرتا تھا۔ اور سارے لواحقین
کی تنخواہ دیتا تھا۔ تاریخ نصرت جنگی مین لکھا ہر کہ کارنمایون سے نواب
شمس الدولہ کے یہی ایک کام ہوا کہ مرزا محمد علی کی نمک حلالی اور
حسن تدبیر اسکی تعریفین نواب گورنر جنرل اور اہالیان کونسل کے
یہان لکھکر اُسکی عزت افزائی چاہی اور حسب استدعا اُن کے سرکار
کمپنی سے خطاب خان بہادر مع خلعت مرزا محمد علی کو ملا نواب شمس الدولہ نے
سنہ ۱۲۴۶ ہجری شہر ذی الحجہ مطابق سنہ ۱۸۳۲ء ایکسٹھ ۶۱ برس کی عمر مین بمرض
اسہال اس سرائے فانی سے انتقال کیا۔

نواب قمر الدولہ

بعد انتقال نواب شمس الدولہ کے انکا بیٹا نواب قمر الدولہ المخاطب بہ
قمر الدولہ شمس الملک سید جلال الدین خان بہادر منصور جنگ اپنے
والد کی جگہ مسند نشین ہوا۔ اُنکی شادی قدسیہ بیگم دختر نواب نصرت
جنگ کے ساتھ ہوئی تھی اُنکے وقت مین میر جیون کہ پہلے اصطبل
کا داروغہ تھا مدار المہام سارے امورات کا ہوا اور نواب قمر الدولہ
اُسکی لڑکی حسینی بیگم کو کہ نہایت حسینہ تھی اپنے نکاح مین لائے
تھے اسلیئے اسکی قدر و منزلت بہ نسبت اور متعلقین سرکار کے زیادہ
ہوئی اور کل کار و بار سرکار کا مالک ہوا یہ شخص محض مجہول العقل اور
خود غرض تھا انتظام امورات سرکار کی حیثیت جیسی کہ مرزا محمد علی کی تھی


نواب قمرالدولہ

اسکا عشر عشیر بھی نہین رکھتا تھا اسلیے بندوبست مین کارخانہ جات سرکار کے فتورات واقع ہوے اور نواب صاحب بہت سے مہاجنون کے قرضدار ہو گئے متعلقین سرکار اُسکی خودغرضی اور بدعملی سے نہایت تنگ ہوے خصوصاً قدسیہ بیگم زوجہ نواب صاحب کو بڑی تکلیفین پہونچین اور ہمیشہ رنج والم ہی رہا نواب قمرالدولہ دختر میر جیون حسینی بیگم کو لیکر عیش وعشرت مین مصروف رہے اور اشغال مُسکرات مین اسقدر مائل ہوے کہ آخر کو دماغی عارضون مین مبتلا ہوکر خبط الحواس ہو گئے۔

بتاریخ گیارھوین شہر ربیع الاول ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء مین پہلے قدسیہ بیگم نے انتقال کیا۔ بعد چوبیس دنکے نواب قمرالدولہ نے بھی باون برس کی عمر مین بعارضہ صداع اس خرابات فانی سے رحلت کی۔ بعد وفات نواب قمرالدولہ کے اونکے بیٹے نواب غازی الدین المخاطب نجم الدولہ قمرالملک نواب سید غازی الدین خان بہادر فیروزجنگ کہ محض کمسن تھے اپنے باپ کی جگہ مسندنشین ہوے اور چندے میر جیون کی راے اور رہنمائی پر عمل کیا۔ پہلے ہی میر مذکور نے اُنکو نوشت وخواند کا شغل موقوف کرنیکی ہدایت کی۔

نواب غازی الدین

نواب صاحب کے اُستاد میر غلام علی کو جو لڑکپن سے اُنکو تعلیم وتربیت

کرتے تھے اور نواب صاحب اُنکو بچشم ادب دیکھتے اور ڈرتے تھے حضور
مین آنے سے منع کروادیا کہتے ہین کہ میر جیون نے نواب صاحب سے کہا
کہ اب حضور مسند نشین ہوی حالت صاحبزادگی مین البتہ پڑھنے لکھنے کی ضرورت
تھی اب کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ ایک شخص کی اطاعت کرین آپ
خود مختار ہین چاہین پڑھین یا نہ پڑھین میر غلام علی کے تشدد اور تنبیہ
کرنے کا وقت نہین ہے نواب صاحب نے اِن باتون سے دیر ترہوکر
نوشت وخواند ایک قلم موقوف کردی اور میر غلام علی کو آنے سے منع کردیا۔
میر جیون نے چند جوانان اوباش منش کو نواب صاحب کی مصاحبت
مین تعین کیا۔ کہ جنکی رہنمونی سے نواب صاحب میخواری و تماش بینی وغیرہ وغیرہ اشغال نمین
مصروف ہوگئے۔ خیر خواہان قدیم سرکار نواب صاحب جو اُنکے آباواجداد کے وقت سے
اس گھر کی خیر خواہی کرتے آتے تھے نواب صاحب کو سمجھایا کہ ابھی
آپ کا مشاہرہ سرکار کمپنی سے تعین نہین ہوا ہے اور مسند نشینی کا حکم
بھی نہین آیا ہے اسوقت اسقدر لاپروائی اور عیش طلبی آپ کے
حق مین زہر قاتل ہے مناسب ہے کہ پہلے اپنی مسند نشینی اور بحالی
مشاہرہ کی تدبیر کرین چنانچہ بصلاح وصوابدید اُنکے نواب صاحب نے
آقا عبد العلی کو کہ معتمد دن سے سرکار کے تھے ساتھ لیکر اسوقت
یہان کے سشن جج کرنیل کرافٹ صاحب کے پاس گئے صاحب موصوف



Santi Press, Dacca.

کو نواب شمس الدولہ اور قمر الدولہ سے بہت الفت اور اتحاد تھا اور وہ نہایت خیر خواہ
اس خاندان کے تھے۔ اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور اخلاق مربیانہ سے پیش
آئے۔ نواب صاحب نے بہدایت آقا عبد العلی اپنی حالات بیان کئے۔ اور مستدعی
توجہات کے ہوئے۔ کرکیرافٹ صاحب نہایت رحم دل اور دوست پرست تھے۔
انکی حالت بیکسی اور یتیمی پر رحم فرماکر اور اونکے آبا و اجداد کی محبتین یاد کر کے
وعدہ کیا۔ کہ جہانتک کوشش اور تدبیر ہمسے ہوسکیگی دریغ نہین کرینگے۔ چنانچہ
صاحب موصوف نے مسٹر مٹلین صاحب کمشنر کو موافق کر کے۔ دونون بالاتفاق
نوابصاحب کے بحالی مشاہرہ سابق یعنے جسقدر کہ نواب نصرت جنگ کو ملتا تھا۔ اور
حکم مسند نشینی اور خلعت و خطاب کیواسطے گورنمنٹ مین لکھا۔ اور حسب استدعا
انکے گورنمنٹ نے حکم بحالی مشاہرہ سابق سوائے مبلغ پانسو روپیہ خرچ لنگر خانہ
کہ جسکو گورنمنٹ نے موقوف کر دیا تھا۔ اور خلعت و خطاب مرحمت فرمایا۔ کہتے ہین کہ اس
حکم کے آنے سے کرکیرافٹ صاحب نہایت خوش ہوے اور جلسہ
مسند نشینی کے دن خود صاحبان ذیشان مثل کمشنر صاحب و ڈاکٹر این
صاحب وغیرہ کو لیکر آئے اور خوشیان منائین غرض نواب غازی الدین
کو کرکیرافٹ صاحب کی سعی سے مشاہرہ ماہانہ ساڑھے چار ہزار روپیہ
سرکار کمپنی سے ملنے لگا۔ اور اُن کے بزرگون کی تعظیم و توقیر بھی ان
کے واسطے بحال ہوئی نواب صاحب نے حسب ایما کرکیرافٹ صاحب

کے پسر جیون کو حکم خانہ نشینی کا دیکر آقا عبد العلی کو امورات سرکاری کے
انجام و اہتمام کے واسطے مدار المہام اور میر محمد علی کو انکا معاون مقرر
کیا ہر چند کہ اقا عبد العلی اور میر محمد علی نے نواب صاحب کی نیک
اطواری اور امورات سرکار کے حسن انصرام مین بڑی بڑی کوششین
کین مگر کار آمد نہین ہوئین سچ ہے ؎ خوے بد در طبیعتیکہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست + نواب صاحب اُن او باش نشون
کے ساتھ جوان کے مصاحب تھے ہمیشہ صحبت میخواری اور تماش بینی
کی گرم رکھنے لگے اور طائفہ دارون اور ارباب نشاطون کو انعامات زائد از
حوصلہ دینے اور اخراجات بیجا کرنے لگے اس فضول خرچی مین زر
مشاہرہ کافی نہین ہوتا تھا قرض لیا جانے لگا اقا عبد العلی اور میر محمد علی
نے یہ رنگ دیکھکر اپنے اپنے عہدے سے مستعفی ہو کر کنارہ کشی کی پھر
تو اُن بدمعاشونکی خوب بازار گرم ہوئی اور ہر طرح کے اوباش
لوگ آکر نواب صاحب کے رفیق اور مشیر بنے اور سارا مال و اسباب
خانہ اور مشاہرہ کا روپیہ لوٹنے لگے متعلقین سرکار کو تنخواہ نہین ملتی
تھی اور لواحقین محل کو خورد و پوش کی تکلیفین ہونے لگین نواب
صاحب ہر وقت مخمور اور عیش گاہ مین مسرور رہتے اور مصاحبون نے
دست برد سے ملازمین اور متعلقین سرکار سب عاجز اور مجبور تھے عمائد شہر کہ

جن سے نوابی مجلس کی رونق تھی یہ حال دیکھکر انھون نے آمد و شد ایک قلم موقوف کردی صاحبان ذیشان یعنے کریکرافٹ صاحب اور کمشنر ٹملین صاحب کو جب یہ خبر پہنچین نہایت متاسف ہوئے اور نواب صاحب سے ملاقات کر کے پند و نصایح اور تنبیہ و تہدید کی نواب صاحب پنجہ عیاشی مین اسقدر پابند ہو گئے تھے کہ اُن صاحبون کا کہنا مطلق سودمند نہین ہوا تیلون طبعی اور بدکرداریان اُنکی اور بڑھنے لگین۔ ارزالون کو داروغگی اور میرسامانی سرکار کی دینے لگے پھر تو یہ حال ہوا کہ جو کوئی ایک عورت کو کہ جسپر آپ کی نظر پڑتی تھی حضور مین لایا وہی پیشوا ہوا اور مدارالمہام سرکار کا بن گیا نواب صاحب کم سنی کے باعث قائم مزاج نہین تھے جس عورت کو محل مین داخل کرتے تھے اوسکی حد سے زیادہ قدر و منزلت بڑھا دیتے اور اُسکے لانے والے کو بہت سا اختیار دیتے تھے پھر جب دوسری کوئی عورت مدنظر ہوتی تو پہلی عورت کو مع اُسکے لانے والے کے ذلت و خواری سے نکلوا دیتے اور نئی عورت اور اُسکے لانے والیکو عزت و توقیر اور اختیارات عطا کرتے تھے اسی طرح کتنی عورتین آئین اور نکالی گئین۔ اور اُنکے لانے والے بھی اُس چند روزہ اختیارات سے معزول کئے گئے اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کوئی کسی عورت کو لاتا تھا وہ اور وہ عورت

دونون پہلے ہی دلمین ٹھان لیتے تھے کہ جب تک بنے خوب زر کشی کرلین آخر کو تو نکالے ہی جاوینگے۔ اسلیے جہانتک ہوسکتا مال واسباب زر و زیور خوب لوٹتے تھے۔ غرض ان افعالون سے نواب صاحب کا اسباب خانہ اور زر و جواہر جو کچھ تھا سب لُٹ گیا اور ارزال مرفع حال ہوے اور ملازمین و متعلقین سرکار ذلیل و تنگ حال ہوے۔

یہ حال پُرملال دیکھکر متعلقان اور منتسبان قدیم نے مرشدآباد مین بدرالنسا بیگم زوجہ نواب شمس الدولہ کے پاس کہ دادی نواب غازی الدین کی تھین عرایض بھیجکر استدعا اُنکے آنے کی کی بیگم صاحبہ نے یہان کا حال سُنکر جذبۂ محبت سے اُس خاندان کے مجبور ہوکر ڈھاکے مین آئین اور ہرچند کہ پند و نصائح اور فکر و تدبیرین اصلاح اطوار نواب غازی الدین مین بہت کچھ کین مگر سودمند نہوئین آخر اپنے آنے سے خجل ہوکر مرشدآباد کو مراجعت کی اور اپنی سرکار کے داروغہ مولوی عبدالعلیم کو یہان کی میرسامانی مین چھوڑ گئین مولوی عبدالعلیم نے چندے سرانجام امورات سرکار اور بندوبست اخراجات مین بہت سعی اور جانفشانی کرکے کسی قدر انتظام اور تخفیف خرچ کی کی مگر اوباشون نے نواب صاحب کو ایسا اُبھارا کہ مولوی عبدالعلیم سے ناراض ہوکر اُنکو کام سے معزول کردیا اور پھر ارزال و اوباش منشون کی گرم بازاری ہوئی اور وہ جو چاہتے کرتے

اور لیتے اور ریکے بعد دیگرے بیسر سامانی کرنے لگے جب کارخانہ جات
سرکار کی از حد ابتری ہوئی اور متعلقین کا مشاہرہ یک قلم موقوف ہو گیا
تو سارے ملازم اور متعلقون نے پھر نواب بدر النسار بیگم کے یہان عرضداشت
بھیجی اونھون نے مرشد آباد سے اور نواب صاحب کی والدہ حیات النسار بیگم نے
ڈھاکے سے متواتر خطوط نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین بھیجے
اس سے اتنا ہوا کہ لاٹ صاحب نے سرکار کمپنی کی طرف سے انتظام
امورات سرکار نواب صاحب اور تقسیم مشاہرہ ملازمین اور متعلقین کیواسطے
میر افضل علی کو داروغہ مقرر کرکے بھیجا۔ میر افضل علی نے یہان آکر
انتظام امورات سرکار نواب صاحب کا اس طور پر کیا کہ مشاہرہ نواب
صاحب کا کلکٹری سے لیکر سارے ملازمین اور متعلقین کی تنخواہ اور اخراجات
سرکار دیگر کسی قدر نواب صاحب کی جیب خرچ کے لیے دیتا اور جسقدر
کہ باقی رہتا قرضداروں کو دیتا نواب صاحب چونکہ فضول خرچی کی خوگر
تھے اس بند و بست سے نہایت ناخوش رہتے۔
اتفاقاً میر افضل علی کو کسی کام کیلیے مرشد آباد جانا ہوا وہ آقا عبد العلی کو اپنی جگہ چھوڑ گیا
اور تاکید کردی کہ بدون ایماے کمشنر صاحب کے ایک فلوس
بھی نواب صاحب کو زیادہ ندے آقا عبد العلی ہمیشہ کمشنر صاحب کے
یہان جاتے اور حسب ایما اُنکے سارے کامون کو انجام کرتے اس

عرصے مین سابق کمشنر شور صاحب کی تبدیلی ہوئی اور گارڈن صاحب
یہان کے کمشنر ہوکر آئے اُنھون نے نگاہداشت کاربار سرکار نواب
صاحب کو فضول سمجھکر گورنمنٹ مین رپورٹ کی کہ مجھے انجام امورات
سرکار سے اسقدر فرصت نہین کہ انتظام امورات سرکار نواب صاحب
کی طرف توجہ کرون بہتر ہے کہ اُنکا کاروبار انہین پر چھوڑا جائے چنانچہ
یہ رپورٹ گورنمنٹ مین منظور ہوئی اور اقا عبد العلی اپنے عہدے سے
برخاست ہوئے ملازمین و متعلقین سرکار نواب صاحب پھر ذلت مین پڑے اور ارزال
بدکردارون کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھانے لگے چندروز مین اوباشون
کی لوٹ مار سے نواب صاحب کو بھی خرچ کی تنگی ہوئی۔ تب میر محمد اسمعیل کو کہ پیشتر بھی ایکبار
میر سامانی مین مقرر ہوے تھے بلوا کر داروغہ مقرر کیا یہ اخیر داروغہ
ہین کہ جنکے سبب سے نسل اس خاندان کا ایکبار بیخ و بنیاد سے منقطع اور نام و
نشان منہدم ہوگیا میر اسمعیل چونکہ کار آزمودہ اور نواب صاحب
کا مزاج دان تھا بسہولت سارا کام انجام دیا اور ملازمان و متعلقان
سرکار کو بھی کسی قدر مشاہرہ دینے لگا اس مین نواب صاحب
کی تلون طبعی کے باعث میر اسمعیل چندروز کے واسطے معزول
ہوئے اور منشی عنایت علی کہ میر منشی سرکار کے تھے داروغہ
مقرر ہوے مگر اُن سے عہدہ برای نہین ہوسکی آخر پھر میر اسمعیل

کو اُس عہدے پر بحال کیا اس مرتبہ میسر مذکور نواب صاحب کی مرضی
کے مطابق عمل کرنے لگا اور اصراف بیجا حد سے زیادہ ہونے لگے۔
اس لیے انتظام امور سرکار مین نہایت ابتری ہونے لگی اور ملازمین
و متعلقین کا مشاہرہ ایک قلم موقوف ہو گیا ناچار اُن لوگون نے مرشدآباد
مین نواب صاحب کی دادی بدرالنسار بیگم کے پاس بھر عرضیان
بھیجین اور اُنکے لکھنے سے گورنمنٹ کی طرف سے چشم نمائی نواب
صاحب پر ہوئی مگر کچھ کارآمد نہین ہوا اور وہ اپنی حرکات بیجا سے
باز نہین آئے آخر ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۲ع ماہ اگست نواب صاحب
نے بعارضہ سانجروصرع اٹھائیس برس کی عمر مین اس عالم فانی سے
سرائے جاو دانی مین رحلت کی۔

نواب غازی الدین بعد انتقال نواب قمرالدولہ کے نو برس اور پانچ مہینے
مسند نشین رہے۔ اُنکے انتقال کے بعد تحقیقات ہوئی کہ انکی نسل سے کوئی اولاد ہے
یا نہین نواب صاحب کی والدہ حیات النسار بیگم نے اظہار کیا کہ
مسماۃ امیرالنسا ممتوعۂ نواب صاحب چار مہینے کے حمل سے ہے
مگر صاحبان انگریز کو یہ بات یقین نہین ہوئی کیونکہ میر اسمعیل داروغۂ
سرکار نواب صاحب کی زبانی معلوم کر چکے تھے کہ نواب صاحب کے کوئی منکوحہ
یا ممتوعہ کسی طرف سے کوئی اولاد نہین ہے اور نہ کوئی حمل سے ہے اسلیئے

یہان کے صاحبان انگریز نے نواب صاحب کی کوئی اولاد اور وارث نہین رہنے کی حالت گورنمنٹ مین لکھی گورنمنٹ نے مشاہرہ نواب صاحب کا ضبط کر کے صرف کئی ایک مستورات محل کے واسطے کچھ پنشن مقرر کی نواب صاحب کی والدہ کی بھی پنشن مقرر ہوئی اُنھون نے نواب غازی الدین کی ممتوعہ کے حمل کا حال بدر النسار بیگم کو لکھا بیگم صاحبہ نے اس عورت کو اپنے یہان مرشد آباد مین بلوالیا جب اوسکے لڑکا پیدا ہوا بہ حفاظت تمام پرورش کرنے لگین اور بحالی مشاہرہ نواب غازی الدین کے بارے مین بھی کوشش کی مگر وہ لڑکا سن بلوغ کے قریب پہونچکر انتقال کرگیا اور امید قیام نوابی ڈھاکہ ایک قلم منقطع ہوگئی۔

بہرۂ بست وچہارم در ذکر اولیائے کرام ڈھاکہ

حضرت شاہ علی بغدادی قدس سرہ کس زمانہ مین یہان آئے بخوبی معلوم نہین ہوتا ہے مگر قدیم لوگون سے سُنا گیا ہے کہ سلطنت اسلامیہ کے قبل چالیس اولیا بنگالے مین آئے تھے اُنمین سے شاہ علی بغدادی قدس سرہ ڈھاکہ مین اور شاہ جلال قدس سرہ نے سلہٹ مین اقامت اختیار کی باقی اولیاؤن کا حال معلوم نہین کہ کون صاحب کدھر گئے اور کہان کہان قیام فرمایا شاہ علی بغدادی قدس سرہ کا مزار شہر سے تخمیناً آٹھ دس میل کے پچھم شاہ علی بغدادی

کیجانب مابین میرپور اور بگین باڑی کے واقع ہے اور بڑا عالیشان گنبد دار مقبرہ ہے اور اسکے پائین مین وسیع زمین و تالاب اور مکانات ہین ہر سال برسات کے دنون مین ڈھاکہ و اطراف ڈھاکے سے سیکڑون کشتیان حاجتمندون کی آتی ہین اور ہزارون لوگ وہان زیارت کے لیے جاتے ہین اور بڑا مجمع ہوتا ہے۔ مزار شریف کے کتابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۹۸۵ھ مین یہان تشریف لائے اور اس جگہ پہلے ایک مسجد تھی اوس مین مقیم رہے اور بعد ازان وہین مدفون بھی ہوئے جس کا سارا بیان بہرۂ بست و نہم ذکر عمارات قدیم مین لکھا جائے گا۔

شاہ جلال

حضرت شاہ جلال دکھنی قدس سرہ۔ حضرت ملک پیر اور حضرت نعمت اللہ بت شکن کے مزار شہر کے اندر پرانی پلٹن کی سرحد کے پورب

شاہ نعمت اللہ

اور اُتر الگ الگ واقع ہین یہ حضرت کس زمانہ مین یہان تشریف لائے اور کب رحلت فرمائی کچھ اُنکا حال معلوم نہین ہوا حضرت شاہ جلال دکھنی کا مزار گنبد دار بنا ہوا ہے اور حضرت شاہ نعمت اللہ بُت شکن اور حضرت

شاہ ملک پیر

شاہ ملک پیر کے مزار کھلے ہوئے ہین حضرت شاہ نعمت اللہ بُت شکن کے مزار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور ایک سہ گنبدی مسجد بھی بنی ہوئی ہے جس مین لوگ ہنوز نماز پڑھتے ہین اور بھی بہت سی پکی قبرین اُس احاطے مین ہین حضرت شاہ ملک پیر کے مزار کو دو بڑ کے درختون کی جڑون نے ایسا

گھیرا ہے۔ کہ قدرتی دیواریں بن گئی ہیں۔

شاہ پیر جنگلی

حضرت شاہ پیر جنگلی صاحب قدس سرہٗ کا مزار شہر کے اوتر پورب سمت کو کچھ فاصلہ پر ایک جنگل مین واقع ہے۔ کہتے ہین کہ یہ حضرت مع گھوڑا وہان مدفون ہوئے ہین۔ صورت قبر کی صرف ایک مٹی کی دیوار جیسے ایک شخص گھوڑے پر سوار نظر آتی ہے۔ یہان بھی اکثر لوگ زیارت کو آتے ہین۔

شاہ لنگر

حضرت شاہ لنگر صاحب قدس سرہٗ کا مزار سُنار گانو مین واقع ہے یہ مزار بھی قدیم پختہ بنا ہوا ہے۔ اور ستون سنگی لگے ہوئے ہین جسکے ایک ستون سے ہمیشہ پانی ٹپکتا ہے۔ یہ بھی بڑے صاحب کمال درویش مشہور تھے۔ اور انکی بہت سی تصرفات لوگوں مین مشہور ہین۔

شاہ عبدالرحیم شہید

حضرت شاہ عبدالرحیم شہید رحمتہ اللہ کا مزار شہر کے اندر محلۂ میدان میان صاحب مین واقع ہے اور یہ محلہ انھین کے نام سے مشہور ہے یہ حضرت جسوقت اس شہر مین تشریف لائے۔ یہ محض بالکل ویران میدان تھا آپ کے آنے سے آباد ہوا یہان کے لوگ آپ کو میان صاحب کہتے تھے اسلیے اس محلے کا نام میدان میان صاحب ہوا انکو کسی دیوانے نے شہید کیا تھا اُسوقت عمر شریف آپکی چوراسی برس کی تھی۔ نقشبندی طریقہ رکھتے تھے آپ کے انتقال کی تاریخ مین اختلاف ہے اس خانوادہ کی ایک بیاض مین لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے حضرت

حقایق وارشادپناہ قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین شہید فی سبیل اللہ حضرت صوفی شاہ عبدالرحیم نقشبندی قدس سرہ ہفتم شعبان ۱۲۵۰ھ ہجری مابین عصر و مغرب ہفت زخم شمشیر نشتر بر بدن شریف ایشان از دست دیوانہ رسیدہ بود یکماہ وسہ روز صاحب فراش بودند و نہم ماہ رمضان المبارک شب پنجشنبہ اول وقت عشا انتقال فرمودند و بتاریخ دہم رمضان مدفون گشتند۔

قطعہ تاریخ

مزار شاہ دین عبدالرحیم است	پُر از فیض خداوند کریم است
زہے روشن دلِ صاحب سکینہ	اثر میداشت از سینہ بسینہ
ز اوصافش کرامت منجلی بود	چرا پنہان کنم بیشک ولی بود

سنِ تدفین از روئے وفائے
دہم رمضان بود آمد ندائے
۱۲۵۰ھ

انکے مزار شریف مین کوئی کتابہ لکھا ہوا نہین ہے انکے بعد اُنکے بھتیجے شاہ نجم الدین قدس سرہ سجادہ نشین اسی خانوادہ کے ہوے اور اس شہر مین یہ پہلا صوفی خانوادہ ہے بعد شاہ نجم الدین کے اُنکے بیٹے شاہ بدیع الدین قدس اللہ سرہ سجادہ نشین ہوے وہ بظاہر عالم و

نہایت کمال پیدا کیا تھا اُنکو دولت دینی و دنیاوی دونو حاصل تھین انکی بڑی بڑی کراماتین لوگون مین مذکور ہین اُنھون نے امیری کے ساتھ فقیری کی اہالیان شہر کیا امیر کیا غریب اُسوقت کے نواب صاحب تک سب اُنکے معتقد تھے اور ارادت دلی رکھتے تھے آپ کو تقویٰ کی بڑی پابندی تھی کسی وقت بے وضو نہین رہتے تھے اور نہ کوئی انکی مجلس مین بے وضو جا سکتا تھا آپ صایم الدہر بھی تھے بہت سے عالم فاضل حافظ اور مشایخ آپ کے یہان ہمیشہ رہتے تھے ہر شخص کے واسطے مکان علیحدہ تھا دن کو سب کا کھانا خوانون مین سجا کر اُنکے مکانون مین بھیجا جاتا تھا شب کو سب آپکے دسترخوان کے شریک ہوتے تھے اقسام طرح کا امیرانہ کھانا تیار ہوتا تھا اور سب تناول کرتے تھے۔ آپ صرف دال روٹی یا ساگ روٹی یا دال خشکہ یا ساگ خشکہ بس یہی تناول فرماتے تھے دوسری کوئی چیز نہین چھوتے داد دہش بہی امیرانہ تھی سیکڑون مساکین پرورش پاتے تھے اور مسافرون کی بڑی قدر کرتے تھے۔

صوفی

حضرت صوفی محمد دایم قدس اللہ سرہ جنکا مزار شہر کے پچھم حصے محلہ آعظم پورہ مین واقع ہے اور انہین سے یہ صوفی خانوادہ آعظم پورے کا قایم ہوا ہے بڑے صاحب کمال شخص تھے اُنکے بعد حضرت شاہ لقیت اللہ قدس سرہ سجادہ نشین اس خانوادہ کے ہوئے

فاضل اور بباطن عارف کامل تھے اُن سے خلایق کو فیوضات دینی و دنیوی دونون حاصل تھے۔ بعدہٗ انکے تیسرے بیٹے شاہ نصیر الدین سجادہ نشین ہوے انکے بعد انکے بھائی شاہ قمر الدین سجادہ نشین رہے۔ اور بعد ازان انکے نواسے صوفی سید عبد اللہ بالاتفاق اہالیان شہر و نواب صاحب ڈھاکہ کے سجادہ نشین ہوے جو ہنوز قایم اور اس خانوادہ کے چشم و چراغ ہین۔

شاہ نوری

حضرت شاہ نوری قدس اللہ سرہٗ کا مزار شہر کے اوتر سمت مگ بازار مین واقع ہے یہ حضرت شاہ باگو دیوان قدس سرہٗ کے مرید تھے جو اپنے مرشد کے حکم سے ڈھاکے مین آکر مگ بازار مین کہ اُسوقت ایک ویرانہ بستی تھی سکونت پذیر ہوے تھے انکے آنے سے وہ جگہ آباد اور ایک بڑی بستی ہوگئی اور استانہ شریف کے مکانات و مسجد وغیرہ تعمیر ہوئے آپ کی بڑی بڑی کرامتین مشہور ہین (تفرقات ہے) بڑے صاحب کمال عارف باللہ تھے انکی وفات کی تاریخ کسی شاعر نے لکھی ہے۔

رباعی

صد حیف کہ شہ نوری از ملک فنا بگذشت	بر تربت او یارب باران کرم بادا
از رحلت او ہاتف از غیب چنین گفتہ	آرام گہ روحش گلزار ارم بادا

شاہ محمدی

اُنکے بیٹے حضرت شاہ محمدی قدس سرہٗ نے علم عرفان مین

یہ بڑے عارف کامل اور صوفی صاحب دل تھے اُنھون نے بھی امیری کے ساتھ فقیری کی چاٹگام نواکھالی اور کمرلہ کے اکثر اشخاص آپکے مُرید تھے انکے بعد اونکے لڑکے شاہ صوفی ولی اللہ قدس سرہ اس خانوادہ کے سجادہ نشین ہوئے اُنھون نے حج کے واسطے مکہ معظمہ جاکر وہین انتقال فرمایا۔ اُنکے چھیرے بھائی حضرت شاہ صوفی وجیہہ اللہ قدس سرہٗ بڑے صاحب کمال و فاضل عدیم المثال تھے وہ بھی زیارت حرمین شریفین کو تشریف لیگیے اور وہین قالب تہی کیا اسوقت دائرہ شریف اعظم پورے مین حضرت شاہ صوفی ولی اللہ قدس سرہٗ کے لڑکے حضرت شاہ صوفی خلیل اللہ صاحب سجادہ نشین ہین۔

حضرت قاضی صاحب

حضرت شاہ مسعود عرف قاضی صاحب کا مزار شہر کے پورب سمت تقریباً ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے یہ مزار بھی قدیم زمانے کا بنا ہوا اوپر سے کھُلا ہوا ہے احاطے مین پختہ مکان اور بھی بنے ہوئے تھے جو اسوقت نہایت شکست حالت مین ہین نواب احسن اللہ بہادر نے کسیقدر مرمت کرادی ہے یہ بھی بڑے صاحب کمال شخص مشہور تھے اس مزار پر بھی اکثر شہر کے لوگ عورت و مرد برسات کے دنون مین کشتیون پر جاتے ہین اور خوب مجمع ہوتا ہے کہتے ہین کہ یہ حضرت بغداد کے قاضی اور بڑے عالم شخص تھے۔

مستان شاہ

حضرت مستان شاہ قدس سرہ جنکی قبر فرید آباد مین پل آہنی کے پورب پار سڑک کے پچھم طرف واقع ہے یہ بھی ایک باکمال مجذوب شخص تھے اور بہت سے مریض آپ سے فیضیاب ہوتے تھے۔

گونگا شاہ

حضرت گونگا شاہ قدس سرہٗ انکا زمانہ تخمیناً پچاس سال سے کچھ زاید ہوا اب بھی بہت سے لوگ ہین جنھون نے انکو دیکھا ہے۔ معلوم نہین یہ حضرت کہان سے تشریف لائے تھے اور کہان کے باشندے تھے کسی سے بات نہین کرتے تھے اور نہ نام اُنکا کوئی جانتا تھا بات نہ کرنے کی وجہ سے لوگ انکو گونگا شاہ کہتے تھے فرید آباد مین پوست گولہ کی پرانی ایک مسجد مین آپ رہتے تھے نہ کسی سے بولتے تھے نہ کسی سے کچھ لیتے تھے بڑے صاحب کمال مجذوب شخص تھے مرزا غلام پیر مرحوم کے بیان سے ہر روز کھانا آتا تھا اگر جی مین آیا تو کسی روز دو ایک لقمہ تناول کرلئے نہین تو جو کھانا لیکر آتا تھا سب کھانا اپنے گھر لیجاتا تھا سن شریف اُنکا قریب اسّی برس کے ہوا تھا۔ اُسی مسجد مین انتقال فرمایا اور مزار شریف اُسی مسجد کے صحن مین ہے۔ جو ہنوز گونگا شاہ کا مزار مشہور ہے۔

شاہ ابراہیم دانشمند

سُنار گانون مین حضرت شاہ ابراہیم دانشمند قدس سرہٗ ایک بڑے صاحب کمال شخص گذرے ہین۔ جنکا مزار ہنوز نگرہ پاڑے مین

جسکواسوقت صاحب باڑی کہتے ہین۔ موجود ہے حضرت شاہ ابراہیم
دانشمند کے اس مقام مین آنے اور رہنے کا حال یون بیان کرتے
ہین کہ مگرہ پاڑے مین ایک دیو رہتا تھا جسکا نام مگرا تھا اور یہ بستی اسیکے
نام سے مشہور تھی وہ اپنے تابعین بہت سے دیوون کے ساتھ اس
مقام مین رہتا تھا کسی بنی نوع انسان کو یہان آنے کی مجال نہین تھی
اسلام کے ابتداے زمانے مین اکثر بادشاہون نے اسپر حملے کئے
مگر کامیاب نہین ہو سکے اخر سلطان فتح شاہ کے عہد مین شاہ ابراہیم
دانشمند بغداد سے یہان آئے اور اپنی کرامات کے زور سے اُس
دیو کو مار کر اُس جگہ کو دیوون کے قبضے سے چھوڑایا۔ فتح شاہ نے
اُس سرزمین کو اپنا دارالسلطنت بنایا اور اپنی لڑکی کو حضرت شاہ
ابراہیم دانشمند کے نکاح مین دیا ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا
نام شیخ محمد رکھا اور اُسکا لڑکا خوندکار محمد یوسف جو مشہور خوندکار صاحب
سُنارگانون کے تھے جنکا مزار ہنوز وہان مشہور ہے اور انکی اولاد
ابتک وہان موجود ہے۔

بہرۂ بست و پنجم ۲۵ ذکر عمایدہ ورؤسا قدیم ڈھاکہ

آقا صادق

عہد صوبہ داری مین اس شہر کی عمایدسے آقا صادق ایک بڑے

متمول اور نامور شخص تھے جنکے نام سے محلہ بازار آقا صادق مشہور ہے۔
مکان اُنکا اسی محلہ مین تھا اسوقت اُسکا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف
بڑے بڑے تین اندارے جو اُس مکان کے احاطے کے اندر تھے موجود
ہین اُن اندارون کے فاصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے احاطے کا مکان تھا
گویا محلۂ بازار آقا صادق تمام اس احاطے کے اندر تھا ایک مقبرہ بھی اسی محلے
مین ابتک آقا صادق کے نام کا ہے جو شہر کا بڑا مشہور گورستان ہے۔
اور ہزارون مُردے اسمین مدفون ہین۔ یہ تحقیق معلوم نہین کہ یہ شخص کس
زمانے اور کسکے عہد صوبہ داری مین یہان آکر مسکن گزین ہوئے تھے۔ قدیم
لوگون سے سُنا گیا ہے کہ عہد صوبہ داری مین سلطان شجاع کے آقا صادق
اس شہر مین آکر مقیم ہوے تھے یہ شخص ایرانی تھے اور تجارت کے ذریعہ
سے کل کائنات اپنی پیدا کی تھی۔ اُنکا بھائی آقا مسیح بھی اس شہر مین نامور امیر
تھا کہ جسکے نام سے محلہ ڈیوڑہی آقا مسیح کی مشہور ہے۔

محمد مقیم

محمد مقیم جسنے ۱۰۷۴؁ ہجری مین ایک کٹرہ اس شہر کے چوک کے
پورب سمت بنوایا تھا جو بنام مقیم کا کٹرہ مشہور تھا اسوقت وہ منہدم ہوکر وہان مولوی
کا بازار لبتا ہے یہ شخص عہد صوبہ داری مین نواب احتشام الدولہ شہامت
جنگ داماد علی وردی خان مہابت جنگ کے نوار یکادار وغہ تھا اور مکان اُسکا
میدان پرانی پلٹن کے دکھن جانب واقع تھا اسوقت اُسکے مکان کا کوئی نشان

باقی نہین ہے صرف دو تالاب جو اُسکے مکان کے باہر اور اندر کے قطعون
مین تھے موجود ہین بڑا تالاب جو پچھم دکھن طرف میدان پلٹن کے بنام بازار گارد کا
تالاب مشہور ہے اُسکے مکان کے باہر حصے کا تالاب تھا۔ اور دوسرا تالاب جو میدان پلٹن کی
پورب دکھن جانب واقع ہے زنانہ محل کا تالاب تھا۔ جو اسوقت احاطہ مکان نواب صاحب ڈھاکہ کی اندر آگیا ہے

مشہور ہے کہ محمد مقیم بڑے متمول شخص تھے۔ انکے صرف ایک لڑکا
اور ایک لڑکی تھی لڑکے کے واسطے روزانہ ہزار روپیہ خرچ کے لئے
ایک سو بیس ۱۲۰ برس عمر کی حساب سے نقد جمع کر دیا گیا تھا۔ قدرت
خدا سے اُس لڑکے کے کان مین ایک مرض ایسا پیدا ہوا کہ جب تک
اسکے کان کے سامنے زر بفت کپڑے تاش مشجر اور کمخواب کے تھان
قینچی سے کترے جاتے تھے وہ آرام سے رہتا تھا نہین تو بیچین ہو جاتا
تھا چنانچہ شب و روز ہزارون روپے کے بیش قیمت کپڑون کے تھان اُسکے
کان کے سامنے پرزے اُڑائے جاتے تھے آخر تا بکے چند سال مین
وہ سب دولت صرف ہو گئی اب درخت کے پتے کترنے کی نوبت پڑی
جب سارا مکان او اثاث البیت بھی جاتا رہا اور گدائی کی نوبت پہنچی
تو وہ بیماری بھی جاتی رہی۔

محمد مقیم کی لڑکی جسکے واسطے وہ روزانہ پانسو ۵۰۰ روپیہ خرچ کے
حساب سے ایک سو بیس ۱۲۰ برس کا نقد روپیہ رکھ گیا تھا دیوانی نکلی اس کا

یہ شوق ہوا کہ زنانہ مکان مین جو تالاب تھا ہر روز اسکے کنارے جاکر بیٹھتی اور ایک ایک زیور بدن سے اُتار کر پانی مین ڈالتی تھی زیور کو مچھلی کیطرح ہلتے ہوے پانی کے نیچے جاتے دیکھکر نہایت خوش ہوتی تھی اور تمام بدن کر زیورات اسی طرح تالاب مین ڈالتی تھی۔ دوسرے روز پھر نیا زیور پہنکر آتی اور اُسیطرح پانی مین ڈالتی یہان تک کہ جو کچھ اُسکا نقد و جنس مال و اسباب تھا سب اسی تماشے مین صرف ہوگیا آخر جب کچھ نرہا ہوش مین آئی اور چند روز مین بہ تکلیف راہی ملک عدم ہوئی۔

شیخ عنایت اللہ

شیخ عنایت اللہ زمیندار پرگنۂ جلال پور جسکی زمینداری اسوقت ڈھاکہ فرید پور اور بریسال تین ضلعون مین تقسیم ہوگئی ہے یہ شخص بھی عہد صوبہ داری مین بڑا دولت مند اور صاحب حشمت زمیندار تھا جسکی زمینداری کا صدر خزانہ سالانہ نولاکھ ننانوے ہزار نوسو نو روپیہ سرکار مین ادا ہوتا تھا اُسکا بیٹا شیخ مطیع اللہ نواب جسارت خان کے ہمعصر تھا۔ قدیم لوگون سے سُنا گیا ہے کہ شیخ عنایت اللہ بڑا شوقین اور عیاش شخص تھا ایک نہایت عمدہ رنگ محل بنوایا تھا جسمین بہت سی حسین عورتون کو لباس فاخرہ اور عمدہ زیورات سے آراستہ کرکے رکھتا تھا۔

اُن عورتون مین سے ایک عورت کے حسن و جمال کا شہرہ سُنکر

اسوقت کا صوبہ دار جو ملقب بہ فوجدار تھا عاشق ہوا۔ شیخ صاحب سے اور اُس سے دوستی تھی ایک روز شب کو اسنے شیخ صاحب کی دعوت کی اور اپنے مکان مین ناچ رنگ کی محفل کر کے دیر تک انکو تماشہ دیکھایا اور بڑی خاطرداری سے پیش آیا جب رات زائد ہوئی شیخ صاحب رخصت ہوکر اپنے گھر چلے راہ مین فوجدار کے مسلح سپاہیون نے جو اُس کام کیلیئے متعین تھے اُنکو گھیر لیا شیخ صاحب پالکی پر سوار تھے سپاہیون نے حملہ کر کے انکو زخمی کیا وہ زخمون سے چور اور خون سے تر مکان پر پہونچتے ہی بیچارے مر گئے۔ شیخ صاحب کے انتقال کے دوسرے روز فوجدار نے اس عورت کے واسطے سواری بھیجی اور پیغام بھیجا کہ تمھارا چاہنے والا تو اب نہین رہا اب وہان رہکر کیا راحت ہوگی یہان تمھاری سب طرح کی قدر اور خاطرداری کی جائیگی بہتر ہے کہ چلی آؤ۔

اس عورت کو فوجدار کی اس حرکت سے نہایت رنج ہوا اُسنے انگشتری کے ہیرے کو کوٹ کر شربت مین ڈالا اور پی کر سوار ہوئی فوجدار کے محل تک پہُنچنے کی بھی نوبت نہوئی کہ رستے ہی مین تمام ہوگئی جب سواری پہُنچی فوجدار نے خود سواری کھولکر دیکھا تو وہ مردہ تھی یہ دیکھکر وہ اپنی حرکت پر بہت نادم ہوا۔

شیخ عنایت اللہ کا مکان محلہ اسلام پور کمُھار ٹولی مین لب دریا

واقع تھا اور کُل محلہ کمھارٹولی اسکے مکان کے احاطے کے اندر تھا
فرانسیس کی کوٹھی جسکو خواجہ علیم اللہ مغفور نے خرید کی تھی یہی مکان شیخ
عنایت اللہ کا رنگ محل تھا جسکو اسکے بیٹے شیخ مطیع اللہ نے فرانسیس کے
ہاتھ فروخت کیا تھا اسوقت اسکے مکان کا کوئی نشان باقی نہین ہے
اسکے مکان کی زمین پر نواب سر عبد الغنی بہادر کا بنایا ہوا احسن منزل
نامی عالیشان مکان واقع ہے۔ فرانسیس کی کوٹھی کی بھی شکل بہت
بدل گئی ہے اب وہ کوٹھی توڑکر وہان نواب صاحب کا زنانہ محل تعمیر
ہوا ہے۔ نواب صاحب کے اصطبل کے صحن ہین شیخ عنایت اللہ کا
گنبد دار ایک مقبرہ تھا جو چند سال ہوے کہ منہدم ہوگیا۔

میر علی نقی خان

میر علی نقی خان اس شہر مین ایک نامی زمیندار اور بڑا فیاض
شخص تھا جسکے نام سے محلہ ڈیوڑھی علی نقی خان مشہور ہے معلوم نہین
یہ شخص کس خاندان سے تھا تاریخ بنگالہ سے اتنا دریافت ہوتا ہے۔
کہ وہ حسین قلیخان نائب ڈھاکہ کے وقت مین یہان تھا اور حسین
قلیخان کے بھتیجے حسین الدین خان کے قتل کے زمانے مین وہ یہانکا
شہر آمین تھا۔ جسنے بعد قتل حسین الدین خان کے اسکے قاتل محمد صادق
کو گرفتار کرنے کے لیے اپنے ہمراہ چند اشخاص شہر کے اور افواج لیکر
قلعہ پر تاخت کی تھی۔

مرزا فضل علی

آقا مرزا فضل علی یہ بھی اس شہر مین ایک نامور اور متمول شخص تھے جنکے نام سے بازار آقا فضل علی مشہور ہے معلوم نہین یہ شخص کس زمانے مین اور کس عہد حکومت مین تھے۔

آقا نواب

آقا نواب یہ بھی ایک نامی زمیندار تھے جنکے نام سے محلہ ڈیوڑھی آقا نواب مشہور ہے اس ڈیوڑھی کا کسی قدر آثار ہنوز باقی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محلہ بالکل اُنکا مکان تھا۔

ابوسعید

ابوسعید یہ شخص بھی اس شہر کے نامی زمیندارون مین بڑے ذی عزت اور صاحب حوصلہ تھے جسکے نام سے محلہ آل ابوسعید مشہور ہے اور بابو بازار کی مسجد اُنکی تعمیر کی ہوئی ہے اور اس مسجد کے صحن مین اُنکا گنبد دار مقبرہ بھی بنا ہوا ہے۔

مرزا امنا

مرزا امنا یہ شخص نواب ابراہیم خان فتح جنگ کے زمانے مین بہت بڑے متمول اور مشہور شخص تھے اُنکی شہ زوری کی نقل پہلوانان ڈھاکہ کے بیان مین لکھی گئی ہے محلہ مرزا منا کی ڈیوڑھی اُنھین کے نام سے مشہور ہے اس محلے مین اُنکا بڑا عالیشان مکان تھا جسکا کوئی نشان اسوقت باقی نہین ہے۔

بہرۂ بست و ششم ذکر رؤسائے ہمعصر نواب نصرت جنگ بہادر از تاریخ نصرت جنگی

میر اشرف علی

نواب نصرت جنگ بہادر کی معصر امرا اور زمیندارون مین میر اشرف علی بڑے نامور اور باحشمت زمیندار تھے جنکی زمینداری ضلع پٹنہ کے متعلق پرگنہ بردہ کھاد مین بیس ہزار روپیہ ہوار آمدنی کی تھی مکان اُنکا رمنہ کے قریب محلہ پھول بڑیہ مین تھا جسمین بڑی بڑی عالیشان عمارتین تھین اسوقت اُسکا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف ایک مقبرہ ہے جسمین چند پکی قبرین ہین۔ انکے دو لڑکے سید علی مہدی خان بہادر اور سید علیحسن یا علی حسن خان بہادر تھے ان دونون کو سرکار کمپنی سے خطاب خان بہادری کا ملا تھا۔ میر اشرف علی نے رنگون کی پہلی لڑائی مین سرکاری فوج کی رسد وغیرہ کے بارے مین بڑی تائید کی تھی اور لاکھون روپے دیئے تھے اسلیئے سرکار کمپنی سے انکے لڑکون کو خطاب خان بہادر کا عطا ہوا تھا میر اشرف علی اپنے وقت کے بڑے ذی عزت اور صاحب حوصلہ شخص تھے سیکڑون آدمی انکی سرکار مین پرورش پاتے تھے اور داد و دہش بھی اعلےٰ درجہ کی تھی انکی زمینداری انکے لڑکون کی حین حیات مین سرکاری مالگذاری باقی رہنے کے سبب سے نیلام ہوگئی۔ سید علی حسن خان دریا مین غرق ہوکر مر گئے سید علی مہدی خان کے نام مین کچھ بچ کا تعلقہ تھا اُسکی آمدنی سے انھون نے خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کی انکے دو بیٹے سید امیر الدین حیدر اور سید اسد الدین حیدر تھے۔ سید اسد الدین حیدر کے دو بیٹے

ایک سید محمود جو فارسی کے بڑے ادیب اور نامی شاعر تھے اور دوسرے

نواب سید محمد

سید محمد - جو مدت دراز تک ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر رہے - اور نہایت خوبی سے اپنے کار منصبی کو انجام دیا - جسکے عوض مین گورنمنٹ سے ۲۶ - جون سنہ ۱۹۰۲ء کو خان بہادر کا خطاب ملا - اور ۲۸ - جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو انسپکٹر جنرل رجسٹریشن بنگال مقرر ہوے - یکم جنوری سنہ ۱۹۰۹ء کو نوابی کا معزز خطاب عطا ہوا - آپ بہت بڑے لائق و فائق بلکہ فخر ڈھاکہ ہین -

میر نواب

میر نواب زمیندار پرگنہ عبداللہ پور اور اٹیہ جنکی ماہواری آمدنی تین ہزار روپے کی تھی - ہر چند کہ آمدنی کم تھی مگر بڑے صاحب حوصلہ شخص تھے - انکا امام بارہ اس شہر مین لاثانی تھا - محرم مین بڑی طعام داری کیساتھ مجلسین ہوتی تھین - اور مکان بھی عالیشان اور آراستہ تھا - اسوقت اُسکا کوئی نشان اور نہ کوئی اولاد انکی باقی ہے زمینداری اُنکی منشی گنج کے علاقہ مین تھی جو اسوقت رام سرکار کے ورثا کے قبضے مین ہے -

مرزا محمد کاظم

مرزا محمد کاظم خان بھی زمیندار پرگنہ بردہ کھادکی تھے - آمدنی انکی ماہواری قریب تین ہزار روپے کی تھی جس سال نواب نصرت جنگ بہادر کا انتقال ہوا اُسی سال وہ بھی مانک گنج کے قریب کشتی سے دریا مین گر کر راہی مُلک عدم ہوئے - ہر چند کہ تجسس کیگئی اور دریا مین جال ڈلوا کر کئی روز تک تلاش کیا - مگر نعش نہین ملی - انکے لڑکے مرزا محمد خان نامی زمیندار و رئیس اس شہر کے تھے - مکان انکا محلہ ڈیوڑھی بچھارام مین ہنوز قائم ہے - انکے لڑکے مرزا محمد جعفر خان کچھ مجنون الطبع تھے - انکی اولاد ابتک

ہین مگروہ امارت باقی نہین ہے۔

میر عطاء الرحیم

میر عطاء الرحیم زمیندار پرگنہ بلیائی آمدنی انکی ماہواری دو ہزار روپے کی تھی۔ بڑے زمیندار پرہیزگار اور متقی شخص تھے گم بازار کے حضرت شاہ محمدی قدس اللہ سرہٗ کے مُرید و نمین تھے۔ اولاد مین انکی کوئی نہین رہا اور مکان بےنشان ہوگیا۔ اُنکی زمینداری اسوقت بلیائی کے ساہوکار ذیکے قبضہ مین ہے۔ اور بہت سے شریک ہین۔ آمدنی زمینداری کی اسوقت اسقدر بڑھی ہے کہ ہر شریک کو دو تین ہزار روپے کی ماہواری آمد ہے۔

مرزا حسن علی

مرزا حسن علی زمیندار پرگنہ مجلس پور وغیرہ کے تھے آمدنی انکی ماہواری دو ہزار روپیہ کی تھی بڑے وضعدار متشرع اور کفایت شعار تھے انکا مکان نہایت عالیشان پُرانے نخاس مین تھا اُنکے بیٹے مرزا لطیف حسین نے محلہ تالاب میر عیدہ مین مکان بنوا کر سکونت اختیار کی تھی سابق مکان اپنے چچا مرزا زین الدین حسین کے واسطے چھوڑ دیا تھا اُنکی اولاد کے ورثا ہنوز موجود ہین مگر وہ ثروت اب نہین ہے۔

مرزا حیدر علی

مرزا حیدر علی زمیندار پرگنہ پھلواری علاقہ ضلع باقر گنج کے نامی زمیندارون مین اس شہر کے تھے انکا مکان محلہ بیگم بازار مین بڑی شان و شوکت کا تھا انکا امام باڑہ بھی مشہور ہے اور محرم کی مجلسون کا بڑا نام تھا انکی کوئی اولاد نہین تھی اُنکے چھوٹے بھائی مرزا مہدی نے مالک ہو کر بہر حال اپنا وقت ناموری کے ساتھ گذارا اونکے بیٹے مرزا فتح علی کے بعد مکانات

وزمینداری بالکل جاتی رہی۔

راجہ پرسورام — راجہ پرسورام اصل زاد بوم اُنکی ضلع تپرہ ہی۔ اور راجہ تپرہ کی قرابت دار تھے انکا مکان ہنوز موجود ہے اور محلہ راجہ کی ڈیوڑھی انھین کی ڈیوڑھی کے نام سے مشہور ہے نواب نصرت جنگ بہادر کے دربار مین اُنکی بڑی قدر ومنزلت تھی اولاد اُنکی اب تک ہے مگر وہ ثروت اور جاہ وحشمت نہین ہے۔

بھیکن لال ٹھاکر — بھیکن لال ٹھاکر قوم کا گوڑ برہمن بعہدہ دیوانی تجارت کمپنی انگریزون کی اس شہر مین آکر بڑی ہوشیاری اور خیرخواہی کے ساتھ اپنے عہدے کے کامون کو انجام کرکے سرکار کمپنی مین بہت نیکنام ہوے تھے مشاہرہ اُنکا ماہواری ایک ہزار روپیہ تھا۔ بڑے فقیر دوست اور سادھومنش شخص تھے ہمیشہ فقرا ساڈھوُن اور مہنتون کی خدمت کیا کرتے تھے اُنکا مکان محلہ بھیکن ٹھاکر کی بازار مین جو اُنکے نام سے مشہور ہے ہنوز موجود ہے انکی زمینداری نراین گنج اور چربخت بلی وغیرہ ہے۔ یہ ایک ٹھاکر بنام لکھی نراین جو کسی مہنت نے دیا تھا اپنے مکان مین رکھکر اُسکی پرستش کرتے تھے اور اپنی کل جائداد ومکان وزمینداری وغیرہ اُسی ٹھاکر کے نام مین ہبہ کرکے خود شیوک اور منیجر کی طور پر زمینداری وغیرہ کا کام کرتے تھے۔ نراین گنج اُسی ٹھاکر کے نام سے نام زد ہے بعد اسکے اُنکی اولاد نے بھی اُسی طور پر شیوک اور

منیجر رہکر سب کام انجام دیا کیسکو ملک کے انتقال کا اختیار نہین تھا چنانچہ منوز
اسی طرح پر سب کار و بار زمینداری کے جاری ہین۔
مشہور ہے کہ جسوقت برہما کی پہلی لڑائی میں انگریزون کو ہزیمت
ہوئی تھی یہ خبر آئی کہ برہما اور ارکانی فوج ڈھاکے کیطرف آرہی ہے اس خبر
کے سنتے ہی صاحبان انگریز شہر چھوڑ کر کلکتہ کی طرف چلے گئے اور لاکھون
روپے کا مال تجارت اور کئی لاکھ روپے نقد جو سرکار کمپنی کی تجارتی کوٹھی
مین موجود تھے یہین چھوڑ گئے بھیکن لال ٹھاکر نے بہت سے کوئین
کھدواکر وہ سب مال اور نقد روپے دفن کروا دئے۔ برہما اور
ارکانی فوج اس طرف نہین آئی وہ خبر صرف ایک افواہ تھی شہری
بلوائی بدمعاشون نے اکثر جگہ لوٹ تاراج مچائی تھی مگر سرکاری کوئی
نقصان نہین ہوا تھا جب شہر مین امن ہو گئی اور صاحبان انگریز شہر
مین واپس آئے اور سرکاری کوٹھی کو خالی پایا بہت ہراسان ہوے
دیوان بھیکن لال ٹھاکر نے سبکی تشفی کی اور سب گڑا ہوا مال اور
روپیہ نکلوا کر حوالہ کیا صاحبان انگریز نہایت خوش ہوے اور اُس کی
خیرخواہی کا حال صدر مین لکھا اور منہ مانگا انعام دینے کا حکم منگوا لیا
اور بھیکن لال ٹھاکر سے کہا کہ تمھاری خیرخواہی اور نیک نیتی سے سرکار
کمپنی نہایت خوش ہوئی اور تمکو تمھاری خواہش کے مطابق انعام دینے

کا حکم دیا ہے۔

بھیکن لال ٹھاکر نے سُنکر یہ کہا کہ اگر سرکار کی یہی مرضی اور عنایت کی نظر ہے تو مین دو چیز چاہتا ہون ایک یہ کہ مین ضعیف اور پنشن کے لائق ہو گیا ہون مجھے جو پنشن ملنے والی ہے وہ میرے ٹھاکر لکھی نراین کے نام مین جب تک وہ رہین ملا کرے میری حیات پر منحصر نہو دوسرے یہ کہ جو کچھ ملک اور زمینداری میری ہے وہ سب ٹھاکر جی کے نام مین سنے لکھدیا ہے اُسکی مالگذاری معاف کرکے لاخراج کردی جاے۔ صاحبان انگریز یہ بات سُنکر بہت ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ کیا انعام مانگتے ہو ایسی کوئی چیز چاہو کہ جس سے تم اور تمھاری اولاد امیر ہو جائین۔ اِسنے کہا کہ میری اور کوئی خواہش نہین ہے۔ اگر سرکار کو انعام دینا منظور رہے تو بس جو مین چاہتا ہون وہ مجھے ملے صاحبان انگریز نے افسوس کے ساتھ اُسکی درخواست صدر مین بھیجی اور منظوری کا حکم آگیا۔ حقیقت مین وہ بڑا دانشمند اور دور اندیش شخص تھا جو کچھ کر گیا ہے منہوز وہ قائم ہے ہزار روپیہ سکہ مشاہرہ کا نصف پانسو چھیاسٹھ روپیہ کمپنی ماہواری ابتک سرکار سے لکھی نراین ٹھاکر جی کو ملتا ہے اور سرکاری مالگذاری بھی معاف ہے جو کچھ روپیہ تحصیل ہوتا ہے سب ٹھاکر کا ہے۔ زمینداری کی آمدنی بھی ماہواری ہزار روپیہ سے زاید ہے اسکی

اولاد بعد اخراجات ٹھاکر شیوہ سب کے مالک ہین اسکا بیٹا گوپال پرشاد
بابو بڑا شوقین صاحب حوصلہ شخص تھا اگلے نواب صاحبان ڈھاکہ کے
دربار مین اسکی بڑی عزت تھی اسکا لڑکا کشن پرشاد عرف راجہ بابو نے
عیاشی اور قمار بازی مین بہت روپیہ اُڑا دیا اور ٹھاکر کی زمینداری
کی اکثر جائداد مقرری لکھکر بہت روپیہ لیا اس لیے آمدنی سابق سے
کم ہوگئی ہے اُسکی کوئی اولاد نہین رہی ایک متبنے لڑکا جو اسکی جورو نے
پالا تھا اسوقت مالک اور خوش حال ہے۔

دیوان رام دولال

دیوان رام دولال یہ شخص بھیکن لال ٹھاکر کے قبل کمپنی کی
تجارتی کوٹھی کا دیوان اور اپنے وقت مین بڑا نامی متمول شخص تھا
اسکے مکان کا کوئی نشان نہین ہے صرف ایک باغ اور تالاب محلہ
واری مین انگریزی گورستان کے اتر جانب ہنوز موجود اور اسکے
نام سے مشہور ہے اسوقت وہ باغ نہین ہے صرف زمین اور تالاب
ہے اسکی بہت سی زمین انگریزی گورستان کے اندر لے لی گئی ہے
جس سے گورستان کی وسعت دونی ہوگئی ہے۔

شیخ غلام نبی

شیخ غلام نبی زمیندار پرگنہ ٹورہ علاقہ ضلع تپسرہ انکی زمینداری
کی سالانہ آمدنی قریب لاکھ روپے کے تھی انکا مکان اس شہر کے
محلہ بنگلہ بازار مین ہنوز موجود ہے جسکے ساتھ ایک بڑا اتر پولیسہ

بنام شیخ غلام نبی کا ترپولیہ قائم اور مشہور ہے وہ دیوان رام دولال کے
ہمعصر تھے اور انکی زمینداری اسی دیوان کی توجہ سے خرید ہوئی تھی
نواب جسارت خان کے وقت مین یہ ایک نامی زمیندار تھے اُنکے
چار لڑکے شیخ غلام علی شیخ غلام مصطفےٰ شیخ غلام محمد اور شیخ غلام رسول
تھے بعد انتقال شیخ غلام نبی کے چارون بھائی جُدا جُدا ہو گئے
شیخ غلام محمد نے محلہ سنگت ٹولہ مین پرنکیس کی کوٹھی خرید کر کے اور
اسکے شامل اور مکانات اور باغ بنوا کر سکونت اختیار کی شیخ غلام رسول
نے بھی اسی محلہ سنکت ٹولے مین ایک عالیشان مکان تیار کر کے
بود و باش اختیار کی شیخ غلام مصطفےٰ نے محلہ اکرام پور مین میانصاحب
کے میدان کے قریب ایک مکان تعمیر کرا کے اقامت گزین ہوے
شیخ غلام علی جو سب بھائیون مین بڑے تھے اپنے والد کے قدیم مکان
مین رہے شیخ غلام علی لاولد تھے انکی بی بی نے اپنی بہن کا لڑکا
شیخ تصدق علی عرف پھکو میان کو پرورش کر کے کل املاک کا مالک
کر دیا اور اسی محلہ بنگلہ بازار مین شیخ غلام نبی کے مکان کے قریب ایک
نیا مکان اور مسجد بنوا دی جسمین وہ اپنی حیات تک رہے اُنکے دو لڑکے
احمد علی اور لطف علی تھے احمد علی کچھ عیاش نکلا اور جوانی مین لاولد انتقال
کیا۔ لطف علی اپنے بھائی کی بی بی کو نکاح مین لا کر کل املاک کا مالک

ہوا۔ اسکو زمینداری کے کاروبار مین چندان دخل نہین تھا اور طبیعت مین راحت طلبی تھی سب کام کارپردازون پر چھوڑ دیا چند روز مین بہت روپے کا مقروض ہو کر زمینداری اور مکان وغیرہ برباد کر کے راہ عدم کی اختیار کی۔

شیخ غلام محمد

شیخ غلام محمد عرف منگل میان اپنے وقت مین اچھے زمیندار تھے جنھون نے نراین گنج کے محاذی لکھیا ندی کے پورب پار قدم رسول کی درگاہ کا نقارخانہ اور گھاٹ بنوایا اور ہر سال ربیع الاول کے مہینے مین وہان بڑی طعام داری غربا و مساکین اور اہل شہر و دیہات کی کیا کرتے تھے۔ وہ بھی لاولد تھے اُنکے انتقال کے بعد انکی بی بی نے ایک بڑی مسجد اُنکے مکان کے دکھن طرف بنوائی اور کسی سیدزادے کو بجاے فرزند کے پرورش کر کے اور غلام احمد نام رکھکر کل املاک کا مالک کر دیا بعد انتقال غلام احمد کے اسکا لڑکا غلام امجد مالک ہوا جسکی اولاد محلہ سنگت ٹولے مین شیخ غلام محمد عرف منگل میان کے مکان مین ہنوز رہتے ہین۔ مگر زمینداری وغیرہ سب جاتی رہی ہے،

شیخ غلام مصطفے

شیخ غلام مصطفےٰ کی صرف ایک لڑکی تھی جسکو حاجی جان نامی زمیندار نے جنکا مکان محلہ امام گنج مین تھا شادی کی تھی اُنکے بھی اولاد نہین تھی اُنکی بی بی نے ایک لڑکی پالی تھی اُسکو اپنی زمینداری

وغیرہ ہبہ کردی تھی جو ہنوز اُنکے وارثون کے ارث مین ہے۔

شیخ غلام رسول

شیخ غلام رسول کی بھی ایک ہی لڑکی تھی جسکی عظیم آباد کے نامی حکیم میر حیدر بخش سے شادی ہوئی تھی حکیم حیدر بخش بہت قابل اور حکیم حاذق تھے نواب شمس الدولہ کی سرکار کے حکیم تھے اور بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے اُنکے بھی اولاد کوئی نہین تھی حکیم صاحب کے انتقال کے بعد انکی بی بی سے ضلع تپرہ کے باشندے مولوی عبد العلیم وکیل عدالت دیوانی شہر ڈھاکہ نے نکاح کرکے کل املاک کے مالک ہوے تھے اُنکے انتقال کے بعد انکے ورثا یہان کا مکان فروخت کرکے ضلع تپرہ اپنے مورث کے وطن مین چلے گئے زمینداری کا کسیقدر حصہ ہنوز اُنکے قبضے مین ہے۔

شیخ محمد جان

شیخ محمد جان عرف میان جان میان یہ شخص بھی اس شہر مین ایک نامی زمیندار تھے اُنھون نے تجارت کے ذریعہ سے اچھی دولت حاصل کرکے پرگنہ ٹورہ وغیرہ کا حصہ خرید کیا تھا۔ مکان انکا محلہ سنگت ٹولے مین تھا اپنے وقت کے نامی زمیندارون مین تھے کشیدہ کا کاروبار بھی جاری تھا مکان نہایت عمدہ بنوایا تھا انکے لڑکے شیخ محمد عارف بڑے لائق اور عربی فارسی کی اچھی حیثیت رکھتے تھے مگ بازار کے حضرت شاہ محمدی قدس سرہ کے مُریدون مین تھے انکی بڑی

لڑکی کو مؤلف کے والد ماجد منشی سبحان علی ابن منشی وارث علی جن کے بزرگوار عظیم آباد کے مولانا ابوالمعالی کی اولاد تھے شادی کی تھی جو والدہ ماجدہ مؤلف کی تھین مؤلف کے جد امجد منشی وارث علی بذریعہ تجارت اس شہر مین آکر نواب نصرت جنگ بہادر کے استاد حافظ زین الدین کی لڑکی سے شادی کی تھی جنکی بطن سے مؤلف کے والد ماجد تولد ہوے تھے حافظ زین الدین بڑے عالم اور حافظہ قرآن تھے نواب جسارت خان کے دربار مین اُنکی بڑی توقیر تھی انکے نواسے نواب حشمت جنگ اور نواب نصرت جنگ کی اتالیقی مین ماموز تھے انکا مکان محلہ لعل باغ مین شایستہ خانی قلعہ کے قریب تھا۔ اُنکے کوئی لڑکا نہین تھا۔ مؤلف کے جد امجد اسی مکان مین رہتے۔ مؤلف کے والد ماجد نے شیخ محمد عارف کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ (بسبب نہونے کوئی لڑکے کے شیخ صاحب نے بآرزو داماد کو اپنے یہان رکھا) وہین بود و باش اختیار کی اور انکے کل کائنات کے مالک ہوے۔ بعد انتقال شیخ محمد عارف کے انکی دوسری لڑکی کی شادی اس شہر کے فوجداری عدالت کے محرر منشی سید نور علی سے ہوئی اور ملک وغیرہ تقسیم ہو گئی۔

ہندوستانی لالہ

اس شہر مین سابق ناظمونکی عملداری مین بہت سی ہندو لالہ ہندوستان

کے اکثر شہرون سے یہان آکر بسے تھے اور اکثر صراف مہاجن اور تجارت پیشہ تھے کاروبار کے ذریعہ سے بہت کچھ کمایا اُن مین بعض نے زمینداری خرید کی تھی اور ناظمون کے دربار مین رسائی پیدا کر کے ناموری حاصل کی اور رؤسار شہر کے شامل ہوگئے تھے۔ انکی اولاد مین بابو برج رون۔ لالہ کرت چند جو مسلمان ہوے تھے نامی زمیندار تھے اور نواب نصرت جنگ بہادر کے دربار مین انکی بڑی عزت تھی بابو برج رون کے کوئی اولاد نہین تھی بابو منرجیت سنگھ اُنکے متبنّیٰ تھے زمینداری اُنکی ضلع باقرگنج کے متعلق اچھی آمدنی کی تھی اسوقت اِن کے نواسے کی اولاد ہین کسیقدر زمینداری بھی ہے انکا مکان بخشی بازار محلہ مین ہنوز موجود ہے۔

بہرۂ بست و ہفتم ذکر رؤسار ڈھاکہ جو بعد نواب نصرت جنگ بہادر کے اس شہر مین تھے اور جنکی اولاد ہنوز موجود ہین

مرزا غلام پیر اس شہر کے خاندانی زمیندارون مین بڑے نامور ذی شعور اولوالعزم اور قدیم زمیندار ابوسعید کے نواسے تھے ان کے والد مرزا جان بہت راحت طلب اور خلوت پسند تھے۔ زمینداری کاروبار مین زیادہ تر توجہ نہین کرتے تھے اسلئے زمینداری کی آمدنی بہت کم مرزا غلام پیر



Santi Press, Dacca.

ہوگئی تھی بعد انتقال مرزا جان کے اُنکے لڑکے مرزا غلام پیر نے اپنی زیرکی اور اُلوالعزمی سے زمینداری کی آمدنی کی ترقی دی اور بڑے بڑے مکان بنوائے۔ کار خیر مین بہت روپے صرف کئے غربا پروری اور مسافر نوازی مین بڑی ناموری پیدا کی بڑے امیرانہ طور سے اپنا وقت گذارا اور ۱۲۸۳ء مین اس دار فانی سے رحلت کی بریسال کے مولوی محمد فاضل نے وفات کی تاریخ لکھی ہے۔

تاریخ

شد ڈھاکہ بے فروغ چو مرزا غلام پیر	رفت از جہان بگلشن فردوس دلپذیر
فاضل شنید و از سر افسوس واہ گفت	سال وفات اسم شریفش غلام پیر

سنہ ۱۲۸۳ ہجری

اُنکا لڑکا محمد مرزا عیاش طبیعت اور آرام طلب ہوا۔ شراب خواری اور عیش و عشرت مین سب زمینداری اور مکانات اور کل کائنات چند سال مین برباد کردی اور بجال زار کلکتے مین چندے رہکر جان بحق تسلیم ہوے اور اپنے بزرگوار کا نام و نشان کو مٹا گئے انکا لڑکا احمد مرزا اسوقت سلامت ہے مگر حالت اچھی نہین ہے۔

دار وغہ امیر الدین دار وغہ امیر الدین علاقہ ضلع تبرہ کے موضع رتن پور کے باشندے تھے۔ سرکاری نوکری کے ذریعہ سے بہت کچھ سرمایہ فراہم کیا تھا اور ضلع تپرہ

مین بڑی زمینداری پیدا کرلی تھی اور اس شہر کے محلۂ بابو بازار مین لبِ دریا ایک بہت خوبصورت مکان اور مسجد تعمیر کرکے بڑی ناموری کے ساتھ رہتے تھے۔ اُنکے دو لڑکے تھے۔ ایک منشی دلاور علی دوسرے منشی یوسف علی اور دو لڑکیان تھین ایک موضع سرایل کے دیوان نور علی اور دوسرے کی مولوی وزیر علی سے شادی ہوئی تھی بعد انتقال داروغہ امیر الدین کے اُنکی اولاد سب خوشحال تھی منشی دلاور علی لاولد گذرے منشی یوسف علی کے بیٹے منشی غلام مولیٰ تھے۔ جنکے وقت مین بالکل زمینداری رہن ہوکر برباد ہوگئی دیوان نور علی اور مولوی وزیر علی کی اولاد ین ہنوز سلامت ہین اور اُنکی کسیقدر زمینداری باقی ہے جسکی آمدنی سے خوشحال ہین۔

میر محب علی

میر محب علی اس شہر مین ایک نامی اور خوشحال زمیندار تھے اُنکے کوئی لڑکا نہ تھا۔ لڑکیان تھین جو زمینداری کی مالک ہوئین۔ انکا مکان محلۂ ساپخی پان دریبے مین تھا اب اُنکی اولاد مین کوئی نہین ہے۔ زمینداری و مکان وغیرہ بھی نہین رہا۔ اُنکے داماد منشی فیض علی نے اپنا وقت ایک طرح اچھا گذارا انکی اولاد کو جو کچھ ارث ملا تھا برباد کرکے تباہ حال ہوگئے۔

منشی عنایت علی

منشی عنایت علی بھی اس شہر مین نامی زمیندار اور بڑے لائق اور مہذب شخص تھے عربی اور فارسی کی اچھی لیاقت رکھتے تھے انکے والد منشی عبد السبحان ڈھاکہ مین کورٹ اپیل کے سررشتہ دار تھے مکان انکا محلہ

سانچی پان دریبہ مین ہنوز موجود ہے اُنکی کوئی اولاد نہین ہے اسوقت انکی بی بی مالک ہین منشی عنایت علی کی رحلت سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین ہوئی تھی بریسال کے مولوی محمد فاضل نے انکی وفات کی تاریخ لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

بمرد آہ منشی عنایت علی	شناسائے سرِ خفی و جلی
پس از وے بدہا کہ نماندہ کسے	کہ رائیش کُند مشکلی منجلی
دلِ فاضل از آتشِ غم بسوخت	کہ مُرد آن چنان متقی و ولی
بگفت از پئے سال ترحیل اُو	بمُرد آہ منشی عنایت علی

سنہ ۱۲۹۳ ہجری

مولوی عبد العلی

مولوی عبد العلی یہ شخص اس ضلع کی بہت بڑے نامی زمینداروں میں تھے انکے والد مولوی برکت اللہ خان بھی بڑے نامی گرامی شخص تھے اُنکی زمینداری اس ضلع کے متعلق تھانہ نواب گنج۔ مانک گنج۔ اور ہری رام پور مین اور ضلع پبنہ کے متعلق محکمہ سراج گنج مین تھی۔ آمدنی زمینداری کی تخمیناً پانچ چھ ہزار روپے ماہواری کی تھی مولوی عبد العلی ذرا تنگ دل اور سخت گیر تھے۔ زمینداری مین انکا بڑا رعب تھا جس سے آمدنی کی بہت ترقی ہوئی تھی اصل مکان اُنکا تھانہ ہری رام پور

کے علاقہ موضع نیا باڑی مین تھا ڈھاکے مین چوک کے قریب بٹیل کی
گلی مین بھی ایک مکان تھا جسمین وہ اکثر رہا کرتے تھے۔ ڈھاکے کا
مولوی بازار جہان کسی زمانے مین مقیم کا کٹرہ تھا اُنھین کا بسایا ہوا
اور اُنھین کے نام سے مشہور ہے۔ انکا پہلا لڑکا مولوی واحد علی
اُنکی عین حیات ہی مین راہی ملک عدم ہوا تھا۔ بعد انتقال مولوی عبدلعلی
کے اُنکی دوسری بی بی امیر النسار خاتون اور اس لڑکے کی بیوہ سے
تنازع ہو کر بہت سے مقدمات عدالت اور فوجداری مین دائر ہونے
کی وجہ سے زمینداری اور ملکیت کو سخت نقصان پہونچا۔ آخر جسقدر ملکیت
رہا اُنکی بی بی امیر النسار خاتون اور انکا دوسرا لڑکا عبد الحی اُسکے
مالک ہوئے جو ہنوز متصرف ہین۔

راجہ کالی نراین

راجہ کالی نراین راے پرگنہ بھوال وغیرہ کے زمیندار تھے
یہ زمینداری اُنکو اپنے والد گولک نراین راے سے ارث ملی تھی۔
یہ لوگ قوم کے برہمن اور قدیم زمیندار تھے مکان اُنکا پرگنہ بھوال کے
جیدیب پور مین واقع ہے راجہ کالی نراین راے بہت زیرک اور
صاحب حوصلہ شخص تھے اُنھون نے اپنی زمینداری کو بہت ترقی دیکر
اچھی آمدنی پیدا کی تھی اور کار خیر مین بہت کچھ صرف کرتے تھے سرکار
بہادر کو زر کثیر نذر دیکر راجہ کا معزز خطاب حاصل کیا تھا۔ اپنے یہان

ایک مکان صاحبان انگریز کی مہمانداری کے لئے آراستہ کر رکھا تھا جسمین جمیع اسباب مہمانداری کا موجود رہتا تھا صاحبان انگریز اکثر شکار کھیلنے کے لیے بھوال کے جنگلون مین جاتے اور اُنکے مہمان ہوتے تھے اُنھون نے ایک آہنی پُل ٹونگی ندی پر سابق پُل کے قریب بنوایا ہے جس سے لوگون کو آمد شد مین بہت بڑی آسانی ہوتی ہے راجہ کالی نراین نے اپنا وقت بہت ناموری کے ساتھ گذارا اُنکے لڑکے راجہ راجندر نراین راے کو بھی سرکار سے راجہ کا خطاب ملا تھا اگرچہ وہ ذی شعور اور مخیر مزاج تھے مگر نہایت راحت طلب اور عیش پسند بھی تھے اور زمینداری کا سارا کاروبار منیجر کے حوالے کردیا تھا۔ اُنھون نے عین جوانی مین انتقال کیا اور اسوقت اُنکے دو لڑکے نابالغ کُل کائنات کے مالک ہین۔

جیون کشن راے

جیون کشن راے ہندو زمیندارون مین اس شہر کے بڑا نامی اور صاحب حوصلہ شخص تھا۔ زمینداری کی آمدنی بھی اچھی تھی امیرانہ طور سے رہتا تھا اُسنے نواب نصرت جنگ بہادر اور نواب شمس الدولہ کے دربار مین اپنی رسائی اور عزت پیدا کی تھی اور سرکار کمپنی مین بھی اسکی قدر تھی حاکمان انگریز اُسکی توقیر کرتے تھے مکان اُسکا محلہ فراش گنج کے متعلق دال بازار مین ہنوز موجود ہے دیبی پوجے

مین بڑا جلسہ ہوتا تھا۔ عمایدِ شہر سب رونق افروز ہوتے تھے اُسکی کوئی اولاد نہین تھی اُسکے بھائی کی اولاد اسوقت زمینداری اور مکانات کے مالک ہین اور سب خوش حال ہین۔

متھرا موہن

اس شہر کے ساہوکارون مین متھرا موہن فوطہ دار ایک بڑا دھنی شخص تھا ڈھاکہ کلکتہ مرشد آباد اور پٹنے مین اسکا مہاجنی کاروبار جاری تھا اور بہت سی زمینداری بھی خرید کی تھی مکان اسکا محلۂ فراشگنج کے متعلق سنہری محل مین واقع ہے۔ لاکھون روپے کا سرمایہ کاروبار اور زمینداری سے حاصل کیا تھا کار خیر مین ہزارون روپیہ صرف کیا کاشی و بندرابن مین مکانات بنوائے اور بہت کچھ خیرات کی مدمین صرف کیا اس شہر مین بھی غربا اور مساکین کے واسطے خیرات خانہ جاری تھا اُسکے دو بیٹے تھے گولک فوطہ دار اور سروپ چندر داس۔ گولک فوطہ دار کا بیٹا۔ مدھوسودن داس عرف مدھو بابو نے بہت بڑی ناموری اور حاکمان وقت کے یہان قدر و منزلت حاصل کی تھی اُسکے لڑکون مین موہنی موہن داس نے عیاشی مین بہت سا روپیہ برباد کیا تھا اسکی اور اُسکے بھائیون کی کوئی اولاد نہین رہی صرف سب سے چھوٹے بھائی کا ایک نابالغ لڑکا ہے بابو سروپ چندر داس کے تین لڑکے بابو سوناتن داس بابو روپلال داس اور بابو رگھوناتھ داس ہنوز سلامت ہین یہ لوگ بہت صاحب شعور اور

دانشمند ہین زمینداری اور کاروبار مین اچھی ترقی کی ہے اور حکام کے یہان بھی بڑی قدر ہے۔

آقا غلام علی عرف آغاجان

آقا غلام علی عرف آغاجان زمینداران ڈھاکہ مین بڑے نامور اور ذی عزت شخص تھے اُنکی زمینداری اطراف ڈھاکے مین اچھی آمدنی کی تھی اپنے وقت کے بڑے صاحب حوصلہ اور مہذب شخص تھے اُنکے والد حاجی شمس الدین ایرانی تھے نواب شمس الدولہ بہادر کے مدار المہام مرزا محمد علی خان عرف ننکو میان کی لڑکی سے آقا غلام علی نے شادی کی تھی چونکہ مرزا محمد علی خان کا کوئی لڑکا نہین تھا اسلیئے انکی بی بی حور النساء خانم نے اُنکی لڑکی کو آقا غلام علی کو شادی کرکے کل زمینداری اور مکان وغیرہ کا اُنکو مالک کردیا تھا اس شہر کے محلہ امام گنج مین نواب شمس الدولہ کا مکان جو مرزا محمد علی خان کو نواب صاحب دے گئے تھے اُسی مکان مین آقا غلام علی امیرانہ طور سے رہتے تھے بہت سے ایرانی مغل ہمیشہ اُن کی صحبت اور رفاقت مین رہا کرتے تھے سب کی طرفداری اور سب طرح خاطرداری کرتے تھے انکا کوئی لڑکا نہین تھا انکی دوسری بی بی اور لڑکیان کل زمینداری وغیرہ کی مالک ہوئین جنکے ورثا اسوقت مالک ہین۔

میر نجف علی

میر نجف علی سابق نوابی خاندان کے شخص تھے زمینداری

انکی اگرچہ زیادہ آمدنی کی نہین تھی مگر خوشحال تھے مکان اُنکا بھی محلۂ امام گنج مین تھا علم و لیاقت کے سوا حرفہ اور صنعت مین بھی بہت دست قدرت رکھتے تھے اور اسکا بڑا شوق تھا درودگری زرگری آہنگری اور مہرکنی وغیرہ کا بہت سا کام جانتے تھے اور عمدہ عمدہ چیزین بناتے تھے اپنے مکان کو اپنی دست کاری کی چیزون سے سجا تھا انکا لڑکا میر شجاعت علی نہایت مجہول الطبیعت اور بدشوق تھا۔ اُسکو کبوتر بازی۔ مُرغ بازی۔ مینڈھے اور بیل کی لڑائی وغیرہ کا نہایت شوق تھا۔ اسمین اپنی کل کائنات برباد کردیا اور اپنے بزرگوار کا نام ونشان مٹا کر راہی مُلک عدم ہوگیا۔

میر محمد تقی

میر محمد تقی نے ایران سے یہان آکر بذریعہ تجارت اچھی دولت حاصل کرکے زمینداری خرید کی تھی اور ناموری کے ساتھ امیرانہ طور سے رہتے تھے مکان انکا محلۂ نلگوسلے مین ہنوز موجود ہے محرم کی مجلسین بڑے رونق سے ہوتی تھین اُنکے دو لڑکے تھے سید جان اور سید محمد باقر سید جان نے بعد انتقال میر محمد تقی کے اپنے والد کی کائنات پر قابض مستقیم ہوکر کلُ امورات بدستور اپنے والد کے انصرام کرکے عین جوانی مین انتقال کیا۔ سید محمد باقر بذریعہ تجارت شام اور ایران وغیرہ کی سیر کرکے پھر ڈھاکے مین آئے

اور اپنے والد کی جائداد پر قائم ہوئے۔ اُنکو فارسی کی اچھی لیاقت ہے اور
اچھے شاعر ہین۔

مسلمان حکام وغیرہ عہدہ داران ڈھاکہ

میر عباس علی خان

مسلمان حاکمون مین اس شہر کے مولوی میر عباس علی خان بہادر صدر الصدور جو یہان کے سابق صدر امین اعلیٰ اور بڑے نامور اور اعلیٰ درجہ کے حاکم تھے انکا اصل وطن ضلع فریدپور مین تھا خاندانی سید اور بڑے شان وشکوت کے حاکم تھے اور نہایت عدل وانصاف کے ساتھ مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے حکام ہائی کورٹ کے نزدیک انکی لیاقت اور معاملہ فہمی کی بڑی قدر تھی اور سرکار گورنمنٹ مین بہت نیکنام تھے اُنکا مکان ارمنی ٹولہ مین تھا اور امیرانہ طور سے رہتے تھے اُنکی انتقال کی بعد اُنکے ورثا اس مکان کو فروخت کر کے ضلع فریدپور کے قدیم مکان مین چلے گئے اور وہان کی معاش سے خوشحال ہین یہان کا مکان اسوقت جج کورٹ کے وکیل بابو انند راے کے دخل مین ہے جسکو از سر نو اُنھون نے تعمیر کرا کے نہایت خوشنما بنالیا ہے۔

مولوی محمد ناظم خان

مولوی محمد ناظم خان بہادر بھی اس شہر کے صدر امین اعلےٰ اور بڑے عالم اور قابل شخص تھے اُنکی بھی جزرسی معاملہ فہمی۔ اور عدل و انصاف کا بڑا شہرہ ہے بڑے عالی دماغ۔ زیرک۔ اور نیکنام۔ حاکم تھے اُنکا مکان محلہ بچھارام کی ڈیوڑھی مین ہنوز قائم ہے جسمین انکے ورثا رہتے ہین

اُنھون نے کچھ زمینداری بھی خرید کی تھی اور چند قطعہ مکان اسی محلہ مین اپنے مکان کے قریب بنوائے تھے جسکی آمدنی سے اُنکے ورثا ہنوز خوشحال ہین۔

مولوی جلال الدین

مولوی جلال الدین احمد اس شہر کے شہر قاضی اور بڑے عالم و فاضل بے بدل اور حکیم حاذق تھے اصل وطن اُنکا ضلع سلہٹ مین تھا اس شہر مین بعد تحصیل علوم کے سرکار بہادر کیطرف سے شہر قاضی کا عہدہ پاکر یہین متیم ہوئے سابق مین شہر قاضی کا عہدہ بڑا جلیل القدر منصب تھا اور مشاہرہ بھی کثیر ملتا تھا اہالیان شہر اور نواب صاحب بھی اُنکی قدر کرتے تھے اور بڑے فیاض اور غربا پرور بھی تھے سیکڑون مریضونکو ہر روز مفت دوا دیتے اور سب طرح سے خبرگیری کرتے تھے اور عیدین کی نماز بھی چوک کی مسجد مین پڑھاتے تھے جسمین سابق کے نواب صاحب ڈھاکہ بڑے دھوم دھام کی سواری کے ساتھ عمایدِ شہر کو لیکر شریک ہوتے تھے وہ اپنے وطن کے بھی شریف اور معزز تھے اور اونکی معاش بھی اچھی تھی اس ضلع مین زمینداری وغیرہ خرید کی تھی اُنکا مکان اس شہر کے محلۂ ساپخی پاندریبہ مین ہنوز قایم ہے انکی کوئی اولاد نہین تھی اُنکے بھائی مولوی شمس الدین احمد کے لڑکے مولوی ضیاء الدین مولوی رضی الدین اور مولوی مصباح الدین اِسوقت

کل زمینداری اور کائنات کے مالک ہین اور سب خوشحال و رباوقار ہین

مولوی سعادت علی خان

مولوی سعادت علی خان ضلع تپرہ کے مولوی عدالت اور بڑے فاضل اور عالم باعمل تھے انکا مکان محلہ ڈیوڑھی بچھارام مین ہنوز موجود ہے اُنکے لڑکے مولوی محفوظ علی اور مولوی منصور علی اس مکان مین رہتے ہین یہ دونون بھی قابل شخص ہین مولوی محفوظ علی کو عربی و فارسی کی اچھی لیاقت ہے نواب صاحب ڈھاکے کی سرکار مین معزز عہدے پر ہین اور مولوی منصور علی ٹلیگراف ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ سگنیلر کے عہدے پر تھے اسوقت پنشن پاتے ہین دونون خوشحال اور باعزت وصاحب وقار ہین۔

ڈپیوٹی عین الدین حیدر

ڈپیوٹی عین الدین حیدر جو ڈپیوٹی کلکٹر اور اس شہر کے رئیسون مین بڑے نامی گرامی شخص تھے انکی زمینداری اس ضلع اور ضلع میمن سنگھ کے متعلق اچھی آمدنی کی تھی انکا مکان محلہ ﷺ ٹولی مرزا غلام پیر مرحوم کے سابق مکان کے محاذی ہنوز موجود ہے انکا لڑکا مولوی ابوالخیرات محمد اسوقت مالک ہے اگرچہ کسیقدر زمینداری بعلت دین فروخت ہوگئی ہے مگر جس قدر باقی ہے اُس کی آمدنی سے خوشحال ہین۔

مولوی رکن الدین

مولوی رکن الدین مولوی عدالت بڑے فاضل اور صاحب علم

تھے مکان انکا اس ضلع کے متعلق قصبہ الاچی پور مین تھا وہ بھی اس شہر مین مولوی عدالت تھے بہت سے ضلعون مین رہکر اخیر کو اس شہر مین آئے تھے انکی اولاد کا حال معلوم نہین انکے بھائی مولوی آفتاب الدین بھی مولوی عدالت تھے الاچی پور مین اور بھی بہت بڑے بڑے نامی گرامی عالم و فاضل اور حکام تھے جنکی اولادین ہنوز وہان ہین اور وہ قصبہ کل شریفون کی بستی ہے۔

منشی معتصم باللہ

منشی معتصم باللہ بھی الاچی پور کے باشندے شریف اور بڑے لایق اور انشا پردازی مین نہایت فایق شخص تھے عربی فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے اس شہر مین سیکڑون طلبہ کو درس دیتے تھے حکیم بھی تھے اخیر مین کمشنر آفس کے محافظ مقرر ہوئے تھے اور اسی عہدے مین تا حیات رہے ۱۲۷۳ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا بریسال کے مولوی محمد فاضل نے تاریخ لکھی ہے۔

تاریخ

مر گیا آہ معتصم باللہ ۔۔۔ عاقل و قابل و خدا آگاہ

سال ترحیل یون کہا فاضل ۔۔۔ آیا جنت مین معتصم باللہ

۱۲۷۳ھ ہجری

منشی عبدالعظیم

منشی عبدالعظیم عرف گرانی میان یہ بھی الاچی پور کے باشندے
اور شریفون مین تھے اس شہر کے فوجداری عدالت کی محرری مین نامور
تھے اہالیان شہر اور رؤسا کے یہان انکی بڑی قدر تھی بڑے لائق
اور وضعدار شخص تھے عمدہ لباس پہنتے اور نہایت تکلف سے رہتے تھے
انکے دو لڑکے تھے مولوی عبدالکریم و منشی عبدالنعیم مولوی عبدالکریم
بڑے فاضل اور مولوی عدالت تھے جب عہدہ مولوی عدالت کا ابالش
ہوا تو ڈپوٹی مجسٹریٹ ہوئے اور اسی عہدے سے پنشن لیکر حج کو گئے
اور زیارت حرمین شریفین سے واپس آکر اذکار الٰہی مین اوقات گذاری
وہ لاولد تھے منشی عبدالنعیم اپنے والد کے عہدۂ محرری مین مامور
ہوکر اس شہر مین بڑی ناموری کے ساتھ رہے عماید شہر اور نواب
صاحب ڈھاکہ کے یہان انکی بڑی عزت تھی اور فارسی کے اچھے منشی
اور شاعر بھی تھے انکے انتقال کے بعد انکا بڑا لڑکا منشی عبدالسلام اپنے
والد کے عہدے پر مقرر ہوا اور چھوٹا بھائی انکا ام اے کا امتحان پاس
کرکے ڈپوٹی مجسٹریٹ ہوا اور دونون خوشحال ہین۔

رام سردار

اس شہر کے تانتی قوم مین جو بسیا کہ مشہور ہین اکثر متمول اور
زمیندار و تجارت پیشہ تھے اُن مین رام سردار ایک نامی شخص گذرا ہے
جسنے تجارت کے ذریعہ سے بہت سی دولت کما کر زمینداری اور بہت

کچھ معاش پیدا کی تھی اس شہر مین صاحبان انگریز کے رہنے کی کوٹھیان
اکثر اُسکی تھین سوائے زمینداری اور تجارت کے شہر مین بہت سی
زمین اور مکانات اوسکے تھے ہزارون روپے کی ماہواری آمد تھی مگر
نہایت بخیل مشہور تھا اُسکے رہنے کا مکان محلہ کلتہ بازار مین ہنوز موجود
ہے جسمین اُسکے ورثار ہتے ہین اُسکے مرنے کے بعد اُسکے لڑکون نے کچھ بابوگیری
یعنی شوقینی کی تھی اسوقت اُسکا ایک لڑکا اور دوسرے لڑکون کی
اولادین سب خوشحال ہین۔

کشن چرن سردار — کشن چرن سردار یہ بھی قوم بسیاکھ مین متمول شخص تھا اسکی بھی تجارت
اور زمینداری کی اچھی آمدنی تھی اسکا مکان محلہ تانتی بازار مین ہنوز
قائم ہے جسمین اسکے ورثار ہتے ہین کشن جنم یعنی جنم اشٹمی کی سواری جو
تانتی بازار سے نکلتی ہے اوسمین کل خرچ اُسی شخص کا ہوتا ہے اُسنے
ہزارون روپئے اِس سواری مین خرچ کے واسطے جمع کردئے تھے
جسکے سود سے ہر سال سواری کا خرچ انجام ہوتا ہے نواب پور سے
سے جو سواری نکلتی ہے اُسکا خرچ وہان کے سب بسیاکھ چندہ کرکے
دیتے ہین یہ دونون سواریان بھادون کے مہینے مین نکلتی ہین جسکا
نام ہر شہر و دیار مین مشہور ہے۔

ارمنی — ڈھاکے مین ارمنی قوم کس زمانے مین آکر بسی ہے اس کا

ٹھیک حال معلوم نہین ہے ڈاکٹر جیمس وایز جو یہان کے سیول سرجن تھے اپنے نوٹس آف دی ریسنر کاسٹس اینڈ ٹریڈیس آف اسٹرن بنگال مین لکھتے ہین کہ جب مسٹر جوب کارنک ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایجنٹ نے ۱۶۹۸ء مین ارمنی تاجرون کو ڈھاکے مین کاروبار کے واسطے بلوایا تھا اُسی زمانے سے ارمنی تاجر ڈھاکے مین آبسے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکے قبل یہ لوگ تینر گانُون مین جو ڈھاکے کے اُتر سمت ہے کاروبار پھیلائے ہوئے تھے چنانچہ تینر گانُون کے گرجے کے صحن مین ایک ارمنی سوداگر کی قبر ہے جسمین ۱۶۱۳ء عیسوی پانچوین اگسٹ تاریخ لکھی ہے۔

ارمنی تاجرون نے ڈھاکے مین تجارت کرکے بڑی بڑی زمینداری خرید کی تھی اور بڑے بڑے مکانات بنوائے تھے ۱۸۶۶ء کی مردم شماری مین بھی ڈھاکے مین ایکسو تیرہ ۱۱۳ ارمنی تھے ۱۸۶۰ء مین مسٹر آئی۔جی۔ان۔پوگوز۔نے جو اُسوقت قوم ارمنی کے سرغنہ رئیس تھے شمار کیا تھا کہ ڈھاکے مین ایک سَوسات ارمنی تھے جنمین ۳۹ مرد ۲۳ عورت اور ۴۵ لڑکے تھے اُنمین ایک پادری پانچ زمیندار تین سَوداگر ایک بارسٹر پانچ دوکان کے گماشتے۔ اور چار سرکاری ملازم تھے نوابی عملداری مین بھی یہ لوگ بہت سے

سرکاری عہدون پر تھے۔

ارمنی زمینداروں مین خواجہ اراطون جو "شوقین ارطون" شوقین ارطون
مشہور تھا جسکی زمینداری ضلع میمن سنگھ کے متعلق پرگنہ حسن شاہی
مین تھی بڑا شوقین اور صاحب حوصلہ شخص تھا اور اچھی آمدنی تھی
داد و دہش اور غربا پروری مین مشہور تھا اور ہر طرح کا شوق رکھتا تھا
ناچ رنگ۔ سیر تماشا۔ مُرغ بازی۔ کبوتر بازی۔ تلنگی اُڑانا۔ باغ
لگانا وغیرہ کا نہایت شوق تھا کوئی لڑکا نہین تھا دو لڑکیان تھین۔
جنمین اسکی زمینداری تقسیم ہوگئی جو ہنوز انکے ورثا کے قبضے مین ہے
اور سب خوشحال ہین۔ ان لوگون نے اس وقت کلکتہ اور دوسرے
شہرون مین رہنا اختیار کیا ہے مکان خواجہ اراطون کا اس شہر کے
محلۂ فراش گنج کے متعلق دال بازار مین لب دریا تھا جسمین چند روز
سارکس صاحب تھے اسوقت وہ مکان روپ لال اور رگھو بابو کے
دخل مین ہے جسمین اور بھی نئے مکان بنے ہین۔

اس شہر مین قوم ارمنی کے اور بھی بہت سے زمیندار
تھے خواجہ مانوک جسکا مکان اسوقت نواب صاحب ڈھاکہ کے
دیوان کا مکان ہے اِن پی پوگوز صاحب بہت روز اس مکان
مین رہے تھے۔ خواجہ اسٹیفین جسکا مکان ارمنی ٹولے مین اسوقت

راجہ کالی نراین کی ہمشیرہ کا مکان ہے خواجہ پیروس اور خواجہ بگڈ لیسر جسکے نام سے محلہ بگڈ لیسر مشہور ہے انکے مکانات ارمنی ٹولے مین تھے جو اسوقت ہندو ہابوؤن کے دخل مین ہین اخیر زمینداروں مین سارکس صاحب جو اکین پوگوز۔ نیکی پوگوز۔ اور اسٹفین تھے اسوقت انمین کوئی نہین ہے نہ انکے ورثا اس شہر مین ہین۔

اطبائے ڈھاکہ

صوبہ داری کے زمانے مین یہان کون کون نامی حکیم تھے

حکیم مرزائی

انکا حال معلوم نہین نواب نصرت جنگ بہادر کے وقت مین حکیم مرزائی صاحب بڑے قابل طبیب حاذق نواب صاحب کی سرکار کے حکیم تھے اور روسائے شہر سب اُن سے رجوع تھے اُنکی طبابت کا بڑا نام تھا

حکیم قربان علی

بعد مرزائی صاحب کے اونکے شاگرد حکیم قربان علی اپنے وقت کے بڑے لایق وفایق اور حکیم حاذق تھے فن طبابت مین اچھی دستگاہ رکھتے تھے اور صاحب علم بھی تھے۔ اہالیان شہر سب رجوع لائے تھے

واحد علی

نواب صاحب کی سرکار سے بھی تنخواہ مقرر تھی انکا لڑکا حکیم واحد علی بھی اچھا حکیم اور لایق طبیب ہوا تھا۔ مگر جوانی مین انتقال کر گیا۔

حکیم نبی بخش

حکیم قربان علی کے شاگرد حکیم نبی بخش بھی اچھے طبیب تھے

انکا بھی مطب جاری تھا اور بہت لوگ رجوع ہوتے تھے۔ حکیم نبی بخش سابق وضع کے نہایت مہذب شخص تھے۔ اُنکے لڑکے حکیم الٰہی بخش بھی اچھے طبیب ہین چونکہ اسوقت اہالیان شہر اکثر ڈاکٹرون کے معتقد ہین اسلئے اُنکی طبابت کو زیادہ فروغ نہین ہے۔

حکیم نعمت اللہ

حکیم نعمت اللہ محلہ نیم تلی مین رہتے تھے یہ بھی حکیم قربان علی کے ہمعصر اور اچھے طبیب تھے اور بہت لوگ اُن سے بھی رجوع تھے ہرچند کہ علم زیادہ نہ تھا مگر نسخہ جات انکے بہت مجرب تھے اور کشتہ تیار کرنے مین بڑی دستگاہ تھی عمدہ کُشتے بناتے تھے اُنکو بہت سے نسخے اتیت جوگی اور مہنتون سے ملے تھے اُنکی نہ اولاد کوئی ہے نہ کوئی نامی شاگرد رہا۔

ڈاکٹر کلیمنتی قوم کا پرتکیس تھا اور نواب نصرت جنگ بہادر کے زمانے مین اسکی ڈاکٹری خوب چمکی ہوئی تھی یہ اچھا جراح تھا اور ادویہ بھی اُسکی عمدہ تھین قدیم لوگون سے سُنا گیا ہے کہ اسکے دو نوکر تمام دن جنگلون مین پھرتے اور جتنے درخت دیکھتے اُسکے پتے لے آتے تھے ایک بڑی دیگ ہر وقت گرم پانی سے بھری ہوئی چولھے پر چڑھی رہتی تھی جتنے پتے وہ لاتے سب تھے اُنمین ڈالے جاتے ہر روز جوشیدہ پتے پھینکے جاتے اور نئے پتے ڈالے جاتے تھے اس عرق کو وہ ہر مریض کو دیا کرتا تھا اسکے ساتھ جسکو جو چاہئے دوا بھی دیتا تھا مگر اُس عرق کی ایک بوتل سبکو ضرور دیتا تھا

فن جراحی اُسوقت اس شہر مین بہت کم لوگ جانتے تھے اُس نے اس فن مین لاکھون روپے کمائے شہر کے ارمنی۔ گریک اور اضلاع بنگالہ کے بڑے بڑے زمیندار وغیرہ واہالیان شہر سب معتقد تھے اس نے بھی اچھی آمدنی کی زمینداری خرید کی تھی۔ کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ اپنے بچھونے کے نیچے ہزارون روپے بچھاکر رکھتا تھا اور اُسی پر سوتا بیٹھتا تھا شاید یہ بھی کوئی حکمت تھی اُسکا مکان بیگم بازار مین تھا۔ جو اسوقت منہدم ہو گیا ہے اسکے ورثا ہنوز سلامت ہین اور زمینداری بھی کسیقدر باقی ہے جس سے اُنکی پرورش ہوتی ہے۔

نبو ڈاکٹر

نبو ڈاکٹر ہرچند کہ محض لاعلم تھا مگر نہایت تجربہ کار اور اپنے فن کا بڑا کامل شخص تھا اللہ نے دست شفا اسکو ایسا بخشا تھا کہ بڑے بڑے ڈاکٹر سیول اور نیٹو سب اُس سے حسد کرتے تھے اپنے وقت مین بڑا نامور ڈاکٹر تھا شہر کے ارمنی زمیندار اور بڑے بڑے ہندو زمیندار سب کے یہان سے مشاہرہ مقرر تھا سوا اسکے اطراف شہر اور دوسرے اضلاع سے سیکڑون مریض اسکے پاس آتے اور شفا پاتے تھے جراحی اور طبابت دونون فن مین اُسکو کمال تھا سرکاری عہدہ بھی رکھتا تھا۔ یعنی جیل کا ڈاکٹر تھا لاکھون روپے کا اسنے روزگار کیا مگر بڑا صاحب حوصلہ شخص تھا ہمیشہ لوگون کی طعام داری مسافر نوازی اور غربا پروری مین ہزارون روپے

صَرف کیا کرتا تھا اسکا مکان محلہ بنگلہ بازار کے شمال پوڑا محلے مین تھا اور ٹپوا ٹولی مین بھی برسر راہ دو منزلہ مکان تھا جسکے نیچے اسکی ڈسپنسری (دواخانہ) تھی اسکے تین لڑکے تھے مگر تینون ناشایستہ ہوے املاک پدر کو تباہ کر کے اوارہ ہو گئے۔

کبیراج — سابق مین نیلمبر کبیراج بڑا مشہور شخص تھا اور اچھا علم اور اپنے فن مین کمال رکھتا تھا بہت لوگ اس سے بھی رجوع تھے اسکی کبیراجی خوب چمکی ہوئی تھی ایک نالکی پر ہمیشہ سوار ہو کر مریضون کے یہان جاتا تھا اسکا بھتیجا رام کمار بھی مشہور اور اچھا کبیراج تھا اسنے کلکتہ جاکر بڑا نام پیدا کیا اور بڑے بڑے لوگ اس سے رجوع لاے اور بہت روپیہ کمایا۔

امرزائن — امرزائن کبیراج یہ شخص بھی اچھا کبیراج تھا اگرچہ کرو فر زیادہ نہین تھا مگر اپنے فن کا بڑا استاد اور صاحب علم تھا خاص و عام سب اس سے رجوع لائے تھے عمدہ علاج کرتا تھا اور بڑا غربا نواز تھا غریبون اور مسکینون کو مُفت دوا دیتا تھا اور جو اُسکے یہان نہ آسکتے خود جاکر دیکھتا تھا بہت رحم دل اور سادھو منش شخص تھا۔

کالی کمار — ڈھاکے مین کالی کمار سب کبیراجون مین نامی اور کبیراجی شاستر مین بہت لائق اور بڑے تجربہ کار کبیراج تھا بہت لوگ اس سے رجوع لاتے تھے خصوصاً قوم ہنود کے بڑے بڑے لوگ شہر و دیہات

کے سب اس کے علاج کے مقر تھے یہ بھی غربا نواز تھا صبح سے نو بجے تک غریب مسکین جو مریض اسکے یہان آتے تھے سبکو دیکھکر دوا دیتا تھا بعد ازان اور مریضون کے یہان جاتا تھا اسکے لڑکے بھی اچھے کبیراج ہوے ہین اور اپنے باپ سے تعلیم پائی ہے۔

وکلاے ڈھاکہ

منشی نندلال

وکیلون مین اس شہر کے منشی نندلال دت نامی وکیل تھے لاکھون روپے پیدا کئے اور بڑی آمدنی کی زمینداری خرید کی تھی انکا مکان محلہ شاہ اوجیال نگر مین ہنوز موجود ہے اُنکے یہان درگا پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتا تھا ناچ گھر بہت وسیع اور خوبصورت بنا ہوا تھا پر تکلف مجلسین ہوتی تھین رُوسار شہر۔ اُمرا اور صاحبان انگریز سب رونق افروز ہوا کرتے تھے۔ انکے لڑکے بابو گوبند چندر دت بھی جج کوٹ کے وکیل تھے مگر اُنھون نے وکالت بہت دن نہین کی زمینداری وغیرہ کے کامون مین مصروف رہے اُنکی کوئی اولاد نہین تھی زمینداری اور مکانات وغیرہ وقف کر کے انتقال کر گئے بعد انکے دو بھانجے مالک ہوے مگر وہ کروفر نہین ہے ناچ گھر بھی ۱۸۹۷ء کے زلزلے مین شکست ہو کر مُنہدم ہو گیا ہے۔

گوبند بابو

مولوی عبدالعلیم مولوی عبدالعلیم ضلع تپرہ کے باشندے اور اس شہر کے جج کورٹ کے سابق وکیل تھے فارسی اور عربی کی اچھی لیاقت رکھتے تھے اپنے وقت کے نامی وکیل تھے حکیم حیدر بخش کی بی بی سے نکاح کر کے محلہ سنگت ٹولے مین اُس بی بی کے مکان مین امیرانہ طور سے رہتے تھے اور اُسی بی بی کی زمینداری کا پرگنہ ٹورہ مین کچھ حصہ بھی پائے ہوئے تھے اس بی بی کی البطن سے کوئی اولاد نہین تھی اُنکے انتقال کے بعد انکی پہلی بی بی کے لڑکے یہان کا مکان وغیرہ فروخت کر کے اپنے وطن مین چلے گئے۔

گوکل منشی گوکل منشی بھی اس شہر مین عدالت ججی کے نامی وکیل تھے اور فارسی کی اچھی لیاقت تھی بہت وضعدار شخص تھے اور لباس عمدہ پہنتے تھے انکا مکان کوچہ زندہ بہار مین ہنوز موجود ہے انکے لڑکے بھی وکیل ہین اُسی مکان مین رہتے ہین گوکل منشی کی معاش بھی اچھی ہے سب خوشحال ہین۔

ہری کشور رائے ہری کشور رائے بھی اس شہر کے وکلا مین نامی شخص اور فارسی کے اچھے منشی تھے انکا مکان محلہ بچھارام کی ڈیوڑھی مین اب تک قائم ہے اصل مکان انکا پرگنہ بکرم پور مین ہے انکے آبا و اجداد قدیم زمیندار تھے اور اچھی زمینداری ہے جسکے اُنکے ورثا ہنوز مالک ہین۔

بردہ کنکر رائے

بردہ کنکر رائے یہ بھی اس شہر کے جج کورٹ کے بڑے نامی وکیل اور بہت خوش تقریر تھے فارسی کی اچھی لیاقت تھی تحریرات انکی مشہور رہے مسودہ پردازی مین بڑی قابلیت تھی وکالت کے ذریعہ سے بہت کچھ املاک وزمینداری وغیرہ پیدا کی تھی جسکے مالک اسوقت انکے ورثا ہین مکان انکا تھانہ سبھار کے متعلق سواپور مین ہنوز موجود ہے جسمین انکے ورثار ہتے ہین۔

مولوی امیرالدین محمد

مولوی امیرالدین محمد اس شہر کی عدالت ججی کے بڑے نامی وکیل اور بہت لائق شخص تھے عربی فارسی کی قابلیت اچھی رکھتے تھے آپ نے عرب مین علم عربی کی تحصیل کی تھی اور حج بھی کیا تھا عربی بولنے کی اچھی مہارت تھی اُردو اور فارسی مین نہایت خوش تقریر اور اعلےٰ درجہ کے ادیب اور بڑے فیاض وبہی خواہ مسلمانان اور مرجع ہر خاص وعام تھے وکالت انکی اچھی چمکی ہوئی تھی مکانات اور زمینداری وغیرہ بہت کچھ کائنات پیدا کی تھی۔ نواب سر عبدالغنی بہادر کے مشیر خاص اور ندیم بااخلاص تھے انکی سرکار سے مشاہرہ مقرر تھا اور بڑی قدر ومنزلت تھی۔ انکا مکان محلہ بچھارام کی ڈیوڑھی مین ہنوز موجود ہے انکے لڑکے مولوی عبداللہ بھی عربی اور فارسی کی اچھی لیاقت رکھتے ہین اور حکیم بھی ہین بعد انتقال مولوی امیرالدین کے مولوی عبداللہ اپنے والد کی

کل کائنات کے مالک ہوے اور خوش حال ہین۔

منشی غلام عباس

منشی غلام عباس وکیل عدالت ججی یہ پُرانی وضع کے شخص تھے انکو فارسی کی اچھی لیاقت تھی اور اپنے وقت کے لائق وکیل تھے انکا مکان حسینی والان کے قریب تھا نہایت مہذب اور با وضع اور بڑے خلیق تھے انکا لڑکا نہایت بدافعال تھا جس نے انکے انتقال کے بعد مکانات وغیرہ برباد کر کے آوارگی اختیار کی تھی۔

منشی سید غلام مصطفےٰ

منشی سید غلام مصطفےٰ وکیل عدالت ججی یہ بڑے معزز اور سید عالی نسب تھے فارسی کے بڑے ادیب اور اچھے منشی ہوئے ہین۔ انکی تحریرات نہایت عمدہ ہوتی تھی۔ عمر شریف اُنکی قریب نوسال کے پہونچی تھی وکالت کے علاوہ زمینداری کی معقول آمدنی تھی جس سے خوشحال تھے انکا مکان بھی بچھارام کی ڈیوڑھی مین ہے انکا بڑا لڑکا سید عبدالباری بہت قابل اور عربی فارسی مین بڑا لائق تھا جسنے عین جوانی مین انتقال کیا اونکے دوسرے لڑکے سید عبدالعزیز اگرچہ علم ولیاقت مین چندان نامی نہین ہین مگر بہت سعید اور خوش اطوار ہین۔

اکمل خان

اکمل خان اس شہر کے ایک نامی زمیندار اور بزرگ شخص تھے انکی زمینداری قریب شہر کے اچھی آمدنی کی تھی باغ کا انکو بڑا شوق

تھا۔ مقام شام پور مین لب دریا بہت عمدہ اور پُرفضا باغ لگایا تھا اور ایک مکان بھی اُس باغ مین نہایت خوبصورت بنوایا تھا اکثر لوگ اوسکے دیکھنے کو وہان جاتے تھے آپ کو شطرنج کھیلنے کا بڑا شوق تھا اور اچھے شاطر تھے اُنکا مکان محلہ سایخی پان دریبہ مین داروغہ امیر الدین کے مکان اور مسجد کے محاذی ہنوز موجود ہے لڑکا کوئی نہ تھا دو لڑکیان تھین جنکی اولاد اسوقت انکی کل کائنات کی مالک ہوئین اور خوشحال ہین۔

مولوی غلام مخدوم

مولوی غلام مخدوم بعد قاضی جلال الدین مرحوم کے قاضی شہر مقرر ہوے تھے بہت صاحب علم اور بڑے فاضل تھے عمائد شہر سب اِنکی تعظیم کرتے تھے آپکا اصل وطن ضلع فریدپور کے متعلق تھا یہان محلہ اسلام پور کوچۂ عاشق جمعدار مین انکا مکان ہنوز قایم ہی جسمین اونکے تین لڑکے مولوی ظہور الحق۔ مولوی ظہیر الحق اور مولوی مظہر الحق۔ رہتے ہین مولوی ظہور الحق عربی مین بہت قابل اور انگریزی مین بی۔ اے بی۔ ال ہین پہلے یہان وکالت کرتے تھے اور نواب صاحب ڈھاکہ کی سرکار سے بھی اُنکو تعلق تھا اِسوقت ہائی کورٹ کے انٹرپریٹر کے عُہدے پر مامور ہین اور کلکتے مین رہتے ہین مولوی ظہیر الحق بھی قابل شخص ہین مدرسۂ ڈہاکہ کے دوم ماسٹر تھے اس وقت چاٹگام کے مدرسہ مین ماسٹر ہین اور مولوی مظہر الحق ضلع پبنہ مین سب رجسٹرار ہین۔ قاضی مولوی

غلام مخدوم بعد ابالسش ہونے عہدۂ قاضی شہر ڈپٹی مجسٹریٹ مقرر ہوئے تھے۔ بہت روز اس شہر مین حکومت کے عہدے پر رہے اور خاص وعام مین ہردلعزیز رہے اور نہایت مہذب اور خلیق تھے نواب سر عبد الغنی بہادر آپ کی بڑی قدر کرتے تھے اور عمایدِ شہر سب انکی فضیلت کے قائل تھے۔

مولوی عبدالوہاب

اس ضلع کے اُتر حصے پرگنہ بھوال کے شامل موضع گھوڑاسال مین جو قدیم سے مُسلمان شریفون کی بستی ہے اور بڑے بڑے لایق وفائق اور عالم لوگ وہان رہتے تھے اُن مین مولوی عبدالوہاب بڑے قابل اور فاضل بے بدل تھے اکثر شہر مین بھی تشریف رکھتے تھے مرزا غلام پیر مرحوم اور بھی بہت سے اشخاص اس شہر کے انکے شاگرد تھے اور سب عمایدِ شہر انکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے سِن شریف بھی قریب اسّی سال کے ہوا تھا اخیر عمر مین حج کو گئے تھے اور زیارت حرمین شریفین سے واپس آکر اپنے وطن مین رہے کچھ معاش تھی اُس سے خوش حالی کے ساتھ عمر بسر کی۔

مولوی وارث علی

مولوی وارث علی بھی گھوڑاسال کے شریف خاندان مین بڑے عالم وفاضل اور ہر علم مین کامل تھے۔ کلکتے مین میسوری شاہزادون کے مدرسہ مین مدرس اول کے عہدے پر مدت دراز تک رہے اخیر وقت

مین وطن اکر عزلت اختیار کی کسیقدر معاش تھی اسی سے بخوش حالی اوقات بسر کی انکی اولاد کوئی نہین تھی انکے بھائی مولوی بہاألدین جو اس ضلع مین تھانہ راے پورہ کے قاضی اور میرج رجسٹرار تھے انکی اولاد ہین - اور سب وطن مین خوشحال ہین۔

مولوی ولی اشرف

مولوی ولی اشرف یہ گھوڑاسال کے شریفون مین بڑے قابل اور عالم شخص تھے معاش بھی اچھی تھی کوئی عہدہ سرکاری نہین اختیار کیا تھا صرف درس وتدریس اور فلاح عام مین اوقات گذاری اخیر عمر مین تھانہ کپاسیہ کے قاضی اور میرج رجسٹرار مقرر ہوئے تھے چونکہ یہ کام گھر بیٹھے کرنا ہوتا تھا اسلیے قبول کر لیا تھا انکی اولاد اسوقت انکی جائداد کے مالک اور سب خوشحال ہین۔

داروغہ عبدالحمید

داروغہ عبدالحمید گھوڑاسال کے شرفا مین تھے فارسی عربی کی اچھی لیاقت تھی پہلے داروغگی کے عہدے پر مامور تھے بعد ازان نواب صاحب باندہا کے یہان میر منشی مقرر ہوکر بہت روز وہان رہے بہت چالاک خوش تقریر اور وضعدار شخص تھے اخیر وقت مین وطن مین آکر انتقال کیا معلوم نہین انکی اولاد مین کوئی ہے یا نہین۔

خوش نویسان ڈھاکہ

نواب نصرت جنگ بہادر کے زمانے مین آقا عبدالعلی عربی وفارسی

خفی اور جلی ہر قسم کے خطوط لکھنے مین بڑے خوش نویس مشہور تھے انکی لکھی
ہوئی تعلیمین اور اشعار و آیات اُمرا اپنے مکانون مین بشوق آئینون مین
لگاکر آویزان کرتے تھے کتابین اور قرآن مجید انکے ہاتھ کے لکھے ہوے
خط ولایت سے بڑھکر تھے نواب نصرت جنگ بہادر خود بھی نہایت خوشنویس
تھے اکثر اُنکی تعلیمین لوگون کے پاس یادگار ہین آقا عبد العلی کی بہت
قدر کرتے تھے اور امراے شہر بھی انکی توقیر کرتے تھے۔

لالہ مدن موہن — لالہ مدن موہن اس شہر کے ہندوستانی کایستھون کے خاندان
سے تھے اچھے منشی تھے نستعلیق بہت عمدہ لکھتے تھے اکثر لوگ ان کی
تعلیم لیا کرتے تھے جلی خط کی تعلیمین نہایت عمدہ ہوتی تھین ہنوز انکی تعلیمین
بہت لوگون کے پاس موجود ہین ہر چند کہ اسوقت دہلی اور لکھنؤ سے
چھاپے کی تعلیمین بہت شایع ہوتی ہین مگر وہ صفائی اور نزاکت جو لالہ
مدن موہن کی تعلیم مین تھی کسی مین نہین ہے۔

منشی ارحم — منشی ارحم۔ خط شکست کے اُستاد تھے نہایت خوشخط اور عُمدہ
تعلیمین لکھتے تھے اکثر لوگ انکی تعلیم دیکھکر مشق کرتے اور خوشنویس
ہوجاتے تھے خط ارحمی مشہور تھا گو کہ اُس زمانے مین اور بھی شکست
لکھنے والے بہت خوش نویس تھے مگر منشی ارحم صاحب کا خط سب سے
الگ اور نہایت خوشخط تھا اپنے وقت کے بڑے نامی خوشنویس تھے۔

منشی نواب جان

منشی نواب جان عربی خط بہت عمدہ لکھتے تھے آقا عبد العلی کے شاگرد تھے اُنکی بھی عربی خط کی تعلیمین مشہور ہین اُنکے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید پنج سورہ درود اکبر وغیرہ اکثر لوگون کے پاس ہنوز موجود ہین خط ولایت کے مقابل بلکہ بعض سے بہتر ہے۔ اونکا کوئی شاگرد نہین رہا۔ اسوقت ڈھاکے مین خوش نویس کوئی نہین ہے۔

منشی میر نور علی

منشی میر نور علی بانی حسینی والان میر مُراد کے بھائی میر یعقوب کے ورثا مین نامی منشی تھے فارسی کی اچھی لیاقت تھی صاحبان انگریز کو فارسی اور اُردو پڑھاتے تھے۔ نستعلیق لکھنے مین بڑے نامی خوشنویس اور خفی خط بہت عمدہ لکھتے تھے اُنکے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابین ہنوز لوگون کے پاس موجود ہین طلائی جدول کے ساتھ نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہین نہ اب وہ زمانہ ہے نہ وہ خوشنویس ہین۔ ڈھاکے کی خوشنویسی اُنھین کے ساتھ ختم ہوگئی۔

ہنود حکام وعہدہ داران ڈھاکہ

اس ضلع کا پرگنہ بکرم پور بھی ایک عجیب خطہ مبارک و ترقی خیز معدن علوم و منبع فنون ہے کہ جہان کی اکثر قوم ہنود نے جسقدر علوم و فنون مین ترقی کی ہے۔ کسی ضلع یا مُلک کی کسی قوم نے نہ کی ہوگی۔ اور

ضعیف اور مُسن شخص تھے مگر بہت نیکنام اور اعلےٰ درجہ کے ڈپوٹی کلکٹر تھے انکا مکان ہنوز محلہ بنگلہ بازار مین موجود ہے جسکے مالک انکے ورثا ہین۔

بابو رام کُمار بوس

رام کُمار بوس ڈپوٹی کلکٹر و ڈپوٹی مجسٹریٹ اِس شہر مین بہت روز حاکم رہے بکرم پور کے نامی بوس خاندان کے شریف تھے نہایت ذکی اور معاملہ فہم اور نامور حاکم تھے اپنے ہمعصر حاکمون سے نیک نامی مین بہت فوقیت حاصل کی تھی نہایت حلیم اور خوش اخلاق اور غریب نواز بھی تھے انکا مکان محلہ فراش گنج مین لب دریا ہنوز موجود ہے جسکے مالک انکے ورثا ہین۔

بابو برج سندر رائے

بابو برج سندر رائے یہ بھی اس شہر مین ڈپوٹی کلکٹر و ڈپوٹی مجسٹریٹ تھے سن انکا اگرچہ قریب ساٹھ کے تھا مگر نہایت پختہ مزاج تجربہ کار اور منصف اور عادل حاکم تھے یہ پہلے بہت سے اضلاع مین رہکر اخیر مین یہان آئے اور اپنی قوم کے شریف اور نہایت خوش اخلاق شخص تھے۔

منشی مرتنجے دت

منشی مرتنجے دت اس شہر کے عدالت ججی کے سررشتہ دار تھے فارسی مین اچھی استعداد تھی پرانے وضعدار وخوش لباس اور عالی دماغ شخص تھے انکا رعب اپنے ماتحتون پر اسقدر غالب تھا کہ کوئی آنکھ اُٹھاکر انکی طرف نہین دیکھ سکتا تھا بڑی شان وشوکت کے ساتھ

ہندوستان مین بہت کم شہر اور ضلع ایسے ہونگے جہان بکرم پور کے لوگ حاکم یا وکیل ڈاکٹر یا اور عہدہ پر نہین ہین ۔ جج ۔ سب جج ۔ منصف ۔ مجسٹریٹ ۔ ڈیپوٹی کلکٹر ۔ وکیل ۔ بارسٹر اور ڈاکٹر تو سیکڑون ہین ۔ پولیس کے سب انسپکٹر ۔ انسپکٹر ۔ کرانی پوسٹ ماسٹر اور عمال تو ہزارون ہونگے اِنکے اباواجداد عہد شاہی مین سب اہل قلم تھے انگریزی عہدہ مین بھی اُنکی اولاد نے ایسی ترقی کی کہ انگلینڈ تک بکرم پور کا نام مشہور ہے ولایت جاکر سیول سرویس ۔ بارسٹری ۔ اور دیگر فنون کے بڑے بڑے امتحان مین کامیاب ہوئے بلکہ بعض بعض انگریزون پر بھی سبقت لے گئے اس شہر مین بھی عمال اور پولیس وغیرہ کے عہدہ دار کل بکرم پور ہی کے لوگ ہین اور اکثر حکام بھی ہین ۔

بابو اُبھئے کمار رائے بہادر

اِن مین بابو اُبھئے کمار رائے بہادر اس شہر مین چھوٹی عدالت کے نامی جج تھے مشہور ہے کہ وہ پہلے کسی عدالت کے محرر تھے نہایت ذکی اور اولوالعزم تھے جسکے باعث سے ایسی ترقی کی تھی کہ رفتہ رفتہ جج ہوگئے نہایت منصف مزاج معاملہ فہم اور بڑے قابل اور نامی حاکم تھے ۔

بابو ہرلیشچندر بوس

بابو ہرلیشچندر بوس ڈیپوٹی کلکٹر یہ سابق زمانے مین ڈیپوٹی کلکٹر تھے فارسی کی اچھی لیاقت تھی بہت روز اِس شہر مین رہے

اُنھون نے سر رشتہ داری کی حکام بھی انکی بہت قدر کرتے تھے وہ بھی بکرم پور ہی کے باشندے تھے شہر مین بھی محلہ اسلام پور کوچۂ عاشق جمعدار مین انکا ایک بہت بڑا مکان منہوز موجود ہے جسمین وہ رہتے تھے اسوقت انکے ورثار ہتے ہین انکے لڑکے بھی بہت قابل ہوے ایک تو ڈپوٹی کلکٹر و ڈپوٹی مجسٹریٹ اور دوسرے جج کورٹ کے مترجم ہین۔

منشی جگنّاتھ

منشی جگنّاتھ اس شہر مین فوجداری کے پیشکار اور بڑے قابل شخص تھے بڑی بے ریائی کے ساتھ اُنھون نے پیشکاری کی حکام انکی بڑی قدر کرتے تھے عربی فارسی کی اچھی لیاقت تھی اور اچھے ادیب تھے عربی و فارسی مین انکی تصنیفات و تالیفات مشہور ہین اونکی یہان درس بھی جاری تھا بہت سے طُلبا پڑھنے آتے تھے پُرانی وضع کے لوگون مین سے تھے دربار مین جامہ اور کھڑکی دار پگڑی پہنکر جاتے تھے نہایت حلیم و خلیق اور اسی شہر کے باشندے تھے اُنکا مکان محلۂ نواب پور مین منہوز موجود ہے جسمین انکے ورثار ہتے ہین اُنکو باغ کا بڑا شوق تھا شہر کے باہر دو عمدہ باغ اور مکانات بنواے تھے جسمین اکثر رہا کرتے تھے اونکے لڑکے بابو برج ناتھ بھی فوجداری کے محرر تھے فارسی مین اچھی استعداد تھی۔ اسوقت پنشن لیکر خانہ نشین ہین کچھ معاش بھی ہے خوش حال ہین۔

مسٹر کے۔جی۔گ
ممبر انڈیا کونس

آنربل مسٹر کے۔جی۔گپتا۔سی۔ایس۔آئی۔ مسٹر کرشنا گوبند
گپتا نراین گنج سب ڈویزن کے ایک گانوٗن بھاٹ پاڑا نامی مین پیدا
ہوئے تھے۔ انکے والد کالی نراین گپتا ایک زمیندار تھے۔ اوائل عمر مین
مسٹر گپتا میمن سنگھ ضلع اسکول مین تعلیم پاتے رہے۔ پھر ڈھاکہ آئے اور
پوگوز اسکول مین نام لکھایا۔ اور ۱۸۶۷ء مین امتحان انٹرنس مین کامیابی
حاصل کی ۱۸۶۹ء مین ڈھاکہ کالج سے اف۔ اے۔ کا امتحان پاس
کیا۔ اور مبلغ ۳۲ بتیس روپیہ کا وظیفہ حاصل کیا۔ اوسی کالج مین ام ف
چند مہینے بی۔ اے کا کورس پڑھا۔ ۱۸۶۹ء مین انگلستان گئے ۱۸۷۱ء
مین سول سروس کا امتحان پاس کیا۔ اور ۱۸۷۲ء مین ہندوستان
واپس آئے۔ ایک سیویلین کی حیثیت سے تخمیناً ۳۵ سال مختلف
ملازمتین انجام دیتے رہے۔ اور متعدد عہدون پر ممتاز رہے۔
مثلاً حاکم ضلع۔ کمشنر آبکاری۔ ڈیوزنل کمشنر۔ ممبر بورڈ
آف ریونیو کے معزز اور ممتاز عہدون کی انجام دہی مین اپنے کو
صرف ایک کامیاب مدبر ہی نہین ثابت کیا بلکہ ایک ہر دلعزیز اور نیکنام
افیسر ہونے کا فخر بھی حاصل کیا۔ بحیثیت ممبر انڈیا کونسل (جیسا کہ
خود لارڈ مارلی نے اپنی ایک تقریر مین بیان کیا ہے) آپ نے وزیر اعظم کو نہایت
قیمتی اور بے بہا امداد دی ہے۔ برہمو سماج کے ایک ممبر ہونے

کے حیثیت سے آپ نے ملک کی تمدنی و معاشرتی اور مذہبی ترقی مین بہت کچھ معاونت فرمائی ہے۔ تعلیم نسوان کے متعلق آپ کی سرگرمی محتاج بیان نہین۔ بحیثیت پریسیڈنٹ انجمن تعمیر برہمو گرل اسکول واقع شہر کلکتہ مین آپ نے جو سرگرمی اور کوشش فرمائی اوسی کا نتیجہ تھا کہ ایک وسیع قطع اراضی پر درس گاہ مذکورہ کی موجودہ جدید عمارت کے تعمیر کے لئے کافی سرمایہ پبلک چندہ اور گورنمنٹ کے عطیہ کی صورت مین جمع ہو گیا۔ جناب موصوف کا قیام فی الحال دار السلطنت لنڈن مین ہے۔ جہان آپ صاحب وزیر ہند بالقابہ کو اکثر اور بیشتر ضروری اور اہم معاملات مُلکی اور سیاسی مین اپنے بیش بہا اور گران قدر مشورون سے مدد دیتے رہتے ہین۔

سر چندر مادھب گھوش

سر چندر مادھب گھوش۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سابق چیف جسٹیس ہائی کورٹ کلکتہ۔ آپکی پیدائش ۱۸۳۸ء مین بمقام سولہ گھر پرگنہ بکرم پور مین ہوئی۔ آپ ایک معزز اور نامی ڈپٹی مجسٹریٹ رائے بہادر دُرگا پرشاد گھوس کے صاحبزادہ ہین۔ آپ نے انٹرنس اُس سال پاس کیا جس سال ہندو کالج پریسیڈنسی کالج کے نام سے نامزد ہوا اور اُسی سال قانون پڑھنا شروع کیا۔ اور آپ پروفیسر بیرسٹر مٹیرو شاگرد رشید تھے۔ آپ نے ۱۸۶۰ء مین امتحان قانون کا پاس کیا۔

اور ضلع بردوان مین وکالت شروع کی۔ بعد چند ماہ کے سرکاری وکیل
مقرر ہوئے۔ لعد ازان لعہدۂ ڈپٹی مجسٹریٹ سرفراز ہوئے اور بعد
چندے اُس سے مستعفی ہوکر ہائی کورٹ مین جو اُسوقت صدر دیوانی
کے نام سے نامزد تھا۔ وکالت کرنے لگے۔ صاحب ممدوح کے
محنت۔ دیانت اور استقلال نے اونکو اسقدر پایۂ رفعت اور عروج
پر پہونچایا کہ آپ کو گورنمنٹ نے عہدہ ججی ہائیکورٹ پر مقرر کیا اور
چند ماہ کے لیئے آپ چیف جسٹس بھی رہے۔ اور بخطاب (سر) سرفرازی
پائی۔ آپ نے اپنے قریہ مین ایک خیراتی ہسپتال قائم کیا ہے۔
اب آپ پنیشن لیکر کلکتہ مین اقامت پذیر ہین۔

جسٹس لال موہن داس

آنربل جسٹس لال موہن داس۔ جج ہائیکورٹ کلکتہ۔ مسٹر لال موہن
داس اپنے موروثی مکان واقع شہر ڈھاکہ مین پیدا ہوے تھے۔ آپکے
والد کا نام سورجا موہن داس تھا۔ جو بابو مادہب چندر داس کے صاحبزادے
تھے۔ بابو مادہب چندر داس نواب ناظم مرشد آباد کے دربار مین ملازم
تھے۔ جہان آپ کا بیحد اعزاز و احترام کیا جاتا تھا۔ انٹرنس کا امتحان نظامت
اسکول مرشد آباد سے پاس کرنے کے بعد بابو لال موہن داس پریسیڈنسی
کالج کلکتہ مین داخل ہوئے۔ ۱۸۶۹ء مین بی۔ اے۔ کا امتحان پاس
کیا۔ اور مبلغ ایکسو پچاس روپیہ ماہواری کا بردوان اسکالرشپ حاصل کیا۔ دوسرے

فلفسہ مین ایم - اے کی ڈگری حاصل کی۔ سنہ ۱۸۷۲ء مین اُنکا نام فہرست وکلاے ہائیکورٹ مین درج کیا گیا۔ ابتداءً کچھ ایسی زیادہ کامیابی نہین ہوئی۔ مگر رفتہ رفتہ اپنے استقلال اور قانونی مصروفیت کی مدد سے ایسی کچھ ترقی کی کہ اِس صوبہ بنگالہ کے سب سے بڑے سر برآوردہ مقنن یعنی (قانون دان) مانے جانے لگے۔ سنہ ۱۸۹۸ء مین ٹیگور لا پروفیسر کا عہدہ آپ کو تفویض ہوا۔ کچھ دنون ہائیکورٹ کے سرکاری وکیل رہے مگر اس عہدے سے جلد ہی مستعفی ہو گئے۔ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء مین آپکا تقرر ہائیکورٹ کی ججی کے معزز عہدہ پر ہوا۔ اس مبارک تقرر پر اظہار مسرت و امتنان کرنے کے لیے عمائد و رؤساے ڈھاکہ کا ایک شاندار جلسہ نارتھ برُوک ہال مین منعقد ہوا۔ آپ آجکل اپنے اہل و عیال کے ساتھ کالکتہ مین مقیم ہین۔

ودیاساگر راے کالی پرشنا گھوش بہادر ودیاساگر راے کالی پرشنا گھوش بہادر سی۔ آئی۔ ای

راے کالی پرشنا گھوش سنہ ۱۲۵۰ بنگلہ مین موضع بہراکر پرگنہ بکرم پور مین پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد بابو شیب ناتھ گھوش ولد بابو پران کرشن گھوش ساکن جسور تھے۔ آپکے جدّ بزرگوار بابو پران کرشن گھوش نے جسر کی اقامت ترک کر کے مقام بکرم پور مین سکونت اختیار کی۔ آپ کے دولتخانہ ہی مین ایک مکتب تھا جسمین

آپ تین برس کے سن مین داخل ہوے - پانچ برس کے سن مین پڑھنا
ابتدا اختیار کرلی - سات برس کے ہوکر چلے آئے - اور تعلیم کی تحصیل
سکول مین داخل ہوے - یہان انٹرنس کلاس تک تعلیم حاصل کی
گرچہ انٹرنس کا امتحان بھی نہین پاس کیا - مگر آپ انگریزی کے زبردست
مجمع عام مین نہایت عمدہ اور فصیح انگلش مین تقریر فرماتے ہین اور
درحقیقت مشرقی بنگال کے ایک بڑے اور عظیم الشان مقرر سمجھے
جاتے ہین - پہلے آپ انگریزی ہی مین لکچر دیا کرتے تھے - مگر اثنا
قیام کلکتہ کے دوران مین مسٹر ... نے آپکو صلاح دی کہ آپ
اپنی مادری زبان مین تقریر فرمایا کرین - جب سے آپ عموماً
بنگلہ زبان مین لکچر دیا کرتے ہین - اپنے زمانۂ طالب علمی مین
آپ نے زبان سنسکرت مین بڑی اعلیٰ مہارت پیدا کی - آپ کی
انشا پردازی بنگلہ زبان مین اعلیٰ انشا پردازی کا بہترین نمونہ
سمجھی جاتی ہے - آپ کا سن اسوقت ۶۷ سال کا ہے مگر آج تک
آپ کے قلم کی روانی نہین رکی ہے - آپ متعدد کتابون کے مصنف
ہین - منجملہ اون کے ناری جاتی بشیک پرتاب ہندو پلریٹ وغیرہ
کتابین آپ کے طراوش قلم کے نتیجے ہین -

درگاموہن داس

درگاموہن داس - وکیل ہائیکورٹ - درگاموہن داس سنہ ۱۸۴۱ء مطابق سنہ ۱۲۴۸ بنگلہ مین موضع تلیرا باغ پرگنہ بکرم پور مین پیدا ہوئے تھے - آپکے والد بابو کاشیشر داس بریسال کے ایک وکیل تھے - اوائل عمر مین آپ نے بیریسال مین تعلیم پائی - اور بیریسال ضلع اسکول سے انٹرنس پاس کرنے کے بعد آپ پریسیڈنسی کالج مین داخل ہوے - بعدہ امتحان وکالت پاس کرکے بیریسال مین وکالت شروع کی - پھر کلکتہ چلے آئے اور ہائیکورٹ مین وکالت کرنے لگے - آپ نے اس پیشہ کے ذریعہ سے بہت بڑی دولت حاصل کی - آپ مذہب کے اعتبار سے برہمو تھے - آپ نے اصلاح تمدن و معاشرت مین حد سے زیادہ سعی فرمائی - ہندؤن مین عقد بیوگان کو رواج دینا چاہا - اور اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد اپنی سوتیلی مان کا عقد ثانی کرویا - اوھون نے باوجود پیرانہ سالی کے خود ایک بیوہ سے تزویج کرلی - آپکا انتقال سنہ ۱۳۰۴ بنگلہ مین ہوا - آپ نہایت نیک متحمل اور فیاض تھے - اصلاح تمدن کے کام مین کسی سے دب کر نہ رہے - خود آپ کے دولت کدہ مین ایک ہائی انگلش اسکول اور ایک خیراتی ہسپتال قائم ہے -

دیناناتھ سین

راے صاحب دیناناتھ سین - انسپکٹر آف اسکول مشرقی بنگال - دیناناتھ سین سنہ ۱۸۳۹ء مین اپنے چچا کے مکان واقع موضع بیرا

علاقہ مانک گنج سب ڈویژن مین پیدا ہوئے - آپ کے والد کا نام گوکل چندر سین معروف بہ گوکل منشی - ساکن موضع دسرا - پرگنہ مانک گنج مین تھا - آپنے کمیلا ضلع اسکول سے انٹرنس پاس کیا - اور جونیر اسکالرشپ پایا - اسکے بعد ڈھاکہ کالج مین داخل ہوئے - اور اسی کالج سے امتحان بی - اے مین شریک ہوئے - مگر بدقسمتی سے ناکامیاب رہے - کالج ترک کر کے ڈھاکہ کالیجنٹ اسکول کے ٹیچرون کے زُمرے مین داخل ہوئے ایک عرصہ تک نارمل اسکول کے ہیڈ ماسٹر رہے - اسی عہدہ سے ترقی کر کے اسسٹنٹ انسپکٹر - پھر جائنٹ انسپکٹر - بعدہ انسپکٹر آف اسکول مشرقی بنگالہ ہوئے - انسپکٹری اسکول کے دوران مین گورنمنٹ کی اجازت سے کچھ دنون مہاراجہ تپرا کے وزیر رہے - لیکن تھوڑی ہی دن کے بعد اپنے پہلے عہدہ پر لوٹ آگئے - آپ نے تین درسی کتابین لکھی ہین - یعنی شکھادان پرنالی - مانوشک گوتونا - بونگو دیش او اشا ہیر سنگھیتیہ بیبرن - اس زمانہ مین آپ برہمو ہو گئے - اور برہمو سماجی مندر کے تعمیر مین حد سے زیادہ سرگرمی اور کوشش فرمائی - لیکن اپنے زندگی کے آخری ایام مین اُس عقیدہ سے تائب ہو گئے - آپنے علم موسیقی مین ایک کتاب لاجواب بنائی ہے اُپا نیدھان کا ترجمہ کیا ہے - اور ہمیشہ نئی نئی چیزون کے ایجاد مین کوشش کرتے تھے - آپ نے ۱۸۹۹ء مین وفات پائی -

مسٹر لال موہن گھوش

مسٹر لال موہن گھوش مسٹر من موہن گھوش کے چھوٹے بھائی تھے
آپ ۱۸۶۹ء مین انگلینڈ گئے۔ قانون کے امتحان مین کامیاب ہوئے۔
بعد چند سال واپس آنے کے آپ محرک اس امر کے ہوئے کہ ہندوستان
مین سول سرویس کا امتحان ہو اور اُسکو تحریک کرنے کے لئے بامداد
برٹش انڈیا اسوسیشن آپ بارثانی انگلینڈ تشریف لیگئے اور اس امر پر
تقریرین کین جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسٹیوٹیری سول سرویس ہندوستان مین
ہونے لگا اور دایسرای ہند لارڈ رپن کے زمانہ مین یہ احکام بذریعہ
البرٹ بل کے جاری کیا کہ ہندوستانی جج بھی بطور انگلش جج کے
مقدمات انگریزون کے فیصلہ کیا کرین اسپر انگریزون نے بڑی
زورون سے مخالفت کی۔ اب پھر یہ سہ بارہ یعنی تیسری مرتبہ
انگلینڈ گئے اور یہ کوشش کی کہ ممبر پارلیمنٹ کے ہون مگر ناکامیاب
رہے۔ آپ نے مائکل مدہوسوُدن کی میگھ ناتھ بدہ نامی مشہور کتاب
کا بزبان انگریزی ترجمہ کیا ہے ۱۹۰۵ء کے عظیم الشان قومی جلسہ
مین آپ صدر انجمن رہے۔ ۱۹۰۸ء مین آپ نے انتقال کیا۔

ہندو زمینداران

پرگنہ بکرم پور مین سری نگر کی بابوان قدیم زمیندار ہین اور اچھی آمدنی کی زمینداری ہے داد و دہش مسافر پروری اور غربا نوازی انکے بزرگونکے طریقے پر ہنوز جاری ہے بڑے رعب و داب کے زمیندار ہین حکام وقت کے یہان بھی قدر و منزلت ہے تھانہ سری نگر کے علاقے مین انکی بڑی زمینداری ہے۔

بابو برج موہن راے

بابو برج موہن راے بہار کے متعلق روایل کے خاندانی زمیندار اور قوم کے برہمن تھے روایل مین انکا بڑا عالیشان پختہ مکان ہے جو راج باڑی کے نام سے مشہور ہے اور بڑا احاطہ اور باغ کے ساتھ قائم ہے انکے یہان بھی مسافر نوازی اور غربا پروری سابق سے جاری ہے اور اچھی آمدنی کی زمینداری اور امیرانہ سامان ہے بابو برج موہن راے اور سر بو موہن راے دونون بھائی کے ورثا اسوقت مالک ہین۔

بابو نبسی لوچن متر

بابو نبسی لوچن متر اس شہر کے باشندے ہندو زمیندار اور کلکتہ بھوکیلاس کے راجگان کے قرابت دار تھے اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ امیرانہ طور سے رہتے تھے قدیم نواب صاحبان ڈھاکہ کے یہان

بڑی عزت وتوقیر تھی حکام وقت بھی قدر کرتے تھے انکا مکان محلہ پھولبڑیا مین ہنوز موجود ہے جسمین انکے ورثا رہتے ہین اور زمینداری بھی اچھی آمدنی کی ہے سب خوشحال ہین محلہ پھولبڑیا مین بہت سی زمین انکی ہے جسمین رعایا بسے ہوئے ہین۔

پہلوانان ڈھاکہ

صوبہ داری عہد مین مرزا منّا بڑے شہزور قوی ہیکل اور خوبصورت جوان تھے کہتے ہین کہ وہ ہر روز دس سیر پلاؤ ایک وقت مین نوشجان کرتے اور کاٹھ کی چوکی پر بیٹھ نہین سکتے تھے انکے جسم کے بوجہ سے چوکی دب جاتی تھی پتھر کی چوکی پر بیٹھتے تھے دریا مین تیرنے کی اسقدر مہارت تھی کہ بوڑھی گنگا ندی کو بآسانی تیر کر پار ہو جاتے اور پھر تیر کر واپس آتے مرزا منا نواب ابراہیم خان فتح جنگ کے وقت مین تھے نقل ہے کہ ایک روز نواب ابراہیم خان شہر کے محاذی بوڑھی گنگا ندی کے دکھن پار مقام جزیرہ کے بالا خانہ پر جو لب دریا تھا اپنے احباب کے ساتھ بیٹھے تھے مرزا منا بھی اُس مجلس مین حاضر تھے اتفاقاً ایک بہت بڑا مگر علین نواب صاحب کے بالاخانہ کے نیچے پانی پر منودار ہوا۔ اہل مجلس نے دیکھکر مذاقاً مرزا منا سے کہا کہ اس نے

لڑ سکتے ہو اُنھون نے کہا ہان دیکھئے کیا کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ مین ایک
خنجر لیکر بالاخانہ سے دریا مین کود پڑے گرتے ہی وہ مگر انکو نگل گیا
سب کو نہایت تاسف ہوا کہ اس شخص نے محض اختلاط کی بات پر اپنی
جان دیدی۔ مگر انکو نگل کر تہِ آب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد کچھ دور سے
مرزا منّا تیرتے ہوئے دریا مین نظر آئے لوگ تحیر دیکھتے تھے کہ آتے مین
وہ مگر بھی پانی پر نظر آیا۔ مرزا منّا تیر کر اس مکان پر آئے اور کہنے لگے کہ
مگر کا کام تمام کر دیا کشتی دوڑا کر اسے اُٹھوا منگوائیے اُسیوقت کشتی
گئی اور مگر کو باندھ کر لے آئے خشکی پر اُٹھا کر دیکھا کہ اسکا شکم چاک ہے
مرزا منّا نے بیان کیا کہ جسوقت مگر نے مجھے نگل لیا اُسکے شکم مین جاتے ہی
مجھکو سخت گرمی معلوم ہوئی اور اُلٹی سانسین لینے لگا بہ مشکل اپنے
کو سنبھال کر خنجر سے اسکا شکم چاک کر کے نکل آیا اور پانی پر آکر سانس
لی۔ اللہ رے شہزوری اور عالی ہمتی پہلوانی اسیکو کہتے ہین انکا ذکر
اس بہرہ مین آگے بھی ہوا ہے۔ امیر شخص تھے۔ ایک ہاتھی دانت کے
انڈے کو دونون ہاتھون سے دبا کر توڑ اتھا جس سے انکے تمام بدن کے
رگون سے خون جاری ہوا اور مر گئے۔

موجودہ پہلوانون مین رگھوناتھ سکھیری بھی اپنے وقت کا بڑا
پہلوان اور تیار شخص تھا سب اسکو رگھوبیر کہتے تھے ہندوستان کے

اکثر صوبے کے بڑے پہلوان ڈھاکے مین آکر اس سے کُشتی لڑے
مگر سب زیر ہوے اسکو خداداد زور تھا اور فن کشتی مین بھی اچھی مہارت
تھی اسکا شاگرد ڈومن خلیفہ جسنے ہنومان سنگھ ایک سپاہی
پہلوان کو جو ہزار جوان کا سردار تھا کُشتی مین پچھاڑا تھا۔ ڈومن خلیفہ
قدوقامت مین نہایت پست اور مُنہنی شخص تھا وہ جسوقت ہنومان سنگھ
کے مقابل مین آیا تو اُسکے سینے کے برابر بھی نہ تھا مگر اپنے کرتب سے
اُسے زیر کیا۔ حال یہ تھا کہ دو گھنٹے کے پیترے مین بھی ہنومان سنگھ
اسکو پکڑ نہین سکا جب پکڑنا چاہتا کبھی اسکے پہلو سے کبھی ٹانگ کے
نیچے سے نکل جاتا اور کبھی اسکے شانون پر سے اُچک کر پیچھے چلا آتا صاحبان
انگریز جو مابین مین تھے شور کرتے تھے کہ جلدی کرو ہنومان سنگھ غصہ
ہو کر کہتا تھا صاحب کس بندر سے لڑواتے ہین یہ تو ہاتھ ہی نہین آتا
جب دو گھنٹے گذرے اور ہنومان سنگھ کا دم بھر آیا اور ہانپنے لگا اُسوقت
ڈومن خلیفہ خود گرفت مین ہنومان سنگھ کے آگیا اور ہنومان سنگھ نے اسکو
پکڑتے ہی سر پر اُٹھا لیا چاہتا تھا کہ زمین پر دے ٹپکے اتنے مین وہ اُسکی گردن پہ
بیٹھ گیا اور دونون پیر سے اُسکے گلے مین ایسا گل پھنس لگایا کہ جس سے
ہنومان سنگھ کا دم گھٹنے لگا اور زبان نکل پڑی سر گھوم گیا بیخود ہو کر
زمین پہ گر پڑا۔ گرتے ہی ڈومن خلیفہ اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ کُشتی ماری

کا غل ہوا شہر کے پہلوانون نے اسکو کندھے پر اٹھالیا اور وہ مارا کی صدا بلند کرتے ہوئے اکھاڑے سے نکل آئے یہ کُشتی پلٹن مین ہوئی تھی صاحبان انگریز اور عمایدِ شہر سب اس دنگل مین موجود تھے سب نے اسکی تعریف کی اور بہت کچھ انعام دیا۔

اس شہر مین اور بھی بہت سے نامی پہلوان تھے حسنو خلیفہ جسکا اکھاڑا متصل حُسینی دالان کے نامور اکھاڑا تھا سیکڑون پہلوان شاگرد اسکے تھے رجبی خلیفہ۔ فتّی۔ دخیراتی۔ بھاگیرت ٹھاکر۔ سانو خلیفہ۔ یہ لوگ گرد حُسینی دالان اور اُردو اور چوک کے اطراف مین مشہور پہلوان تھے شہر کے پورب کی سمت ڈومن خلیفہ کا شاگرد افیسرالدین پہلوان نتھو خلیفہ۔ امیر خان وغیرہ نامی پہلوان تھے امیر خان کا شاگرد عمر پہلوان۔ بہت تیار اور قوی ہیکل شخص تھا جسنے مرزا نامی ایک پنجابی پہلوان کو کُشتی مین زیر کیا تھا سابق مین لوگون کو کُشتی اور شہزوری کا بڑا شوق تھا ہر محلے مین دو ایک اکھاڑے تھے جسمین لوگ ڈنڈ و کُشتی کیا کرتے اور خاص لوگ اپنے مکان مین ورزش کرتے تھے۔

نامی کلاونت ڈھاکہ

اس شہر کے نامی کلاونتون مین امام بخش و رحیم بخش دو بھائی

جو دہلی سے آئے ہوئے تھے بڑے نامی تھے امام بخش خیال و دُھرپت
کا نامی اُستاد تھا رحیم بخش ٹپا گانے مین بڑا مشاق اور نہایت خوش
آواز تھا اور فن موسیقی مین دونون کامل تھے اُسوقت اُمراے شہر و
نواب صاحب کو گانا سُننے کا نہایت شوق تھا انکی بہت قدر کرتے تھے
اِن دونون نے اسی شہر مین زندگی بسر کی امام بخش کا شاگرد مٹھن خان
خیال اور دُھرپت کا بڑا استاد اور نامی شخص تھا اسکے زمانے مین دہلی
گوالیار۔ اور پنجاب۔ وغیرہ کے اکثر اُستاد گوئیے یہان آئے اور سب نے
اسکو اُستاد مانا وہ اپنے وقت کا تانسین مشہور تھا۔ اکثر مرشد آباد بھی
جاتا تھا وہان بھی اسکی بڑی قدر تھی۔ نواب پور کے ہندو تائیون
مین اور اکرام پور کے ٹھاکرون مین بھی اکثر اس فن کے بڑے بڑے
استاد تھے ٹپا گانے مین رحیم بخش کا شاگرد میان حبیب نہایت خوش
آواز اور اچھے اُستاد تھے انکے گانے مین یہ اثر تھا کہ اکثر سمجھنے والے
بیخود ہو جاتے تھے گوپال نامی ایک شخص ہندو بھی ٹپا گانے مین اچھا
اُستاد اور خوش آواز تھا یہ دونون اس شہر مین تانسین اور بیجو باورا
مشہور تھے میان حبیب نے کلکتے مین بھی بڑا نام کیا وہان بھی اسکی
بڑی قدر ہوئی اخیر عمر مین حج اور زیارت حرمین شریفین سے آکر
انتقال کیا۔ بیشتر آسودگی کا زمانہ تھا ہر کوچہ و بازار مین گانے بجانے کا



بڑا چرچا تھا لوگ بعد فراغت اپنے کامون کے دو چار گھڑی اسکا بھی شغل کرتے تھے اور اچھے اچھے گوئے ہوتے تھے۔ اسوقت بھی شہر کے عام لوگ ہندو مسلمان گانا بجانا سوانگ جاترا ہولی گانا اور مرثیہ خوانی وغیرہ مین مشہور ہین اور اچھا سلیقہ رکھتے ہین۔

مدرسہ ڈھاکہ

لفٹنٹ گورنر بنگالہ سر جارج کمیل صاحب کی توجہ سے مسلمانون کی تعلیم کے واسطے سنہ ۱۸۷۴ع مین مدرسہ ڈھاکہ کا جاری ہوا اور پہلے سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے مولوی عبید اللہ عبیدی مقرر ہوکر آئے اس مدرسے مین عربی فارسی انگریزی اُردو اور بنگلہ کی تعلیم ہوتی ہے کل طلبا مسلمان ہین اور کوئی قوم نہین ہے۔

مولوی عبـ عبیدی — مولوی عبید اللہ عبیدی سیدنی پور صوبہ اُڑیسہ کے باشندے اور شریف خاندان کے تھے وہ پہلے ہوگلی کالج مین عربی کے پروفیسر تھے سنہ ۱۸۷۴ع مین مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوکر آئے عربی اور فارسی مین اعلی درجے کی قابلیت اور انگریزی کی بھی اچھی لیاقت تھی سنسکرت اور بنگلہ وعربی زبان بھی جانتے تھے فارسی اور اُردو کے بڑے ادیب اور یکتا شاعر تھے فارسی اور اُردو مین انکے دیوان موجود ہین اور انکی تصنیفات

سے عربی وفارسی کی کتابین اکثر مدرسہ کے نصاب مین داخل ہین۔
مدرسہ ڈھاکہ کے عہدۂ سپرنٹنڈنٹی مین گیارہ سال رہے نہایت خلیق
منکسر مزاج تھے ہر شخص سے بحُسن سلوک اور بہ تواضع پیش آتے تھے
عمایدِ شہر اور نواب سر عبدالغنی بہادر کے یہان بڑی قدر تھی حاکمان وقت بھی
بہت عزت کرتے تھے چونکہ خمیر اُنکا ڈھاکے ہی مین تھا ۱۸۸۵ء کی ۶ فروری
کو انتقال ہوا اور لعل باغ کی شاہی مسجد کے صحن مین مدفون ہوے۔

مولوی عبدالسلام

مولوی عبدالسلام صاحب خاندانی فاضل ہین انکے والد ماجد
بڑے عالم اور صاحب باطن تھے مفتی محمد مراد جنکا نام ہندوستان اور
بنگالے مین اظہر من الشمس ہے آپ کے بزرگون مین تھے وطن اِن کا
ضلع فرید پور ہے عربی وفارسی کی لیاقت اور فقہ واصول حدیث وتفسیر
وغیرہ علوم مین بڑے فاضل اور عالم باعمل ہین وہ پہلے ڈھاکہ کالج کے
عربی وفارسی کے پروفسر تھے ۱۸۷۴ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے مدرسِ اوّل
مقرر ہوے اور تا ایام پنشن اس عہدے پر رہے اسوقت پنشن لیکر
زاویہ نشین ہین اور اسی شہر مین رہتے ہین آپ نے حج اور زیارت
حرمین شریفین بھی کی ہے نہایت خلیق اور منکسر مزاج دوست نواز
اور مرجع خاص وعام ہین عمایدِ شہر اور نواب صاحبان ڈھاکہ انکی تعظیم
اور بڑی قدر کرتے ہین۔ آپکے صاحبزادے بھی ماشاءاللہ سب لائق اور سعید ہین

مولوی تصدق حسین بردوان کے باشندے اور شریف زادے تھے
پہلے مدرسہ ہوگلی کے مدرس تھے ۱۸۷۴ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے
دوم مدرس مقرر ہو کر آئے۔ عربی و فارسی کی اچھی لیاقت تھی اور اچھے
فاضل نہایت سلیم الطبع اور خوش مزاج تھے عمایدِ شہر انکی بھی بڑی قدر
کرتے تھے چونکہ خمیر انکا بھی ڈھاکے کا تھا یہین انتقال کیا۔

بعد انتقال مولوی عبید اللہ عبیدی کے مولوی ابو الخیر محمد صدیق ام۔اے
۱۸۸۶ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہو کر آئے یہ بھی پہلے ہوگلی کالج
کے عربی پروفیسر تھے عربی و فارسی مین ام۔اے اور انگریزی کی اچھی لیاقت
تھی نہایت حلیم خوش مزاج اور خوش وضع تھے عمایدِ شہر اور نواب
سر احسن اللہ بہادر انکی بہت قدر کرتے تھے انکے وقت مین مدرسہ ڈھاکہ
کا انگریزی بہرہ یعنے اسکول کی اچھی ترقی ہوئی کلاس پڑھے جنکے واسطے
مدرسہ کی اُتر جانب نیا مکان بنا اور عربی جماعتون مین تغیر و تبدل ہوا
مولوی ابو الخیر قریب پندرہ ۱۵ برس مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ رہکر
پہلے انسپکٹری عہدے پر ترقی پائی بعد ازان کلکتہ پریسیڈنسی کالج
کے عربی پروفیسر ہوئے اُسی عہدے پر چند روز رہکر فوت ہوے۔

بعد مولوی ابو الخیر کے چند روز مولوی عبد الکریم مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ
رہ کر پھر اپنے عہدۂ انسپکٹری پر چلے گئے اور مدرسہ چاٹگام کے سپرنٹنڈنٹ مولوی عبد المنعم صاحب

۱۸۹۹ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہو کر آئے آپ ضلع سلہٹ کے شریف خاندان سے ہین عربی کے بڑے ادیب اور شاعر بھی ہین اور جمیع علوم مین اچھی قابلیت اور فارسی انگریزی کی بھی عمدہ لیاقت رکھتے ہین اور نہایت خوش رو خوشخو اور خوش وضع ہین انکے وقت مین بھی مدرسہ کی بہت ترقی ہوئی اور اُسکے متصل ڈفرن مسلم ہوسٹل کی بنا ڈالی گئی۔ سنگ اساس سر جان اُوڈ برن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے ۲۴- جولائی ۱۹۰۲ء مین اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اور بڑا جلسہ ہوا۔ عمایدِ شہر اور نواب صاحب ڈھاکہ سب ان سے خوش تھے اور قدر کرتے تھے۔ ۲۹- اگست ۱۹۰۵ء کو ہوگلی کالج کے پروفیسر مقرر ہو کر گئے اور شمس العلما ابو نصر محمد واحد اُنکی جگہ پر سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوے آپ بہت بڑے سیاح ہین یورپ اور ہندوستان کے بہت سے جگہونکی آپنے سیر کی ہے۔ آپکا وطن سلہٹ ہے عربی مین بہت بڑے ادیب ہین۔

بہرہ بست و ہشتم ذکر نواب صاحبان ڈھاکہ

خواجہ حفیظ اللہ — خواجہ حفیظ المعروف بہ مولوی حفیظ اللہ خاندان نواب صاحبان ڈھاکہ کے پہلے شخص تھے۔ جنھون نے زمانہ نائب نظامت نواب نصرت جنگ بہادر کے بذریعہ تجارت کشمیر سے تشریف لاکر شہر ڈھاکہ مین سکونت اختیار کی تھی اُنکو علوم دینیہ مین اچھی قابلیت تھی۔ طریقہ پیری مُریدی کا بھی جاری تھا۔ اور اس شہر کے اکثر لوگ آپکے مرید بھی ہوئے تھے۔ اِنکے آبا و اجداد کشمیر مین علوم دینی اور دنیوی



نواب سر خواجہ عبدالغنی بہادر۔ کی سی۔ ایس۔ آئی۔

Santi Press, Dacca.

مین بڑی بڑی فضیلتین اور والئی کشمیر کے یہان اعلےٰ درجے کے عزت
رکھتے تھے۔ خواجہ حفیظ اللہ نے اس شہر مین تجارت کے ذریعہ سے بہت
دولت حاصل کی تھی اور ضلع میمن سنگھ مین پرگنہ اٹیہ اور ضلع تپرہ مین پرگنہ
بردہ کھادی کی زمینداری خرید کرکے امیرانہ طور سے زندگی بسر کی۔ بعد انتقال
خواجہ حفیظ اللہ کے انکے بیٹے خواجہ عبدالغفور اپنے والد کی املاک کے مالک
ہوئے جو ہنوز انکے ورثا کے تصرف مین ہے۔

خواجہ احسن اللہ

خواجہ حفیظ اللہ کے بڑے بھائی خواجہ احسن اللہ جو نہایت صوفی
منش اور عالم باعمل تھے اپنے ایک لڑکے خواجہ علیم اللہ کو اپنے بھائی
کے پاس چھوڑ کر مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے اور وہین اونکا انتقال ہوا
خواجہ علیم اللہ نے اپنے چچا کے پاس رہکر تجارت کے ذریعہ سے بہت
کچھ روزگار اور بڑی دولت فراہم کرکے ضلع باقرگنج مین بڑی زمینداری
خریدکی۔ ماسوا اسکے اور بھی بہت سی کائنات حاصل کی۔ اور محلہ کمھارٹولی
واقع اسلام پور مین فرانسیس کی کوٹھی خرید کرکے اسمین سکونت گزین
ہوئے اور سرکار کمپنی سے بھی اُنکو قدر و منزلت حاصل ہوئی اور اس
شہر کے ایک بڑے امیر و کبیر اور رئیس اعظم ہو گئے۔ اور بڑے بڑے
کار خیر کئے پرگنہ اٹیہ کی زمینداری غربا اور مساکین کے واسطے حسبتہ للہ
وقف کر دی جس سے سیکڑون بندگان خدا پرورش پا رہے ہین۔

اُنکا انتقال ۱۸۵۴ء مین ہوا اور بریسال کے مولوی محمد فاضل نے اُنکی تاریخ لکھی ہے۔

تاریخ

مرگئے خواجہ علیم اللہ امیرِ نامدار ٭ ٭ داخلِ جنت ہوئے با حشمت و تمکین و شان
سالِ مرگ انکا کہا فاضل نے سالِ عیسوی ٭ آہ واویلا ہوا ڈھاکے کا ختمِ خواجگان
۱۸۵۴ء

نواب خواجہ عبد الغنی بہادر

خواجہ علیم اللہ کثیر الاولاد تھے انکے سب لڑکون مین نواب عبد الغنی بہادر نہایت زیرک اور دانشمند اور علم و حلم کی دولت سے بہرہ مند تھے اسلئے خواجہ علیم اللہ نے اُنھین کو اپنا جانشین کر کے کُل املاک انکے قبضے مین دیکر مالک کیا اور دیگر اولاد کے واسطے تنخواہین مقرر کین نواب سر عبد الغنی بہادر نے اپنی زیرکی اور دانشمندی سے اپنے خاندان کی رسوخیت اور املاک کی بڑی ترقی کی اور سرکار قیصری مین بڑی عزت پیدا کی۔ نوابی خطاب اُنکو اور اُنکے ورثا کو ہمیشہ کے واسطے حضور قیصر ہند سے عطا ہوا۔ اور انکو کے۔ سی۔ آئی کا۔ خطاب ملا۔

نواب سر عبد الغنی بہادر کی داد و دہش عقل و دانش اظہر من الشمس ہے ۔ ہند سے لیکر عرب۔ روم۔ شام اور یورپ تک اُنکی فیاضی اور زیرکی کا شہرہ ہے۔ لاکھون روپے کارِ خیر اور امرِ حسنات مین صرف کئے



نواب سر خواجہ احسن اللہ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔

Santi press, Dacca

ڈھاکے کی بہت سی پُرانی مسجدین مرمت کرائین۔ اور اپنے صرف سے ڈھاکے مین واٹر ورک یعنی پانی کی کل جاری کروائی جسکے ذریعہ سے ہر خاص و عام کو بلا ٹکس عمدہ وصاف پانی ملتا ہے۔ عرب مین نہر زبیدہ کی مرمت کو خرچ بھیجا۔ روس اور ٹرکی کی لڑائی مین بیوہ گان اور یتیمان سپاہ ٹرکی کے واسطے مبالغ کثیر ارسال کئے اور اکثر ملکون کی قحط سالی مین لاکھون روپئے سے قحط زدگان کی امداد کی۔ وغیرہ وغیرہ بہت سے کار خیر ان سے ہوئے۔

سنہ ۱۸۷۵ء کلکتے مین پرنس آف ویلس کی تشریف آوری کے دربار مین نواب عبد الغنی بہادر کی والیان ملک کے برابر توقیر کی گئی اور پرنس سے خاص ملاقات اور انعامات حاصل ہوئے۔ اور "اسٹار آف انڈیا" کا خطاب ملا اور گورنر جنرل کی کونسل مین ممبر مقرر ہوئے پھر نائٹ کا خطاب پایا۔ جو سب سے اعلیٰ درجے کا خطاب ہے۔ نواب سر عبد الغنی بہادر کا سا اقبال سنہ ابتدا سے آجتک بنگالہ مین کوئی شخص پیدا نہین ہوا جس سے ساری بنگالہ کی عزت افزائی ہوئی۔

نواب عبد الغنی بہادر نے اپنی حین حیات مین اپنے صاحبزادے نواب احسن اللہ بہادر کو اپنا جانشین اور کل املاک کا مالک کر گئے تھے۔ نواب احسن اللہ بہادر

نواب احسن اللہ بہادر نہایت دانشمند زیرک اور بہت حلیم اور سلیم الطبع تھے۔ انھون نے ریاست کے کاروبار کو بحسن وخوبی انجام دیا اور معاش ملکیت کو بھی بہت ترقی دی۔ اور ضلع ڈھاکہ مین پرگنہ گوبندپور

خرید کیا۔ اور شہر مین بڑی روشنی کا انتظام کیا۔ اور وہ بھی گورنر جنرل کی کونسل کے ممبر مقرر ہوے۔ اور اُنکو اسٹار آف انڈیا اور نایٹ کا خطاب ملا۔ اہل شہر کو اِن سے بھی بہت فیض پہنچا اور ہر ایک مُلک مین انکی فیض رسانی ہوئی۔ بریسال مین زنانہ ہسپتال انھین کی وجہ سے جاری ہوا۔ وغیرہ وغیرہ بہت سے کار خیر اِن سے ہوئے۔

بعد وفات نواب احسن اللہ اِنکے خلف الرشید نواب سلیم اللہ بہادر اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ جو کہ اِس وقت شمع خاندان اور ماہتاب بنگالہ ہین۔ انکو بھی قیصر ہند کی تاج پوشی کے وقت دہلی کے دربار مین نواب بہادر کا خطاب ملا۔ اور والیان مُلک کے شمار مین عزت افزائی ہوئی۔ یہ بھی نہایت زیرک اور امورات ریاست مین بغایت ہوشیار اور داد و دہش و غمخواری اہل شہر و دیار مین اپنے آبا و اجداد کے یادگار ہین۔ اللہ اُنکو اور اُنکے خاندان کے صاحبان ذی شان کو سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔ کہ فخر ڈھاکہ بلکہ فخر بنگالہ ہین۔ اِس خاندان مین بڑے بڑے لائق اور باکمال شخص بھی ہوئے۔

نواب سلیم اللہ بہادر

خواجہ اسد اللہ مرحوم فارسی مین بہت بڑے اعلیٰ درجے کے شاعر تھے اور کوکب تخلص تھا۔ خواجہ عبد الرحیم عرف بچہ میان مغفور فارسی کے بڑے منشی تھے۔ اشعار اُردو بھی کہتے تھے۔ حیا تخلص تھا



Santi Press, Dacca.

خواجہ حیدر جان مرحوم اُردو کے اچھے شاعر تھے۔ اور شائق تخلص تھا
خواجہ عبد الغفار مغفور بھی اُردو اشعار عمدہ کہتے تھے۔ اختر تخلص تھا۔

بہرۂ بست و نہم عمارات قدیم شہر ڈھاکہ

و ضلع ڈھاکہ

اسلام خان کی مسجد

شہر ڈھاکہ آباد کر کے اسلام خان نے جہان اپنے رہنے کا مکان بنوایا تھا۔ وہ محلہ ہنوز اُسیکے نام سے اسلام پور مشہور ہے اُسکے مکان کا اسوقت کوئی نشان باقی نہین صرف اسکی تعمیر کی ہوئی مسجد اُسی محلہ کے کوچۂ عاشق جمعدار مین ابتک قائم ہے جسکو اس شہر کی پہلی آبادی کی تعمیر قدیم کہتے ہین یہ ایک سہ گنبدی مسجد سابق وضع کی بنی ہوئی ہر جو شایستہ خانی مساجد کی وضع سے الگ ہے۔ کتابہ اُسکا معلوم نہین کسنے اُکھاڑ لیا محلہ دارون کی حفاظت مین مسجد ہنوز آباد اور اذان وصلوٰۃ جاری ہے۔

بینت بی بی کی مسجد

یہ مسجد شہر ڈھاکہ کی آبادی کے قبل زمانے کی تعمیر کی ہوئی ہے جو محلۂ نراندیہ مین پل کے اوتر جانب ہنوز قائم ہے ہر چند کہ یہ مسجد چھوٹی

اور ایک گنبدی ہے مگر بہت پُرانی اور قدیم زمانے کی تعمیر ہے۔ جسوقت یہان پہلی بستی چند مسلمانون کی ہوئی تھی اور نصیر الدین محمود شاہ کی سلطنت کا زمانہ اور دار السلطنت بنگالے کی گوڑ مین تھی اُسوقت یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ اُسکے کتابے کی نقل یہ ہے۔

شد مزین ببانگ حیّ فلاح

مسجدِ این غریب لیل و صباح

مسماۃ بخت بنیت دختر مرحمت

سنہ ۸۶۱ ہجری

حیات بیوپاری کی مسجد

اُسی محلہ نزاندیہ مین پل کے دکھن طرف حیات بیوپاری نے یہہ مسجد سنہ ۱۰۸۴ھ مطابق سنہ ۱۶۷۳ع مین تعمیر کی تھی اور نزاندیہ کا پل بھی اسی بیوپاری کا بنایا ہوا ہے اس مسجد کے چراغان کے واسطے اُسوقت کے صوبہ دار کی دی ہوئی جاگیر ایک سو بگیہ زمین اطراف مسجد مین تھی جو متولیون کی بد دیانتی سے اسوقت صرف آٹھ دس بگیہ باقی رہگئی ہے جسکی آمدنی سے ہنوز مسجد کی روشنی اور مرمت وغیرہ ہوتی ہے اور پل کی مرمت اور حفاظت میونسپلٹی کرتی ہے۔

حاجی شاہ باز کی مسجد اور مقبرہ

یہہ مسجد شہر کے اُتر اور رمنہ کے میدان کے دکھن طرف واقع ہے جو سنہ ۱۰۸۹ ہجری مطابق سنہ ۱۶۷۹ع مین تعمیر ہوئی تھی۔ بانی اسکا حاجی شاہ باز ایک سوداگر تھا جسنے عہد صوبہ داری مین شاہزادۂ محمد اعظم کے یہ مسجد تعمیر کی تھی۔ بہت بڑی سہ گنبدی مسجد ہے جسکا طول ۶۰ فیٹ اور عرض ۲۶ فیٹ ہے۔ دروازون کی چوکھٹین اور ممبر سنگی ہین۔ اور اُسکے صحن مین پورب طرف حاجی شاہ باز کی قبر ہے جسپر ایک خوبصورت گُنبد بنا ہوا ہے طول اور عرض برابر ۲۶۔ فیٹ ہے۔

نقل کتابہ مسجد

ساخت حاجی خواجہ شہباز این بنائے پاک را
آنکہ در رفعت بعرشِ اعظم ابناز آمدہ
بر زبانِ عقلِ کل تاریخ این بنیاد پاک
مسجدِ زیباز حاجی خواجہ شہباز آمدہ

سنہ ۱۰۸۹ ہجری

چُوڑی ہٹے کی مسجد

یہ مسجد چوک کے پچھم طرف محلۂ چوڑی ہٹے مین واقع ہے۔ یہ ایک لداؤ چھت کی نہایت مستحکم مسجد ہے۔ طول ۳۰ فیٹ عرض ۱۴ فیٹ اندر کی پیمایش سے ہے۔ دیوارین ۵ فیٹ چوڑی ہین کہتے ہین کہ یہ مسجد پہلے ایک مندر تھا جو شاہ جہان بادشاہ صاحب قران کے عہد سلطنت مین کسی ہندو افسر نے تعمیر کیا تھا۔ سلطان شجاع نے جو اُسوقت یہان کا صوبہ دار تھا اس مندر کے بتون کو پھکواکر اسکی مسجد بنوائی چند سال ہوئے کہ اُس مسجد کے صحن کی مرمت کرتے وقت ایک پتھر نکلا جسمین باسودیو کی مورت بنی ہوئی ہے وہ پتھر اسوقت مسجد کے کونے پر باہر کیطرف سڑک کے قریب رکھا ہوا ہے۔

نقل کتابہ مسجد

قال الله تعالیٰ انما یعمر مساجد الله من اٰمن بالله والیوم الاخر واقام الصلوٰة واتی الزکوٰة ولم یخش الا الله فعسیٰ اولئک ان یکونوا من المهتدین قال النبی علیه السلام من بنی مسجدا بنی الله تعالیٰ له سبعین بیتا فی الجنة بنی هذا المسجد فی عصر سلطان العهد والزمان ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران الذی عدل عنت سامنه

ساعت منه بعمل الثقلین یوازی شاہجہان بادشاہ غازی
حین تسبت سلطنت بنجالہ بوکلاء خلفۃ الرافع الویۃ العدالۃ
والشریعت والسلطنت القامع اساس البدعت مزین المسانہ
والسریر شاہ محمد شجاع بہادر الراجی الی رحمۃ اللہ الصمد
محمد بیگ غفرلہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ۔

ترجمہ

کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق سوائے اُسکے نہین بنے گین مسجدین اللہ کی
جسنے ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قایم کیا نماز اور دیا زکوٰۃ اور
نہین ڈرا مگر اللہ کو پس امید ہے کہ وہ لوگ ہوئین راہ پانے والون سے
اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جسنے بنائی مسجد بنائیگا اللہ تعالے واسطے
اُسکے ستر گھر جنت مین۔ بنی یہ مسجد زمانہ مین سُلطان وقت یعنی زمانہ
کا ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران جسکے ایک ساعت کا انصاف
جن وانس۔ کے عمل نیک کے برابر ہے شاہ جہان بادشاہ غازی بحین
حوالگی سلطنت بنگالہ وکلا کو اسکے فرزند کے جو بلند کرنے والا جہنڈا
عدالت اور شریعت کا اور سلطان اُکھاڑنے والا بنیاد بدعت کی زینت
دینے والا مسند اور تخت کا شاہ محمد شجاع بہادر بندہ امیدوار رحمت اللہ
الصمد کے محمد بیگ بخشے اُسکو اللہ اور والدین کو اُسکے اور احسان کرے اُن

دونون پر اور اُس پر

فارسی اشعار

یافت در عہد شاہ زادہ شجاع | کفر ز اسلام مستقیم شکست
خامۂ اکنون کہ اوستاد قضا | نقش این مسجد شریف بہ بست
از خرد سال این بنا جستم | گفت فی الفور آن خداے پرست
کاف کفر او ز کفر دور کنی | می برآید ز لفظ کفر شکست

سنہ ۱۰۶۰ھ

مسجد کوچہ ناسوالا محلہ گرد قلعہ

یہ مسجد بہت قدیم اور زمانہ سلطنت مغلیہ کے قبل کی بنی ہوئی ہے بجلی کے گرنے سے اُسکا گنبد ٹوٹ گیا تھا جسقدر باقی تھا وہ بھی سنہ ۱۹۰۷ء کے زلزلہ مین بالکل شکست ہوگیا۔ صرف دیوارین باقی ہین۔ یہ مسجد سنہ ۸۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۸ء مین سلطان ناصر الدین ابو المظفر محمود شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر ہوئی تھی۔ طول ۲۷ فیٹ اور عرض ۱۶ فیٹ اندر کی پیمایش کے حساب سے ہے اور دیوارین ۴ فیٹ چوڑی ہین۔

قال اللہ تعالیٰ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً۔ استحکم ھذا

الباب بنی ایام خلافة الخلیفة مستعان ناصر الدین والدین ابو المظفر
محمود شاہ السلطان خلد ملکه السبحان - المخاطب بخطاب خواجہ جہان
صانه عن آفات الرحمن فی الاقلیم جد مبارک باذن اللہ الی یوم التناد
فی العشرین من شعبان سنة ثلث ستین وثمانمائة من الھجر النبی صلی اللہ
علیه واله اجمعین۔

ترجمہ

کہا اللہ تعالے نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بولاؤ
ساتھ اللہ کے کسیکو۔ مضبوط ہوا یہ دروازہ اور بنائی گئی ایام خلافت مین
خلیفہ مدد چاہنے والے کہ مددگار دنیا اور دین کا ابو المظفر محمود شاہ سلطان
ہمیشہ رکھے ملک اسکا سبحان۔ مخاطب ہے خطاب مین خواجہ جہان کے
بچائے اسکو آفتون سے رحمٰن۔ ملک مین جد مبارک کے حکم سے اللہ
کے روز قیامت تک (تاریخ) بیسویں شعبان سنہ آٹھ سو ترسٹھ
ہجری نبی صلی اللہ علیہ و آلہ واجمعین ۔ ۸۶۳ھ۔ [1]

نواب شایستہ خان کی مسجد واقع بابو بازار لب دریا

[1] اس مسجد اور بنیت بی بی کی مسجد کے کتابے کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خان کے شہر ڈھاکہ بسانے کے قبل بھی یہان مسلمانون کی بستی تھی۔

امیر الامرا نواب شایستہ خان کی تعمیرات مین یہ پہلی مسجد ہے جو اُسکے
مکان کے ساتھ تعمیر ہوئی تھی یہ مسجد محلۂ بابو بازار مین بوڑھی گنگا ندی
کے اُتر کنارے پر واقع ہے اور تین۳ گنبد کی نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے
جو ہنوز قائم ہے اور محلہ دارون کی حفاظت سے آباد اور اذان وصلوٰۃ
کے ساتھ جاری ہے نواب شایستہ خان کا مکان اسی مسجد کے قریب
لب دریا تھا اِسوقت اُسکا کوئی نشان باقی نہین ہے۔ صرف ایک
پُشتہ جو بابو بازار کے گھاٹ سے پورب طرف کھال تک موجود ہے
یہ گھاٹ بھی نواب شایستہ خان کا بنوایا ہوا ہے۔ اُسکے مکان کا احاطہ
دکھن دریا اوتر سڑک پورب بابو بازار کی کھال (نالہ) پچھم
مڈفورڈ ہسپتال کے پچھم سامنے کی سڑک تھی اِسوقت وہ سب
زمین میڈیکل اسکول اور زنانہ ہسپتال وغیرہ کے متعلق ہے۔ اس
سرزمین کا نام سابق مین کٹرہ پاکرتلی مشہور تھا۔ جو بعد ازان بابو بازار
کے نام سے معروف ہوا۔ یہ مکان اور مسجد نواب شایستہ خان کی پہلی
صوبہ داری کے زمانے یعنی ۱۶۶۴ء مین بنے تھے۔ اور اِس مسجد کی
اُتر طرف نواب شایستہ خان کی ایک لڑکی شاہزادی خانم عرف لاڈو
بی بی کا مقبرہ بھی تھا جو زنانہ ہسپتال بنے کے وقت منہدم کر دیا گیا
اِس مسجد کے کتابہ کے نوشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شایستہ خان نے

مسجد کے انتظام روشنی اور مرمت وغیرہ اور غربا و مساکین کے وظیفہ کے واسطے بہت سی زمین اور مکانات بھی وقف کئے تھے۔ آتش زدگی مین کتابے کے پتھر کا زیادہ حصہ جلکر حروف مٹ گئے ہین جسقدر باقی ہے اُسکی نقل یہ ہے۔

نقل کتابۂ مسجد

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین اما بعد آنکہ چون این مقام خجستہ فرجام خیر خواہ فقرا امیدوار رحمت حق جل وعلے شایستہ خان الامرا احداث نمودہ وقف شرعی کردہ کہ تمام محصول این تصرف تعمیر و وظیفہ خدمت مسجد و مستحقین و متوکلین........ حکام ذوی الاقتدار و امرا نامدار این امر خیر مستمر و مستقر دارند کہ درین وقف..... نماید........ حق محروم خواہند شد.......کردہ ....مستحقین........شد سال...

مسجد خان محمد مردہا

یہ مسجد لعل باغ کے قلعہ سے کوئی پون میل اُتر پچھم طرف محلۂ آتشخانہ مین واقع ہے یہ ایک دو منزلہ سہ گنبدی مسجد ہے چبوترا اسکا۔ جسپر مسجد اور صحن مسجد قائم ہے۔ طول مین ۱۲۵ فیٹ عرض ۱۰۰ فیٹ اور ۷ فیٹ

بلند ہے مسجد کا طول ۴۸ فیٹ عرض ۲۴ فیٹ اور احاطے کی دیوار دکھن طرف سے پورب کو بہت دور تک ہے نیچے کی کوٹھریان اور دالان مین اسوقت مینوسپل کے بیل وغیرہ رہتے ہین۔ مسجد اسوقت نہایت بے مرمتی کی حالت مین ہے محلہ دارون کے انتظام سے روشنی اور اذان صلوٰۃ ہوتی ہے اسکے کتابے سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اورنگ زیب کے عہد سلطنت مین اور مرشد قلیخان کی صوبہ داری کے وقت مین خان محمد مرد ہا جو اسوقت کی سرکار صوبداری کا کوئی عہدہ دار تھا قاضی عباد اللہ کے ایماسے جو اُسوقت قاضی شہر تھے سنہ ۱۱۱۶ھ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء مین تعمیر کی ہے اسکی قبر بھی صحن مسجد کے نیچے اُتر طرف ہنوز موجود ہے۔

نقل کتابہ مسجد

بعہدِ شاہِ اہلِ ہمت و داد	کہ داد النقیاد شرع و دین باد
زہے شاہی کہ باشد زیبِ اورنگ	خہے ماہے کہ مہرش گشتہ منقاد
دل صدق آشنائے حامیِ شرع	عباد اللہ قاضی کرد ارشاد
کہ از بہر عبادت خان محمد	کند مسجد بصدقِ خویش بنیاد
بفکر سال تاریخش چو رفتم	ندا ئے ہاتفے از غیب در داد
سر گفر از بنایش رفت بر باد	ز طاعت خانہ اش تاریخ ایجاد

سنہ ۱۱۱۶ھ



[illegible]

قلعہ لال باغ

قلعہ لال باغ معروف بہ قلعہ اورنگ آباد۔ یہ قلعہ ۱۶۷۸ء مین اورنگ زیب کے تیسرے لڑکے شاہزادہ محمد آعظم نے بنانا شروع کیا تھا مگر حسب طلب اورنگ زیب کے مرہٹون کی لڑائی مین اورنگ زیب کے شامل ہونے کی وجہ سے اس قلعہ کو ناتمام چھوڑ کر چلا گیا اور امیرالامرا نواب شایستہ خان کو جو اسکے جگہ پر صوبہ دار بنگالہ ہوکر دوسری بار آیا تھا اسکی تعمیر کرنے کو تاکید کر گیا۔ مگر نواب شایستہ خان نے بہ سبب انتقال اپنی لڑکی بی بی پری کے جو شاہزادہ محمد آعظم کی زوجہ تھی اس قلعہ کی تعمیر کو منحوس جانکر اتمام کو نہین پہنچایا صرف ایک خوبصورت سنگی مقبرہ اپنی لڑکی بی بی پری کا وہان بنواکر قلعہ کو ناتمام چھوڑ دیا۔ اورنگ زیب نے اُس قلعے کو نواب شایستہ خان کی جاگیر مین مرحمت کر دیا۔ جسکے مالک ہنوز اسکے ورثا ہین اور ۱۸۵۸ء مین اونکے ورثا نے قلعہ مذکور سرکار گورنمنٹ کو قایمی نبد وبست مین دیدیا اور سالانہ مبلغ ساٹھ روپیہ پاتے ہین۔ وہ قلعہ اسوقت گورنمنٹ کے تصرف مین ہے اور جو کچھ سابق تعمیرات اسوقت باقی ہے وہ شاہزادہ محمد آعظم کی بنا ہوئی ہے جسکا ذکر بہرۂ ہفتم مین مذکور ہوچکا ہے۔ اس قلعے کے اندر

قابل ذکر تعمیرات یہ ہین۔ دریا کیطرف کا پشتہ اور فصیل۔ دو ڈیوڑھیان ایک حمام کا مکان اور اسکے پورب ایک تالاب اور پچھم جانب ایک مسجد ہے۔ حمام کا مکان دو منزلہ اور اُسکی چھت لداؤ کی ہے اور پائے پتھر کے ہین۔ نیچے کے منزل مین غسلخانہ تھا اور اوپر شاہزادہ جلوس کرتا تھا۔ اِسوقت وہ مکان پولیس اسٹیشن ہے مسجد بھی ابتدائے تعمیر قلعہ کے وقت کی بنی ہوئی ہے تین گنبد کی بڑی مسجد ہے اور ممبر سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ کتابہ نہین ہے یہ مسجد اِسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے۔

لال باغ کی بڑی مسجد

یہ مسجد شاہزادہ فرخ سیر کی بنائی ہوئی ہے ۱۷۰۳ء مین جبوقت وہ اپنے والد شاہزادہ عظیم الشان کا قائم مقام صوبہ دار بنگالہ ہو کر ڈھاکے مین آیا تھا۔ یہ بہت بڑی مسجد ہے جسمین ڈیڑھ ہزار آدمی کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے طول ۱۶۴ فیٹ عرض ۸۵ فیٹ لعل باغ کے قلعہ کی دکھن طرف کی دیوار کے محض قریب واقع ہے چھت اسکی دالانی یعنے لکڑی کے شہتیر برگے کی بنی ہوئی تھی۔ اور شکست ہو کر گر پڑی تھی چند سال ہوے ڈھاکے کے نواب سر عبدالغنی بہادر



Santi Press, Dacca.

نے پھر اسکی چھت بنواکرازسرِنو مرمت کرادی ہے یہ مسجد اسوقت محلہ داروں کی حفاظت میں آباد اور اذان وصلواۃ کیساتھ جاری ہے۔

چوک کی مسجد

یہ مسجد ۱۰۸۶ھ میں امیر الامرا نواب شالیستہ خان نے تعمیر کی ہے جو چوک کے پچھم طرف واقع ہے اور ایک اندارہ بھی اسی مسجد کے نیچے سڑک کی جانب ہنوز موجود ہے اسکے صحن کے پورب حصے کے نیچے دوکانیں ہیں جسکے محاصل سے مسجد کی روشنی اور مرمت وغیرہ جاری ہے۔ یہ ایک سہ گنبدی بہت بڑی عظیم الشان مسجد ہے طول مع چبوترہ وصحن ۹۸ فیٹ عرض اسی فیٹ اور بلند دس فیٹ اور صرف مسجد کا طول پچاس فیٹ اور عرض پچیس ۲۵ فیٹ ہے سابق نائب ناظمان ڈھاکہ عیدین کی نماز جماعت کے ساتھ اسی مسجد میں پڑھتے تھے اسکا برآمدہ حوض وغیرہ حاجی فقیر محمد نے بنوایا ہے جس سے مسجد کی شان اور عظمت دونی ہوئی ہے۔

اصل مسجد کے کتابے کی نقل

شالیستہ راہ حق امیر الامرا		ازصدق لبساخت مسجدے بہر خدا

طالب زخرد چون جست تاریخ بنا	گفتم کہ شد از لطف خدا فرض ادا

سنہ ۱۲۸۶ ہجری

بیگم بازار کی مسجد

بیگم بازار کی مسجد نواب کار طلب خان کی بنائی ہوئی ہے۔ یہ پانچ گنبد کی دو منزلہ مسجد ہے۔ نیچے دوکانین ہین۔ جسکی آمدنی سے مسجد کی روشنی وغیرہ جاری ہے[عله]۔ اس مسجد کو مرزا غلام پیر مغفور نے از سر نو درست کروا کے آباد کی ہے اس مسجد کی پورب طرف ایک باؤلی دار بہت بڑا اندارہ (کنوان) ہے اسکو بھی مرزا صاحب نے درست کرا دیا ہے کتابہ اسکا نہین معلوم کیا ہوا اسیلیے سنہ تعمیر معلوم نہین ہوسکا۔

بڑا کٹرہ

بڑا کٹرے کا ذکر بہرۂ ششم مین ہوچکا ہے۔ اس مکان کی عمارت بہت بڑی اور نہایت مستحکم ہے۔ بوڑھی گنگا ندی کے اُتر جانب لب دریا

عله۔ اس مسجد کے شمال ایک بازار بھی وقف تھا چنانچہ وارثون مین نواب کار طلب خان کے حاجی بیگم بنت غضنفر حسین اخیر متولی تھین جنکے نام سے بیگم بازار مشہور ہے از تاریخ نصرت جنگی۔

اور چوک کی دکھن سمت واقع ہے۔ دریا کی طرف ایک بڑی گنبد دار ڈیوڑھی اور دو ہشت پہلو برج ہین یہ مکان سنہ ۱۰۵۲ ھ مطابق سنہ ۱۶۴۲ ع شاہ جہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین شاہزادۂ محمد شجاع کے حکم سے جو اُسوقت بنگالے کا صوبہ دار تھا۔ میر قاسم دیوان نے بنوایا تھا معلوم نہین یہ مکان کس مصرف کے واسطے بنا تھا۔ کہتے ہین کہ یہ مکان صوبہ دار کو ناپسند ہونے کی وجہ سے میر قاسم کو دیدیا تھا جسکو اُسنے کاروان سرا مقرر کی تھی۔ ڈیوڑھی کے گنبد کے اندر جو کتابہ لکھا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

کرد در عہد عدل شاہ شجاع — خلفِ صدق بادشاہ جہان
آنکہ از روے افتخار کند — خاک روبی درگہش خاقان
آنکہ پُر کرد از گہر کفِ او — بحر را جیب و ابر را دامان
در حجاب از فروغ شمئہ اُو — یدِ بیضاے موسیِ عمران
بندۂ درگہش ابو القاسم — این بناے رفیع عرش ارکان
چہ بنا رشک بارگاہِ سپہر — چہ بنا نسخہ ریاضِ جہان
زیر ایوان آسمان قدرش — ہمچو گردون ہزار سرگردان
پے سال بناے او عمرے — بود معمار فکر من حیران
ہاتفِ غیب گفت تاریخش — در امان باد از آفتِ دوران

یہ مکان جب میر قاسم کو ملا اسنے اسکو وقف کر کے چوک کی طرف کی ڈیوڑھی کی دیوار مین جو اسوقت منہدم ہے ایک پتھر پر کتابہ کھدوا کر لگا دیا۔ اور شہر کی طرف جو کوٹھریان تھین۔ اُسمین دوکانین بٹھادین۔ جسکے محاصل کو مکان کی مرمت اور غریب مسافرون کی پرورش کے واسطے مقرر کردیا۔ اس کٹرے کے اسوقت بہت سے مالک ہین اور اکثرون کا حصہ شکست ہوگیا ہے۔

نقل کتابۂ وقف میر قاسم

سلطان شاہ شجاع بہادر یہ بنائے خیرات مصروف بود لاجرم امیدوار رحمت ایزدی ابو القاسم الحسینی الطباطبا السمنای این خجستہ مقام رابع بست ۲۲ و دو دکان متصل وقف بان و صحیح و شرعی مشروط بنمود۔ آنکہ متصدیان اوقاف حاصل آنہا بر صرف تعمیر و مساکین بنمایند و چون نزول مستحقے کند کرایہ از و نگیرند تا ثواب آن بروزگار ہمایون راجع گردد و تخلف نوازند کہ در روز جزا مواخذ خواہند بود۔ کتبہ سعد الدین فی السنہ ۱۰۵۵ از محمدی۔

چھوٹا کٹرہ

اس مکان کا بھی ذکر بہرہ ششم مین ہوا ہے۔ یہ کٹرہ امیر الامرا

نواب شایستہ خان کا بنایا ہوا ہے ۱۶۶۳ء مین بادشاہ اورنگ زیب کے عہد سلطنت مین اسکی تعمیر ہوئی ہے۔ یہ مکان بڑے کٹرہ کے مکان سے چھوٹا ہے یہ بھی بوڑھی گنگا ندی کے اُتر طرف امام گنج کے قریب لب دریا واقع ہے۔ ساخت اسکی شایستہ خانی تعمیرات کی سی ہے دریا کیطرف ایک عظیم الشان ڈیوڑھی ہے۔ اور اسکی دونون طرف مکانات بنے ہوئے ہین۔ یہ مکان بھی شاید کاروان سرای یا سرکاری کسی مصرف کے واسطے بنا تھا۔ مگر بہ سبب گذرنے ایک زمانۂ دراز کے اسکی بہت سی تعمیرات شکست اور جریدہ ہو گئی تھی پادری شپرڈ صاحب نے اسکو مرمت کرا کے چندے اُسمین بود و باش اختیار کی تھی۔ بعد از ان کچھ دن اس مکان مین نورمن اسکول تھا۔ اِسوقت وہ مکان نواب صاحب ڈھاکہ کے تصرف مین کویلے اور چونے کا کارخانہ جاری ہے اس کٹرہ کے صحن مین نواب شایستہ خان کا بنایا ہوا ایک مقبرہ بھی تھا جسمین چنپہ بی بی کی قبر تھی یہ محلہ چنپہ تلی اُسی کے نام سے مشہور ہے پادری سپرڈ صاحب نے اسکو مسمار کردیا ہے۔

نیم تلی کا نوابی مکان

۱۸۶۵ء مین جب لفٹنٹ سوئنین جو اتبک یہان کے لوگون

مین سویٹن صاحب مشہور ہے۔ کمپنی کیطرف سے اجنٹ مقرر ہو کر ڈھاکے مین آیا اور نایب ناظم نواب جسارت خان سے دیوانی کا چارج لیا۔ نواب جسارت خان سابق قلعہ سے جہان اب جیلخانہ۔ بگلا پھاٹک۔ اور چوک ہے اُٹھکر بڑے کٹرے مین جا رہے اور نیم تلی مین اِنکے رہنے کا مکان تیار ہونا شروع ہوا۔ اور بہت جلد بن گیا۔ وہین جا کر رہنے لگے جہان اُنکی پانچ پشت نواب غازی الدین حیدر تک گذری۔ اِسوقت اس مکان کی صرف ایک ڈیوڑھی اور ایک بارہ دری موجود ہے اور سب مکانات مُنہدم ہوگئے۔ نواب غازی الدین حیدر کے ۱۸۴۳ء مین لاوارث انتقال کرنے کے سبب سے گورنمنٹ اُسکی مالک ہوئی اور نیلام کر دیا جو اسوقت کسی بنگالی بابو کے دخل و تصرف مین ہے۔

حسینی دالان

حسینی دالان اس شہر کی ایک نامی عمارت ہے۔ جسکو ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء مین شاہ شجاع کی صوبہ داری کے وقت مین میر مُراد نے جو نظامت کے نواڑے کا داروغہ تھا تعمیر کی ہے مشہور ہے۔ کہ میر مُراد نے ایک شب خواب مین دیکھا۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام



Santi Press, Dacca.

ایک امام باڑہ تعمیر کر رہے ہین اور میر مراد کو فرمایا کہ تو بھی میری یادگار رہی کے لئے ایک امام باڑہ تعمیر کر۔ میر مُراد نے یہ خواب دیکھکر اُسکے دوسرے دن یہ امام باڑہ بنوانا شروع کیا۔ اور اپنی حُسن نیت سے اس عالیشان مکان کی تعمیر کو اختتام تک پہنچایا۔ یہ ایک نہایت خوبصورت دو منزلہ مکان ہے۔ جسپر دُو بُرج ہین۔ دکھن طرف زیر برآمدہ ایک تالاب ہے اُتر سمت کو ایک وسیع میدان کے بعد ڈیوڑھی اور دو منزلہ نقار خانہ ہے اور اسکے پچھم تعزیہ وغیرہ کا ایک مکان ہے۔ اور اوسیکے متصل ایک دو منزلہ قطعہ ہے جسمین پولیس کا سیکشن ہے۔ چہار طرف احاطے کی دیوارین ہین اور دکھن طرف بھی ایک ڈیوڑھی ہی۔ محرم مین ان دیوارو کے طاقون پر چراغون کی روشنی ہوتی ہے اور دالان کے اوپر محرابون مین اور بُرجون پر شیشے کی ٹٹیان لگاکر روشنی کیجاتی ہے جس سے نہایت خوبی اور عظمت شان دالان کی ہوتی ہے۔ بعد میر مُراد کے اس امام باڑہ کے متولی نائب ناظمان ڈھاکہ رہے اور مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ سالانہ اسکے خرچ کے واسطے نظامت سے مقرر کیا۔ جو ہنوز سرکار گورنمنٹ سے ملتا ہے۔ اسکے اہتمام کے واسطے ایک داروغہ مقرر ہے اور حسن و خوبی کے ساتھ سب کام انجام ہوتے ہین ۱۸۹۷ء کے زلزلہ مین اس مکان کا بہت حصا

حصہ شکست ہوگیا تھا۔ جسکو نواب سر احسن اللہ بہادر نے تخمیناً ایک لاکھ روپیہ صرف کرکے از سر نو تعمیر اور مرمت کراکے بنوا دیا ہے۔

حسینی دالان کے کتابہ کی نقل

در زمانِ بادشاہِ باوقار	آن عظیم الشان شاہِ نامدار
ساخت این ماتم سرا سید مراد	در سنِ پنجاہ و دو بر ایک ہزار

سنہ ۱۰۵۲ھ

عیدگاہ

عیدگاہ کے اوپر کھلا ہوا ایک چبوترہ ہے زمین سے ۴ فیٹ اونچا طول ۲۴۵ فیٹ اور عرض ۱۳۷ فیٹ تین طرف ۴ فیٹ اور پچھم طرف ۱۵ فیٹ بلند دیوارین ہین جسمین محراب او رممبر بنے ہین یہ عیدگاہ ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۴۰ء مین عہدِ صوبہ داری مین شاہ شجاع کے میر ابوالقاسم نے تعمیر کی ہے۔ جسمین صوبہ دار اور ناظمان بنگالہ مع لواحقین اور اہالیان شہر عیدین کی نماز ادا کرتے تھے۔ یہ عیدگاہ اسوقت احاطۂ شہر سے کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر رائے کی بازار مین واقع ہے جو سابق مین شہر کے شامل تھا۔ اور نہایت

شکست حالت مین ہے۔ اس اطراف کے مسلمان اور شہر کے اکثر لوگ ہنوز وہان عیدین کی نماز پڑھتے ہین اور شہر کے مسلمانان ماہی فروش ہر سال وہان ایک میلا کیا کرتے ہین جسمین ہزارون لوگونکا مجمع اور طعامداری ہوتی ہے۔ کتابہ اسکا جو پچھم طرف دیوار مین ہے اُس کی نقل یہ ہے۔

میر ابو القاسم آنکہ دولت او	چہرۂ رنگین ز صبغتہ اللہ است
در جہان کارنامۂ جاہش	نقش دلہا و ورد افواہ است
عیدگاہے کز و عمارت یافت	رفعتش رشک ذرۂ ماہ است
ممبر او کہ برج مسعود است	کوکب شرع را شرف گاہ است
خاصۂ اوست عون این توفیق	عون توفیق داد اللہ است
بہر تاریخش آید این مصرع	سال ہجری ہزار و پنجاہ است
بحساب جمل چو بر شمری	جلس چون صریح دلخواہ است

سنہ ۱۰۵۰ ہجری

دارابیگم کا مقبرہ

اس مقبرہ کی ایک خوبصورت عمارت تھی جو اسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے۔ اور سرکاری پیلخانہ کی اُتر پچھم کیطرف

سو امیل کے تفاوت پر محلۂ جعفر آباد - سرائے بیگم پور میں واقع ہے جو سابق مین احاطۂ شہر کے اندر تھا معلوم نہین کہ یہ دارا بیگم کون تھین بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ بھی امیر الامرا نواب شائستہ خان کی لڑکی تھی - اور بعض کہتے ہین کہ نواب شائستہ خان کے پہلے کسی صوبہ دار کی زوجہ تھی مگر مقبرہ کی شان و شوکت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے منصب دار کی بی بی یا لڑکی تھی - یہ ایک بہت بڑا گنبد دار مقبرہ ہے جسکے گنبد کے دائرہ کا قُطر ۲۵ - فیٹ اور اندر کیطرف مقبرہ ½۲۷ - فیٹ مربع ہے دیوارین ۷ - فیٹ چوڑی ہین اور سامنے ایک برآمدہ اور پچھم سمت ایک تالاب ہے - اس مقبرہ کے متعلق بہت سی زمین تھی - کتابہ اسکا معلوم نہین کیا ہوا - جسکے بغیر تاریخ تعمیر وغیرہ کچھ نہین دریافت ہو سکا -

گرونانک کا کنوان

یہ کنوان دارا بیگم کے مقبرہ سے کوئی تین ۳ سو گز کے فاصلہ پر ہے یہ ایک بہت بڑا پکا اندارہ گرونانک کے نام سے مشہور ہے - گرونانک قوم سکھ کا گرو تھا - کہتے ہین کہ گرونانک جب ڈھاکے مین آیا تھا اسی کنوان کا پانی نوش کیا کرتا تھا - جب سے اس کنوان کے پانی سے



Santi Press, Dacca.

ہر طرح کی بیماریان دور ہوتی ہین۔ مگر یہان کے نانک شاہی مندر کے مہنت کا قول ہے کہ گرو نانک ڈھاکے مین نہین آیا۔ گرو تیغ بہادر نوان گرو اس قوم کا شاہ اورنگ زیب کے زمانے مین یہان آیا تھا اُسنے اس کنوئین کا پانی پیا تھا اس کنوئین کے قریب سابق مین نانک شاہی ایک اکھاڑہ بھی تھا جسکی اسوقت صرف ایک محراب باقی ہے۔

ڈھاکسری کا مندر

یہ مندر شہر کے پچھم حصہ محلہ ڈھاکسری مین واقع ہے۔ اور اس شہر مین یہ ایک بہت مشہور اور قدیم مندر ہے۔ کہتے ہین کہ اس مندر کو پہلے راجہ بلال سین نے تعمیر کیا تھا اور بعد ازان راجہ مان سنگھ نے ازسرِ نو اسکو بنوایا تھا۔ وہ بھی شکست ہونے کے بعد تخمیناً دو سَو برس ہوے کہ کمپنی کی تجارتی کوٹھی کے کئی ہندو عملے نے اس مندر کو پھر تیار کرا دیا ہے جو ہنوز قائم ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ اس مندر کی دیبی وہی دیبی ہے جسکو بلال سین نے جنگل کے اندر سے نکال کر اس مندر مین استھاپنا کیا تھا اور اسکا نام ڈھاکیسری یعنے چھپی ہوئی دیبی رکھا تھا۔ اور یہ شہر ڈھاکہ اسی

دیبا کے نام سے نام زد ہے۔ یہ قابل قیاس نہین ہے اگر یہ مندر بہت پرانہ اور سابق زمانے کا ہوتا تو ضرور قدیم تواریخ مین اسکا ذکر آتا۔۔ اصل یہ ہے کہ یہ دیبی اسی شہر کے نام سے نام زد ہے ڈھاکسری یعنے ڈھاکے کی دیبی۔

جے کالی کا مندر

یہ مندر محلہ ٹھٹیری بازار مین واقع ہے اور زمانہ قدیم کا بنا ہوا ہے۔ یہ تین مندر ہین۔ جسکا ایک مندر ۵۰ فیٹ بلند ہے جسمین کالی کی سنگی مورت نصب ہے۔ اور دوسرا مندر پنچ رتن یعنی پانچ چوٹی کا ہے۔ اور پورب طرف کا مندر ستر فیٹ بلند ہے معلوم نہین یہ مندر کس زمانے مین اور کسنے تعمیر کیا ہے۔

سکھ سنگت

سکھ سنگت کے نام سے محلۂ سنگت ٹولہ مشہور ہے۔ یہ قدیم زمانے کا ایک نانک شاہی مندر ہے۔ جو بادشاہ اورنگ زیب کے زمانے مین تعمیر ہوا تہا۔ اصل مندر اسوقت نہین ہے۔ اُسکی نیو پر اسوقت جو مندر بنا ہوا ہے یہ کوئی چالیس۴۰ پچاس۵۰ سال کا ہے۔ کہتے ہین کہ جسوقت

گرو تیغ بہادر ڈھاکے مین آیا تھا۔ اُسوقت کا یہ مندر ہے۔ اُسکی
ایک تصویر بھی اِس مین ہے۔ یہ مندر دو منزلہ مکان ہے۔ اوپر
کے منزل مین نانک شاہ کا گرنتھ (کتاب) اور گرو تیغ بہادر اور
گرو گوبند کی تصویرین ہین۔ نیچے کے منزل مین اُس مندر کے
پوجاری رہتے ہین۔

خواجہ عنبر کی مسجد پُل اور چاہ

خواجہ عنبر کی مسجد پُل اور چاہ شہر سے دو میل اُتر کاروان مین
ڈھاکہ میمن سنگھ کے رستے پر واقع ہے۔ جسکو شاہ اورنگ زیب
کے عہد سلطنت مین امیر الامرا نواب شائستہ خان کا خواجہ سرا عنبر
نے ۱۰۹۰ہجری مطابق ۱۶۸۰ء مین تعمیر کی ہے۔ یہ مسجد سہ گنبدی
نہایت خوبصورت اور مستحکم عمارت ہے جسکا ممبر اور دروازونکی چوکھٹین
سنگی ہین۔ یہ مسجد اسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے اس کے
اطراف کے مسلمان اسکی روشنی کرتے ہین اور اذان صلوٰۃ جاری
رکھتے ہین اس مسجد کے متعلق بہت سی زمین بھی تھی جو منتقل ہو گئی۔
خواجہ عنبر کی قبر اُسی مسجد کے صحن مین ہے۔ پُل نہایت مستحکم رسختہ
اِسکاٹن کے کھال پر بنا ہوا ہے۔ جو ڈھاکہ میمن سنگھ کی سڑک کا

پہلا پُل ہے۔ یہ ایک محراب کا پُل ہے۔ باوجود اس درازی زمانہ کے ہنوز نہایت مضبوط اور کار آمد ہے۔

کنوان ایک پکّا اندارہ ہے جو مسجد کے صحن مین واقع ہے۔ یہ مسجد پل اور اندارہ ایک ہی زمانے مین بنے ہین۔ مسجد کے کتابے کی نقل یہ ہے

نقل کتابہ

بدورِ شہ اورنگ زیب آن شہنشہ	کہ افزود زد قدرِ دینِ پیمبر
باقبال او یافت چون زیب و زینت	ز شایستہ خان ملک بنگالہ یکسر
بیرو پل و باغ و مسجد بدانکہ	مرتب شد از عنبر نیک اختر
چو شد ساختہ کار در فکر سالش	فرو شد بر سمِ دعا نکتہ پرور
سروشی بگفتا بماند یارب	بُد بنا پل و مسجد و خواجہ عنبر

سنہ ۱۰۹۰ ہجری

ٹونگی کا پُل

یہ پل سنہ ۱۶۶۱ء مین میر جملہ نے کوچ بہار پر تاخت کرتے وقت بنایا تھا۔ یہ ایک ریختہ مستحکم پل ٹونگی ندی پر واقع تھا جسکو اور پگلا کے پل کو اراکانیون کی پہلی لڑائی کے

وقت مین انگریزون نے توڑ دیا ہے اُسکے ٹوٹے ہوے آثار ندی کے دونون طرف ہنوز موجود ہین تاریخ نصرت جنگی مین لکھا ہے کہ یہ پل ٹونگی شاہ ایک فقیر کا بنایا ہوا تھا۔

پگلے کا پُل

یہ پل بھی سنہ ۱۰۶۶ھ مین میر جملہ کا بنایا ہوا پگلے کے کھال آب نے پر واقع ہے اس پل کو بھی انگریزون نے ایام کانپون کی تاخت کیوقت مین توڑ دیا ہے۔ صرف دو بُرج ہنوز باقی ہین جو دور سے نظر آتے ہین مشہور ہے کہ یہ پُل پگلا نام ایک فقیر کا بنایا ہوا ہے۔ اور ہنوز ٹوٹے ہوے پُل کا پُشتہ اور برجون پر اُس فقیر کے نام پر لوگ چراغ چڑھاتے ہین۔ اور لڑکون کی چوٹی اُتارتے ہین۔

سات گنبد کی مسجد

یہ ایک خوبصورت اور خوشنما بڑی مسجد ہے۔ جو شہر کے اُتر پچھم کیطرف جعفرآباد مین لب دریا واقع ہے۔ دریا اسوقت بالو کے پڑنے کی وجہ سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہٹ گیا ہے۔ سابق مین شہر کا پچھم سوا نہ بہت دور تک تھا اسوقت یہ مسجد شہر کے اندر تھی

یہ مسجد بھی امیر الامرا نواب شایستہ خان کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ یہ ایک عالیشان سہ گنبدی مسجد ہے۔ اور چارون کونے پر ہشت پہلو چار برج ہین اور اُنپر بھی گنبد بنے ہین جس سے یہ مسجد سات گنبد کی مشہور ہے کتابہ اُسکا معلوم نہین کیا ہوا۔ چند سال ہوے کہ اس مسجد کو ڈھاکہ کے نواب سر احسن اللہ بہادر نے از سر نو مرمت کرادی ہے اور ایک موذن بھی مقرر کر دیا ہے جس سے مسجد کی آبادی ہوگئی ہے۔ اور پانچون وقت اذان و نماز ہوتی ہے۔

اس مسجد کی پورب طرف کوئی سَو گز تفاوت پر ایک مقبرہ بھی ہے جسمین دو قبرین نواب شایستہ خان کی دو لڑکیون کی ہین۔ یہ مقبرہ بھی بہت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ سنگی چوکھٹین اور جلوسی لگی ہوئی ہین اوپر کا گنبد گر پڑا ہے۔ اور مقبرہ نہایت شکستہ حالت مین ہے۔

حضرت شاہ علی صاحب کی درگاہ

شہر سے آٹھ میل دور۔ میرپور کے قریب۔ حضرت شاہ علی بغدادی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ یعنے مزار شریف واقع ہے۔ یہہ ایک بڑا مشہور اور متبرک مزار ہے۔ ہزارون آدمی شہر اور اطراف

سے برسات کے دنون مین کشتیون پر زیارت کو آتے ہین- یہہ مزار
بہت مستحکم بنا ہوا ہے- طول اور عرض دونون ۳۶ فیٹ برابر ہے-
دیوارین ۷ فیٹ چوڑی ہین اور ایک بہت بڑا گنبد ہے- جو دور
سے نظر آتا ہے- اور اسکے احاطے مین بہت سی زمین اور مکانات
ہین- مشہور ہے کہ حضرت شاہ علی بغداد کے شاہزادہ تھے- اور
چالیس اولیا کے ساتھ بنگالے مین آئے تھے جنہون نے اُس مُلک
مین اسلام جاری کیا- حضرت شاہ علی اپنے چار مُریدون کو لیکر
اسی جگہ جہان مزار شریف ہے تشریف لائے- یہان سابق مین ایک
پُرانی مسجد تھی جسمین آپ آکر قیام پذیر ہوئے اُسکا سن تاریخ ذیل کے
لکھے ہوئے نقل کتاب سے ظاہر ہے- اُسوقت یوسف شاہ بنگالے
کا بادشاہ تھا اور گوڑ دار السلطنت تھی حضرت شاہ علی نے ۹۸۵ھ ہجری
مطابق ۱۵۷۷ء مین انتقال فرمایا- اور اسی مسجد مین مدفون ہوئے
کہتے ہین کہ انتقال کے قبل آپ نے چلّہ کھینچکر مسجد کا دروازہ بند
کر لیا تھا- اور مُریدون کو فرما دیا تھا- کہ چالیس دن تک کوئی دروازہ
نہ کھولے- جب اُنتالیس ۳۹ دن گذر سے اور چلّہ پورا ہونے کو ایک
دن باقی رہا- مُریدون نے مسجد کے باہر سے آواز سُنی کہ جیسے
کوئی چیز عرق سے قسم کی آگ پر کھول رہی ہے- مُریدون نے متعجب

ہو کر دروازہ بزور کھولا۔ تو دیکھا کہ حضرت کا پتہ نہین ہے صرف ایک گڈھے مین خون جوش کھا کر ابل رہا ہے۔ اُسیوقت غیب سے ایک آواز آئی کہ بھیسے حضرت فرماتے ہین کہ تم بھی اسمین مل جاؤ چنانچہ اُنھون نے ویساہی کیا۔ اللہ اکبر کیا راز ہے۔

اس مزار شریف کی مسجد پہلے سنہ ۸۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۰ء مین بنی تھی مگر کسنے بنائی تھی۔ ظاہر نہین ہے۔ حضرت شاہ علی کی رحلت کے تھوڑے دنونکے بعد یہ مزار بالکل شکست اور ویران ہو گیا تھا۔ سنہ ۱۲۲۱ھ مین بعہد نائب ناظم نصرت الملک نواب نصرت جنگ بہادر کے مگ بازار کے حضرت شاہ محمدی قدس سرہ نے اسکو ازسر نو مرمت کروا کر آباد کیا جو ہنوز قائم ہے اسکے احاطے کے پھاٹک تا چند سال ہوئے کہ نواب سر احسن اللہ بہادر نے بنوادئے ہین اور مزار شریف کی بھی مرمت کروادی ہے۔

نقل کتابہ

این خاک چو شد نخست مسجود ۔۔۔ سال تاریخ آن ضفنہ بود
در سال ضفنہ ز دور گردون ۔۔۔ شد بار دگر خرابی آلود
۹۸۵
سید شاہ علی زائر من بغداد ۔۔۔ تشریف بخاک ہند فرمود
۸۸۵

بہ نشست در و بست در را	برخود رہِ خلق کرد مسدود
تا آنکہ جہان فانی را کرد	آن واصلِ حق نمود پدرود
کردند بہ نو عمارت اورا	شد مرقدش مقام مسعود
شد باز بہار او خزان را	از گردشِ چرخ دست فرسود
اکنون بعہد نصیر ملک نواب	غز کا سن ہجری است معدود ۱۲۲۱
تعمیر سیوم محمدی شاہ	بعین خلوصِ قلب بنمود
ہاتف گفت کہ یا الٰہی	ہمسایہ بود ز ظلِ ممدود

سنہ ۱۲۲۱ ہجری

محل جزیرہ

بعبور بوڑھی گنگاندی بجانب جنوب بڑے کٹرہ کے مقابل مقام جزیرہ مین صوبہ دار ابراہیم خان فتح جنگ کا بنایا ہوا نہایت عظیم الشان مکان تھا۔ جو اسوقت بالکل شکست اور ویران حالت مین ہے۔ اس مکان کے چہار طرف ایک عمیق خندق کھودی ہوئی تھی۔ اور ایک لکڑی کا پُل شہر سے آمد و شد کیواسطے بوڑھی گنگاندی پر بنا ہوا تھا یہ وہی مکان ہے جہان سراج الدولہ کی مان۔ خالا۔ اور بیوہ۔ وغیرہ۔ مقید تھین۔ اور اسی مکان سے

میسرن نے حکم سے اُنھین کشتی پر سوار کرواکے دہلسری ندی مین لیجاکر غرقِ آب کیا گیا تھا۔

سُنار گانُون کی قدیم تعمیرات

سُنار گانُون مین حضرت شاہ ابراہیم دانشمند اور اُنکے لڑکے شیخ محمد اور پوتے خوندکار محمد یوسف کا مزار ایک مشہور و معروف جگہ ہے انکا تذکرہ بہرہ اولیاے ڈھاکہ مین بیان ہوچکا ہے۔ یہان صرف مزار کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ تین مزارین گنبد دار ہین۔ پچھم طرف کا مزار حضرت شاہ ابراہیم دانشمند کا ہے۔ اور درمیان کا مزار اسکے لڑکے شیخ محمد کا ہے۔ اور پورب کا مزار اُنکے پوتے یعنی شیخ محمد کے لڑکے خوندکار محمد یوسف اور انکی بی بی کا ہے۔ تینون مزارون پر گنبد ہین اور اُنکے اندر قبرین بہت صاف سُتھری اور سفید چادرون سے ڈھکے ہوئے ہین ہمیشہ ہندو مسلمان۔ حاجتمند لوگ زیارت کو آتے ہین۔ اور نیاز چڑھاتے ہین۔

ان مزارون کے قریب ایک مسجد ہے جو ۹۲۹ سنہ ہجری مین ابوالمظفر نصرت شاہ کے وقت مین مبارک مُلا کی تعمیر کی ہوئی ہے جسکا کتابہ حضرت شاہ ابراہیم دانشمند کے مزار کا متولی نے اُتار

ڈالا ہے۔ اور ایک دوسرا کتابہ لگایا ہے نقل اصل کتابہ مسجد جو متولی نے اُتار کر گھر مین رکھا ہے یہ ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی مسجداً للہ یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ بنی ھذا المسجد للہ فی عہد السلطان المعظم والمکرم السلطان ابن السلطان ناصر الدنیا والدین ابو المظفر نصرت شاہ السلطان ابن حسین شاہ السلطان الحسینی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وبناہ لوجہ اللہ مع بیت السقایۃ ملک الامراء والوزرا قدوۃ الفقہا و المحدثین تقی الدین ابن عین الدین المعروف مبارک ملا ابن مجلس مختار ابن مجلس سرور سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین فی سنۃ تسع وعشرین و تسعمأتہ سنہ ۹۲۹ھ

ترجمہ

کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بلاؤ ساتھ اللہ کے کیسکو۔ اور کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جسنے بنائی مسجد واسطے اللہ کے۔ سزاوار اسکو خوشنودی اللہ کی بنائیگا اللہ واسطے اسکے ویسا ہی جنت مین۔ بنی یہ مسجد واسطے اللہ کے عہد مین سلطان معظم مکرم سلطان ابن سلطان مددگار دنیا اور دین کا ابو المظفر نصرت شاہ سلطان ابن حسین شاہ سلطان الحسینی ہمیشہ رکھے اللہ ملک اُسکے اور

سلطنت کو اسکی۔ اور بنایا واسطے خوشنودی اللہ کے ساتھ آبدار خانہ
کے سردار امیرونکا اور وزیرونکا پیشوا فقیہون کا اور محدثون کا نقی الدین
ابن عین الدین عرف مبارک مُلا ابن مجلس مختار ابن مجلس سرور سلامت
رکھے اسکو اللہ تعالےٰ دو جہان مین ۹۲۹ ھ۔

سُنارگانوئن مقام گوالدی مین حسین شاہ کی مسجد

سُنارگانون مین یہ ایک بہت پُرانی مسجد ہے جسکو مُلا ہزبر اکبر خان
نے بتاریخ ۱۵ شعبان ۹۲۵ ھ مطابق ۱۲۔ اگست ۱۵۱۹ء کو سلطان حسین
شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر کی تھی حسین شاہ سلاطین بنگالہ مین بڑا
نامور تھا جسنے ۹۰۵ ھ سے ۹۲۶ ھ تک سلطنت کی ہے۔ یہ مسجد
قدیم عربی وضع کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ اندر کی پیمایش
۱۶½ فیٹ مربع اور ایک ہی گنبد ہے۔ پچھم کی دیوارمین تین محرابین
ہین۔ درمیان کی محراب سنگی ہے دروازون کے پاے بھی پتھر کے
ہین۔ یہ مسجد اسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے اذان و صلوٰۃ
مدت سے موقوف ہے۔

نقل کتبہ

قال اللہ تعالیٰ وان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً واللہ اعلم بالصواب
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی المسجد فی الدنیا بنی اللہ تعالےٰ لہ
سبعین قصراً فی الجنۃ بنی ھذا المسجد فی عہد سلطان السلاطین
سُلطان حسین شاہ ابن سید اشرف الحسینی خلد اللہ ملکہ وسُلطانہ
بنی ھذا المسجد ملاھزبر اکبر خان بتاریخ پانزدہم ماہ شعبان سنہ
خمس وعشرون وتسعمائۃ ۔ سنہ ۹۲۵ ہجری

ترجمہ ۔ کہا اللہ تعالےٰ نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بولاؤ ساتھ اللہ کے کیسکو اور تحقیق اللہ کو ہے علم نیک ۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے بنائی مسجد دنیا مین بنایا اللہ نے اسکے لئے سات محلین جنت مین بنی یہ مسجد عہد مین سُلطان السلاطین سُلطان حسین شاہ ابن سید اشرف الحسینی ہمیشہ رکھے اللہ مُلک کو اسکے اور سلطنت کو اُسکی بنائی یہ مسجد ملّا ہزبر اکبر خان نے بتاریخ پندرھوین ماہ شعبان سنہ ۹۲۵ ہجری ۔

سُلطان غیاث الدین کا مقبرہ

یہ مقبرہ مگرہ پاڑہ کے مقام پھولبٹریہ مین گمگھی کے کنارے پر واقع ہے ۔ سلطان غیاث الدین کا ذکر بہرۂ سلاطین بنگالہ مین ہوچکا ہی جسنے سنہ ۱۳۶۷ء سے سنہ ۱۳۷۳ء تک بنگالے مین سلطنت کی ہے ۔

اور خواجہ حافظ شیرازی نے جسکو ایک غزل لکھکر بھیجی تھی۔ یہہ مقبرہ اسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے۔ اکثر حصہ اسکا گر پڑا ہے۔ خوبصورت سنگین پائے ہنوز موجود ہین۔ کوئی کتابہ نہین ہے جس سے سن تاریخ معلوم ہو۔

شاہ لنگر صاحب کی مسجد و مقبرہ

یہ مسجد اور مقبرہ ایک پختہ چہار دیواری کے اندر ہین مسجد چھ گنبد کی ہے۔ ایک ایک قطار ہین تین تین گنبدین ہین۔ یہ مسجد ریختہ بنی ہوئی ہے۔ مگر دروازون کے چوکھٹ۔ ممبر۔ اور ستون جن پر گنبد قائم ہین پتھر کے ہین مسجد کا طول ۴۲ فیٹ اور عرض ۳۰ فیٹ اور دیوارین چھ فیٹ چوڑی ہین۔ یہ مسجد اسوقت بالکل شکستہ حالت مین ہے۔ پیپل کے درختون نے اکثر جگہ مین گنبدون کو شق کر دیا ہے۔ کتابہ اسکا گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ حروف سب پڑھے نہین جاتے ہین۔ جسقدر پڑھا گیا۔ اسکی نقل ذیل مین لکھی گئی اس سے ظاہر ہوتا ہی۔ کہ یہ مسجد فیروز خان نے احمد شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر کی ہے۔ احمد شاہ نے ۸۱۲ھ ہجری سے ۸۳۰ھ تک بنگالے مین سلطنت کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسجد بہت قدیم زمانے کی ہے۔

نقل کتابہ

فیروز خان + + + کبیر خلد اللہ ملکہ الیٰ یوم الدین + + + در وقت
ایالت سند شاہی احمد شاہ + + + علی موسیٰ سلطان راجی الیٰ -

شاہ لنگر صاحب کا مزار

اس مسجد کی دکھن طرف شاہ لنگر صاحب کا مزار واقع ہے۔ کوئی کتابہ نہین ہے۔ اُسکے قریب اور بھی نَو پکی قبرین ہین۔ معلوم نہین اُن مین کون کون مدفون ہین۔ قدیم لوگون سے مذکور ہے۔ کہ حضرت شاہ لنگر صاحب بغداد کے شاہزادہ تھے۔ تارک الدنیا ہو کر بہت ملکون کی سیر کرتے ہوے یہان آکر فوت ہوے۔ آئین اکبری مین مذکور ہے۔ کہ شیخ جلال الدین تبریزی کو بھی شاہ لنگر کہتے تھے۔ وہ بنگالے مین آکر بندر دیو محل مین مدفون ہوے۔

حاجی بابا صاحب کی مسجد

زاین گنج کے محاذی مقام بندر مین حاجی بابا صاحب کی مسجد واقع ہے۔ اور یہ جگہ مسجد باڑی کے نام سے مشہور ہے۔ ایک گنبد کی مسجد ہے۔ طول ۲۹ فیٹ۔ عرض ۲۶ فیٹ اور دیوارین ۵ فیٹ چوڑی ہین۔ مگر نہایت شکستہ حالت مین ہے۔ کتابے کی تحریر

سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسجد کو حاجی بابا صالح نے حسین شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر کی تھی۔ کتابے مین پورا سن پڑھا نہین جاتا ہے۔ صرف نو سے ۹۰۰ معلوم ہوتا ہے۔ باقی مٹ گیا ہے۔

نقل کتابہ

قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ وان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً

بنی ھذا المسجد المبارک فی زمن السلطان علاؤ الدنیا والدین ابو المظفر

حسین شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ الملک المعظم المکرم خادم النبی

حاجی الحرمین وزایر القدمین حاجی بابا صالح +++ دی + ++ وتسعمایہ

من الھجرۃ النبویۃ سنہ ۹۰۰ھ

ترجمہ

کہا اللہ بزرگ برتر نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بلاؤ کسیکو ساتھ اللہ کے۔ بنی یہ مسجد مبارک زمانے مین سلطان برتر دنیا اور دین کے ابو المظفر حسین شاہ سلطان ہمیشہ رکھے اللہ اسکے ملک کو۔ ملک معظم ومکرم خادم نبی حاجی حرمین اور زیارت کرنے والا قدمون کا۔ حاجی با با صالح +×+ سنہ ۹۰۰ ہجری نبوی۔

مقبرہ حاجی باباصالح

اس مسجد کی پورب طرف حاجی باباصالح کا مقبرہ ہے۔ دیوارین اندر کی طرف اینٹ اور باہر کی جانب پتھر سے بنی ہوئی ہین۔ اوپر ایک گنبد طول ۱۰ فیٹ ۴ اِنچ عرض ۷ فیٹ کتابے کا پتھر ہنوز قائم ہے جسکی نقل یہ ہے اسکی بھی سنہ تاریخ مٹ گیا ہے۔

اللہ لا الہ الاھو لیجمعنکم الیٰ یوم القیامۃ لاریب فیہ ومن اصدق من اللہ حدیثا ... ھذا روضۃ الحاجی الحرمین الزایر القدمین خادم النبی علیہ السلام حاجی باباصالح اسم ... فی تاریخ .. ربیع الاول من سنۃ اثنی ....

ترجمہ

اللہ نہین ہے کوئی اللہ مگر وہ جمع کریگا تم کو قیامت کے دن نہین ہے شک اسمین۔ اور کون ہے راست گو زیادہ اللہ سے۔ یہ ہے روضہ حاجی حرمین اور زایر قدمین خادم نبی علیہ السلام حاجی باباصالح کا۔ تاریخ .. ربیع الاول سنہ ۲.....

اِسی مسجد اور مقبرہ سے نصف میل تفاوت پر مقام خوندکار باغ مین اور ایک مسجد اُسی حاجی باباصالح کی بنائی ہوئی ہے۔ یہ ایک

گنبد کی مسجد ہے۔ جسکا گنبد آٹھ سنگی ستون پر قائم ہے۔ طول ۴۴ ۱/۲ فیٹ عرض ۳۳ فیٹ اور دیوارین ۶ فیٹ چوڑی ہین۔ پچھم کی طرف کی دیوار مین سنگی محرابین بنی ہوئی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد اسنے حج کرنے کے قبل فتح شاہ کے وقت مین تعمیر کی تھی۔ کتابے مین اسکے نام کے قبل حاجی کا لفظ نہین ہے۔ معلوم نہین حاجی بابا صالح کون تھے۔ مگر ملک کے خطاب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی بڑے عہدے دار تھے۔

نقل کتابہ

قال اللہ تعالی و ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی مسجداً بنی اللہ لہ قصراً فی الجنۃ بنی ہذا المسجد المبارک الملک المعظم باباصالح فی زمان السلطان ابن السلطان جلال الدنیا و الدین ابو المظفر فتح شاہ السلطان ابن محمود شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ فی تاریخ اول شہر ذی القعدہ سنہ ست و ثمانین و ثمان مائۃ من الہجرۃ النبویۃ

ترجمہ

کہا اللہ تعالی نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے۔ پس نہ بلاؤ ساتھ اللہ کے کسیکو کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے بنائی مسجد

بنائے گا اللہ واسطے اسکے محل جنت مین - بنی یہ مسجد مبارک مُلک معظم بایاصالح زمانے مین سلطان ابن سُلطان جلال الدنیا والدین الوالمظفر فتح شاہ سلطان ابن محمود شاہ سُلطان ہمیشہ رکھے اللہ ملک کو اسکے اور سلطنت کو اسکی تاریخ پہلی شہر ذلیقعدہ ۸۶۳ھ ہجری نبوی سے -

سونا کاندا کا قلعہ

یہ قلعہ نراین گنج کے مقابل لکھیا اور دہاسری ندیون کے ملنے کی جگہ پر واقع ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اراکانی اور مگون کی تاخت روکنے کے لیے یہان فوج رکھنے کی نہایت ضرورت تھی - یہ قلعہ بھی میر جملہ کا بنایا ہوا ہے - اس قلعہ کی شکل چوگوشہ ہے - درمیان مین بروج ہین - اسکے احاطہ کا طول ۲۹۶ فیٹ اور عرض ۱۹۰ فیٹ ہے - یہ قلعہ اسوقت بالکل ویران اور وہان کے زمینداروں کے علاقے مین ہے -

حاجی گنج کا قلعہ

یہ قلعہ نراین گنج کے متصل لکھیا ندی کے پچھم پار واقع ہے - یہ قلعہ بھی انہین اراکانی اور مگون کی تاخت روکنے کے لیے میر جملہ نے بنایا تھا - اسوقت صرف اسکے اندر کی دیوارین اور بُرج قائم ہین -

اور بالکل شکست ہو گیا ہے۔

حاجی گنج کی مسجد اور مقبرہ

یہ مسجد اور مقبرہ ایک پختہ چہار دیواری کے اندر واقع ہے۔ جسکا طول وعرض ۲۰۰ فیٹ ہر طرف سے برابر ہے۔ اور دیوارین ۱۲ فٹ اونچی ہین۔ اسکے اندر تین گنبد کی ایک مسجد ہے۔ طول ۴۹ فیٹ اور عرض ۲۱ فٹ اور مقبرہ ۴۹ فیٹ مربع یعنے طول وعرض برابر ہے۔ اور اُسپر ایک گنبد ہے جسکا کسیقدر حصہ ٹوٹ کر گر پڑا ہے۔ مسجد کا کتابہ نہین ہے۔ معلوم نہین کیا ہوا۔ یہ مسجد اور مقبرہ بھی امیر الامرا نواب شایستہ خان کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ اور مقبرہ اسکی لڑکی بی بی مریم کا ہے۔ یہ جگہ اس وقت مقبرہ کے نام سے مشہور رہا ہے۔

قدم رسول کی درگاہ

نراین گنج کے محاذی لکھیا ندی کے پورب جانب قدم رسول کی درگاہ واقع ہے۔ یہ ایک مشہور درگاہ ہے۔ جسمین ایک نقش قدم جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا ہے۔ پہلے اِس درگاہ کے مکان کو دیوان منور خان نے بنایا ہے۔ جو دیوان عیسیٰ خان مسند علی کا

پرپوتا تھا۔ دیوان عیسیٰ خان نے چند زمانے تک سونارگانوٗن مین مستقل طور پر حکومت کی تھی جسکو شاہ جہان بادشاہ کے وقت مین مان سنگھ نے ہزیمت دیکر گرفتار کرکے دہلی لے گیا تھا۔ اُسکا پرپوتا دیوان منور خان شاہ جہان بادشاہ کے اخیر عہد سلطنت اور اورنگ زیب بادشاہ کی اوائل سلطنت کے زمانے مین تھا۔ قدیم لوگون کا بیان ہے کہ دیوان منور خان کو سرکاری باقی مالگذاری ادا کرنے کے واسطے صوبہ دار بنگالے کے دیوان نے ڈھاکے مین طلب کیا تھا۔ وہ تعمیل حکم کے واسطے مقام ہیبت نگر علاقہ میمن سنگھ سے جہان وہ رہتا تھا ڈھاکہ روانہ ہوا۔ جب اُس مقام پر پہنچا جہان اِسوقت درگاہِ قدم رسول ہے۔ اُسکی کشتی مین آگ نہ تھی۔ اُسنے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کے مستول پر چڑھ کر دیکھین کہ کہین کوئی بستی نظر آتی ہو تو وہان سے آگ لے آوین۔ اُسوقت لکھیا ندی کے دونون طرف بالکل جنگل تھا۔ کہین بستی کا نام ونشان نہ تھا۔ اور کوئی کشتی بھی اُسوقت نظر نہین آتی تھی ایک ملاح نے کشتی کے مستول پر چڑھکر دیکھا کہ دریا کے پورب پار عنقریب جنگل مین دھوان ہو رہا ہے اوسنے مستول سے اوتر کر بیان کیا اور کشتی سے دیوان کے چند آدمیون کو لیکر اُس مقام پر گیا جہان دھوان نظر آتا تھا۔ وہان پہونچکر دیکھا کہ ایک پیر مرد اور اسکی بی بی ایک پتھر کے

تختے کے پاس نہایت ادب سے بیٹھکر لوبان جلارہے ہین۔ اُنھون نے
پوچھاکہ "تم کون ہو اور یہ کیا کر رہے ہو" پیرمرد نے جواب دیا۔ کہ ہمنے
اس پتھر کو جسمین رسول کریم کے قدم مبارک کا نقش ہے۔ عرب سے
لاکر اپنے گھر مین رکھا تھا ہمین شب گذشتہ کو خواب مین الہام ہوا۔ کہ
اس پتھر کو اسی جنگل مین لاکر رکھین۔ اسلیے ہم یہان لائے ہین۔ اور
منتظر ہین کہ دیکھین کیا ہوتا ہے۔ دیوان کے نوکر یہ سُنکر اور آگ لیکر
وہان سے کشتی پر آئے۔ اور جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا۔ دیوان سے
بیان کیا۔ وہ یہ سُنکر نہایت مشتاق ہوکر خود وہان پہنچا اور پیرمرد اور
اُسکی بی بی کو دیکھا۔ اور پیرمرد کا بیان سُنکر پوچھاکہ کیا یہ اصل نقش
قدم رسول صلعم کا ہے۔ اور اُسکی کیا سند ہے؟ پیرمرد نے کہاکہ کوئی
منت مانے اگر پوری ہو تو سچا جانیے۔ دیوان نے منت مانی کہ اگر
ڈھاکے مین مجھپر سرکار کیطرف سے کسی طرح کی بدسلوکی اور میری
بے عزتی نہو۔ اور ادا سے مالگذاری کی مُہلت ملے۔ اور یہ خشک
قلم جو اسوقت میرے کان پر ہے اُسکو بکس مین بند کیے دیتا ہون۔
اگر یہان پھر آنے تک تازہ اور سرسبز ہو جائے گا اور اسکے پتے نکلینگے
تو مین اسکو سچا سمجھونگا اور اس مقام پر ایک مکان بنواکر اُسمین اس
نقش قدم کو رکھونگا۔ یہ منت مان کر دیوان کشتی پر آیا۔ اور دوسرے

روز ڈھاکہ روانہ ہوا۔ ڈھاکہ پہنچکر متعجب ہوا کہ سرکار کی طرف سے انکے ساتھ کسی طرح کی بدسلوکی نہین ہوئی بلکہ بعزت وتوقیر مہمان نوازی کی گئی۔ اور ادائے مالگذاری کے واسطے بھی مُہلت ملی۔ وہ ڈھاکے سے رخصت ہوکر پھر اُسی مقام پر پہنچا جہان پیرمرد اور نقش قدم کے پتھر کو چھوڑ گیا تھا۔ وہان پہنچکر اُسنے اُس بکس کو جسمین قلم بند کیا تھا۔ لیکر کشتی سے اوترا۔ اور پیرمرد کے روبرو بکس کھولا تو دیکھا کہ وہ خُشک قلم ہرا اور تازہ ہوگیا ہے۔ اور اُسمین پتے نکلے ہین۔ یہ دیکھکر نہایت متعجب ہوا۔ اور بصدق دل مان لیا کہ حقیقت مین یہ نقش قدم حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور وہان ایک پختہ مکان بنوا کر اُسمین اُس قدم شریف کو رکھا۔ جب سے یہ درگاہ قدم رسولؐ کے نام سے مشہور ہے۔ معلوم نہین کہ وہ کون سنہ تھا۔ جب یہ مکان تعمیر ہوا۔ مگر اس درگاہ کی روشنی وغیرہ کے واسطے سُلطان شجاع نے جوانشی بگہ زمین جاگیر دی تھی۔ اسکی سند کی تاریخ ۱۵ سنہ جلوس شاہ جہان بادشاہ اور مطابق سنہ ۱۶۴۲ء ہے۔ اور وہ سند ہنوز ڈھاکہ کی کلکٹری مین موجود ہے۔

چند زمانے کے بعد اس درگاہ کا مکان نہایت شکست اور منہدم ہو چلا تھا جسکو سنہ ۱۱۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۸ء مین ڈھاکے کے

باشندے اور ضلع تپرہ کے متعلق پرگنہ ٹورہ کے زمیندار شیخ غلام نبی نے از سر نو مرمت کرائی اور سابق سے بڑے پیمانہ پر تعمیر کرایا۔ اسکے کتابے کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

چون غلام نبی از صدق یقین	ساخت نذر نبی این کاشانہ
سال تاریخ وی از پردۂ غیب	ہاتفم گفت سعادت خانہ

۱۱۹۱ھ ہجری

اس درگاہ کی دکھن کی طرف سابق کے لنگر خانہ کا ٹوٹا ہوا مکان ہے۔ اور اُتر کے جانب نائب ناظم ڈھاکہ نواب نصرت جنگ بہادر اور نواب غازی الدین حیدر کے بنائے ہوئے مکانات نہایت شکست اور ویران حالت مین ہین۔ اِن مکانون مین نواب صاحبان مغفورین آکر رہتے تھے اور انکی آراستگی تھی۔ اور پورب طرف حجرے تھے۔ جہان درویش و سالکین رہتے تھے۔ یہ مکانات بھی بالکل شکست ہو گئے ہین۔

دو منزلہ نوبت خانہ اور ڈیوڑھی جو لکھیا ندی کیطرف ہے اور دور سے نظر آتا ہے ۱۲۲۷ھ ہجری مطابق ۱۸۱۲ عیسوی مین شیخ غلام نبی مذکور کے تیسرے لڑکے شیخ غلام محمد نے تعمیر کیا ہے۔

یہ بہت خوبصورت مکان ہے جسکے کتابے کی نقل یہ ہے -

غلام نبی را سیوم نور چشم	کہ ہست اُو غلام محمد بجان
درِ درگہِ نقش پاے رسول	زفضل خدا ساخت آن نوجوان
الٰہی تو او را بحق نبی ؛	بعز و لبشان دار در دو جہان
چو تاریخ تعمیر جستم خرد	بگفتا غلامِ محمد بدان

سنہ ۱۲۲۷ھ

اسوقت اِس درگاہ کی مرمت وغیرہ نواب صاحبان ڈھاکہ کی توجہ سے ہوتی ہے - نواب سر احسن اللہ بہادر نے اسکی اچھی مرمت کرادی ہے - اور ہر سال ربیع الاول کی بارھوین کو مولود شریف کی مجلس اور طعام داری ہوتی ہے -

بلال باڑی

پرگنہ بکرم پور مین رام پال ایک مشہور جگہ ہے - جو راجگان سینیہ کا راجدھانی (دارالسلطنت) تھا - اسی رام پال مین - بلال باڑی ایک نامی جگہ ہے - جہان بلال سین کا مکان اور محل تھا - اِسوقت وہ سرزمین صرف ایک مٹی کا ٹیلا نظر آتا ہے - جو تین ہزار فیٹ مربع ہے - اور دو سو فیٹ چوڑا ایک خندق سے گھیرا ہوا ہے - بلال سین

کے محل کی علامت اسوقت اینٹ کے چند ڈھیر۔ اور دیوار کی نیو موجود ہے۔ اُسکے قریب اور ایک خندق ہے۔ جو اگنی کُنڈ کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ بلال سین بابا آدم کی لڑائی مین ہزیمت پاکر اسی اگنی کنڈ مین مع اپنے قبایل اور کُنبے کے جل گیا ہے۔ بابا آدم کی قبر بھی اُسکے قریب ڈو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

اُسکے نزدیک رام پال دیگھی ہے۔ جسکی لمبائی ایک میل اور چوڑائی پانسو گز تھی۔ اسوقت بہت حصہ اسکا خشک ہو گیا ہے۔ اسی دیگھی کے اُتر طرف گجریہ کا درخت ہے۔ جسکے دو تنے سید سے سو ہاتھ بلند ہین۔ کہتے ہین کہ یہ درخت چیرو جیبی[1] (لایموت) ہے۔ اسکا قصہ یہ ہے کہ یہ درخت بلال سین کی ڈیوڑھی کے مقابل مین نہایت خشک اور بوسیدہ حالت مین تھا اُسمین ہاتھی باندھے جاتے تھے۔ ایک روز کئی ایک ریشی (ہندو عابد) بلال سین کو اُسکے احسان کے عوض مین دعا دینے کو آئے تھے۔ اور بلال سین اسوقت محل مین تھا۔ اور اُنھون نے اپنے آنے کی خبر کی۔ اُسکے آنے مین جب دیر ہوئی اُنھون نے وہ دعا اس بوسیدہ درخت کو دیدی جس سے وہ اُسیوقت تازہ ہو گیا۔ اور پتے نکل آئے۔ راجہ یہ خبر سُنکر محل سے دوڑتا ہوا باہر آیا۔ مگر وہ ریشی چلے گئے تھے۔

[1] چیرو جیبی (لایموت) یعنی ہمیشہ جینے والا۔ زبان بنگلہ

بابا آدم کی قبر اور مسجد

بابا آدم کا مزار اور اُسکی مسجد رام پال سے قریب ۲ میل کے تفاوت پر ہے - مزار پکّا بنا ہوا ہے - اور چھت کھُلی ہوئی ہے - اور مسجد چھ گنبد کی بہت عمدہ بنی ہوئی ہے - طول ۴۹ فیٹ اور عرض ۳۸ فیٹ اور دیوارین ۸ فیٹ چوڑی ہین - درمیان مین دو سنگی ستون گنبدونکو سنبھالے ہوئے ہین - تین گنبد گر پڑی ہین مسجد کے کتابے کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے - کہ یہ مسجد ۸۸۸ ہجری مطابق ۱۴۸۳ء مین ابو المظفر فتح شاہ کے زمانے مین ملک کافور کی تعمیر کی ہوئی ہے - جو اُسوقت حاکم اُسطرف کا تھا - معلوم نہین بابا آدم کون تھا - مگر مشہور ہے کہ وہ ایک صاحب کمال شخص مکّے کا تھا - جسکا قصہ یہ ہے - کہ راجہ بلال سین کے عہد حکومت مین مسلمان رعایا کو گائے ذبح کرنے کی ممانعت تھی - ایک مسلمان جو رام پال کے قریب رہتا تھا - اُسنے منت مانی تھی کہ اگر خدا مجکو لڑکا دے تو ایک گائے ذبح کرکے سبکی دعوت کرونگا - خدا کی عنایت سے اُسکے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا - اور اُسنے ایک گائے ذبح کرکے اپنی منت پوری کی - اتفاقاً چیل نے ایک ٹکڑا گوشت کا لیکر راجہ کے محل مین ڈالا راجہ اُسے دیکھتے ہی غصّے سے بیخود ہوگیا - اور حکم دیا کہ جسنے یہ بے دھرمی کام کیا ہے -

اُسے جلد حاضر کرو۔ چنانچہ وہ شخص پکڑ آیا۔ اور راجہ کے سامنے حاضر کیا گیا۔ اُسنے راجہ سے اپنی منت کی حقیقت ظاہر کی۔ راجہ نے اُسکے لڑکے کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب اُسنے لڑکے کو حاضر کیا۔ راجہ نے اُسی قتل کروا کے اُس شخص کو مع قبایل جلاوطن کیا۔ وہ اپنے لڑکے کے غم مین دیس بدیس پھرتا ہوا اور دادخواہی کی فریاد کرتا ہوا مکہ معظمہ پہونچکر بابا آدم کے پاس گیا۔ اس نیک مرد نے اسکا ماجرا سُنکر اُسکے ساتھ چلنے اور بدلہ لینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ دونون شخص مکہ سے روانہ ہوے۔ ہندوستان مین پہنچتے ہی بہت سے جنگ آزمودہ سپاہی یہ ماجرا سُنکر اُنکے ساتھ ہوگئے اور رام پال مین پہونچکر راجہ کے محل کے قریب کنائی چنگ مین جہان مسجد ہے خیمہ زن ہوے۔

بلال سین نے بابا آدم کے سپاہیون کو اپنے سپاہیون سے زیادہ جری اور کارآزمودہ دیکھکر خود لڑنے کی درخواست کی۔ بابا آدم راضی ہوا۔ اور دونون چودہ دنتک لڑے۔ مگر کوئی کسی پر غالب نہین آیا۔ اخیر روز جب بابا آدم ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ بلال سین نے پیچھے سے جاکر تلوار چلائی مگر کارگر نہ ہوئی۔ بابا آدم نے پھر کر دیکھا اور ہنسکر کہا کہ کوئی تلوار کام نہین کریگی۔ اِلّا میری تلوار یہ کہکر پھر نماز مین مشغول ہوا۔ اور اُسکی تلوار سامنے رکھی ہوئی تھی۔ بلال سین نے

وہ تلوار اُٹھالی۔ اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جُدا کر دیا۔

راجہ بلال سین کو یقین ہو گیا تھا کہ اِس لڑائی مین وہ فتحیاب نہین ہوگا۔ جب بابا آدم سے لڑنے جاتا تھا۔ ایک کبوتر کو اپنے کُرتے کی جیب مین رکھ لیا کرتا تھا۔ اور اپنے قبایل کے لوگون سے کہدیا تھا کہ جب یہ کبوتر بغیر میرے تنہا آئے سمجھ لینا کہ میری ہزیمت ہوئی۔ اور مین مارا گیا۔ اُسوقت تم سب اپنے کو اس آگ کے کنڈ مین جو ہر وقت تیار رہتا تھا۔ ڈالکر بھسم کر ڈالنا تاکہ دشمن کے ہاتھ نہ آوٴ۔ اس روز وہ بابا آدم کو قتل کر کے ایک تالاب مین جو نزدیک تھا غسل کرنے گیا۔ اتفاقاً اُسکے کرتے سے وہ کبوتر نکل کر محل مین چلا گیا۔ محل کے لوگ اُس کبوتر کو دیکھکر سمجھے۔ کہ راجہ مارا گیا۔ سب کے سب اُس آگ کے کنڈ مین گر کر جل گئے۔ راجہ محل مین آیا اُسکے قبایل واقارب سب جلکر خاک ہو گئے تھے۔ یہ دیکھکر اُسنے بھی اپنے کو اُس کنڈ مین ڈالدیا۔ اور جلکر خاک ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اور کوئی بلال سین تھا یہ وہ بلال سین نہین جسنے ہندو قومون کی تفریق کی ہے۔ جو اخیر راجہ تھا جسکے ہاتھ سے مسلمانون نے مُلک بنگالہ لیا تھا۔

نقل کتابہ مسجد بابا آدم

قال اللہ تعالیٰ وانّ المساجد للّٰہ فلا تدعو مع اللہ احداً وقال

النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی مسجداً فی الدنیا بنی اللہ لہ قصراً
فی الجنۃ۔ بنی ھذا المسجد الجامع الملک المعظم ملک کافور فی
زمان السلطان جلال الدنیا والدین ابو المظفر فتح شاہ السلطان
ابن محمود شاہ السلطان فی تاریخ اوسط شہر رجب سنہ ثمان
وثمانین ثمانمائۃ ۸۸۸ھ

ترجمہ

کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس
نہ بلاؤ ساتھ اللہ کے کیکو۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے بنائی مسجد
دنیا مین بنائیگا اللہ واسطے اسکے محل جنت مین۔ بنائی یہ جامع مسجد
ملک بزرگ ملک کافور نے زمانے مین سلطان جلال دنیا اور دین
کے ابو المظفر فتح شاہ۔ سلطان ابن محمود شاہ سلطان تاریخ اوسط
شہر رجب ۸۸۸ ہجری۔

راجہ باڑی کا مٹھ

یہ مٹھ راجہ باڑی پولیس اسٹیشن سے ۲ میل کے فاصلے پر
واقع ہے۔ اور بدماندی سے نظر آتا ہے۔ یہ مٹھ اینٹ کا ریختہ
بنا ہوا ہے۔ بلندی اسکی اسی فیٹ اور نیچے کا چبوترہ تینتس فیٹ مربع

ہے۔ کہتے ہین کہ اِس مٹھ کو چاند راے اور کدار راے نے اپنی مان کے
مرگھہٹ پر تعمیر کیا ہے۔ اور یہ دونون راے سنہ ۱۶۱۶ع کے اوسط
مین بکرم کے مستقل حاکم تھے۔ چند سال ہوے۔ کہ وہان کے زمینداروں
نے پھر اُسکی مرمت کی ہے۔

رکابی بازار کی سلیمان شاہی مسجد

یہ مسجد منشی گنج سے تین میل کے تفاوت پر رکابی بازار مین واقع
ہے۔ اور ریختہ کی بنی ہوئی ہے۔ طول ۳۶ فیٹ اور عرض ۴۲ فیٹ
اور صرف ایک ہی گنبد ہے۔ دیوارین ۴ فیٹ چوڑی ہین۔ اسکے
کتابے سے جو نیچے نقل کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسجد سنہ ۹۷۶ھ
مطابق سنہ ۱۵۶۹ع مین ملک عبداللہ میان ابن امین خان فقیر میان نے
عہد سلطنت مین حضرت علی میان سلیمان معروف بہ سلیمان شاہ
کرانی کے تعمیر کی ہے۔ تاریخ بنگالے سے ظاہر ہے کہ امین سلیمان شاہ
نے سنہ ۹۷۱ع سے سنہ ۹۸۰ تک سلطنت کی ہے۔

نقل کتابہ مسجد

قال اللہ تعالیٰ ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً قال

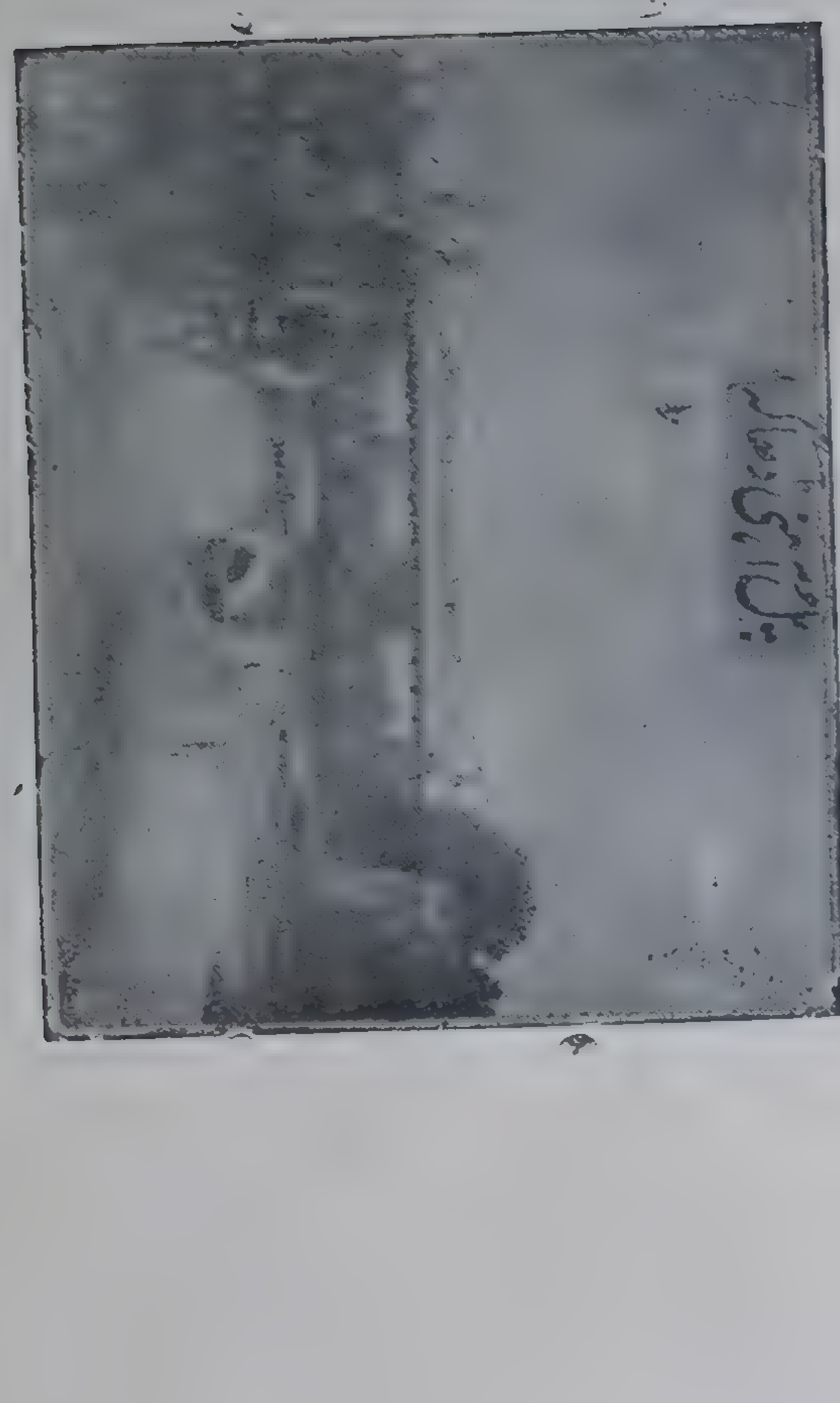
النبی علیہ السلام من بنی مسجداً فی الدنیا بنی اللہ لہ سبعین قصوراً
فی الجنۃ ھذا المسجد مع ما من المقام فی عہد سلطان الزمان
حضرت اعلی میان سلیمان ۔۔۔ المکرم المعظم المظفر الملک عبداللہ
میان ابن امین خان فقیر میان فی التاریخ من شہر ذی العقد سنہ
ست وسبعین وتسعمائۃ ۹۷۶ھ

ترجمہ

کہا اللہ نے تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بلاؤ
کسیکو ساتھ اللہ کے۔ کہا نبی علیہ السلام نے جسنے بنائی مسجد دنیا
مین بنائے گا اللہ واسطے اسکے سات محل جنت مین۔ یہ مسجدین مع مقام
ما من (زمین) زمانے سلطان وقت حضرت اعلی میان سلیمان المکرم
معظم ملک مظفر عبداللہ میان ابن امین خان فقیر میان تاریخ شہر ذی قعدہ
۹۷۶ھ نوسو چھہتر ہجری۔

اعظم پورہ کی دومنزلہ مسجد

یہ مسجد ۱۱۶۰ھ مین فیض اللہ کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ مسجد ایک
گنبد کی ہے۔ اور اسکی اترطرف حجرے کا مکان نہایت [illegible]
اور خوبصورت بنا ہوا ہے۔ نیچے کی منزل مین کوٹھریان ہین۔



اوپر مسجد اور صحن اور حجرے کا مکان ہے۔

نقل کتابۂ مسجد یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

عارف حق شناس فیض اللہ	ساختہ مسجدے بوجہ الحق
باوجہ حصول عین یقین	عابدان را وسیلۂ اوثق
مسکن ذاکران صاحب شوق	مثل قصر بہشت پر رونق
پے تاریخ آن عبادت گاہ	در دلم ریخت معنی الیق
انہ ما من کعبۃ اللہ	معبدٌ جامعٌ لاکمل الحق

سنہ ۱۱۶۰ھ

پل آہنی ڈھاکہ

یہ پل بھی ڈھاکے کی ایک مشہور چیز ہے۔ جو دولائی ندی کے اوپر واقع ہے۔ اس پل کو سنہ ۱۸۳۰ء مطابق سنہ ۱۲۳۷ بنگلہ میں مسٹر والٹر صاحب مجسٹریٹ نے اہالیان شہر کے چندہ سے تعمیر کیا ہے یہ ایک مستحکم اور خوبصورت پل ہے۔

چوک

یہ ایک بازار ہے نہایت وسیع اور خولبصورت جو شہر کے پچھم حصے مین واقع ہے۔ یہ ایک مربع زمین نیچی دیوارون سے گھیری ہوئی ہے۔ اسکی چارون طرف چوڑی سڑکین ہین۔ بیچ مین ایک بڑی توپ رکھی ہوئی ہے۔ جبکو مسٹر والٹر مجسٹریٹ نے سواری گھاٹ سے جو بڑے کٹرے کے دکھن جانب بوڑھی گنگا ندی کے کنارے پر واقع ہے۔ لاکر چوک مین رکھی ہے۔ اس توپ کے مقابلہ کے اسی گھاٹ مین اور ایک توپ اس سے بہت بڑی تھی جسکے دہانے مین ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا۔ دریا شکست مین وہ توپ غرق آب ہوگئی ہے۔ یہ دونون توپین امیر الامرا میر جملہ کی لائی ہوئی ہین۔ یہ چوک بھی والٹر صاحب نے بنایا ہے۔ یہ زمین سابق مین قلعہ کا ایک حصہ تھا۔ جسمین ۳۳ بھر کو دوکانین لگتی ہین۔

اسوقت شہر ڈھاکہ کا طول وعرض وغیرہ

شہر ڈھاکہ بوڑھی گنگا ندی کے اُتر پار لب دریا واقع ہے جسکی پورب طرف ایک نشیب زراعتی میدان جو لکھیا ندی تک پھیلا ہوا ہے

اُتر اور پچھم طرف جنگل ہے۔ جسمین ایام قدیم کی بہت سی پُرانی مسجدین مقبرے۔ اور اُجڑے ہوے باغات وغیرہ ہین۔ اسوقت طول شہر کا۔ پورب۔ پچھم۔ چار میل اور عرض اُتر۔ دکھن۔ سوا میل ہے شہر کے پورب حصے مین دولائی ندی ہے۔ اور اسکی ایک شاخ شہر کے اندر جاری ہے۔ جسپر پکّے پل بنے ہوے ہین۔ یہ شاخ جا بجا نہایت چوڑی ہے۔ جو جلّہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور بہت سی شاخین نکلی ہین۔ پکّے پُلون مین نراندیہ کا پُل۔ راے صاحب کے بازار کا پُل۔ تانتی بازار کا پُل۔ مینڈی کا پُل۔ امیر خان کا پُل مشہور ہے۔ ناظر کے بازار کا پُل۔ چاندخان کا پُل۔ مسٹر ویب کا پُل۔ بابو بازار کا پُل۔ وغیرہ یہ نہایت مستحکم ریختہ پُل بنے ہوے ہین۔ جن پر صدہا سال سے لوگون کی اور گاڑی گھوڑے۔ ہاتھی وغیرہ کی آمد و شد جاری ہے۔ اسوقت شہر مین اصل دو بڑی سڑکین ہین۔ ایک لال باغ سے دولائی ندی تک۔ پورب پچھم دو میل سے زائد ہے۔ دوسری پُرانی پلٹن سے بوڑھی گنگا ندی تک اُتر دکھن سوا میل ہے۔ انکی شاخین بہت سی سڑکین اور کوچے جو تمام شہر کے محلون سے گذرے ہین۔

سرکاری عمارتین

ڈھاکہ کالج جو ۱۸۴۱ء مین بنا ہے۔ سنت ٹامس چرچ معروف بہ انگریزی گرجہ۔ جیل خانہ۔ بگلہ پھاٹک۔ مڈفورڈ ہسپتال۔ کوتوالی ججی عدالت منصفی عدالت۔ کلکٹری۔ اور فوجداری کی کچہریان ہین۔

شہر مین اور بھی گرجے ہین۔ ارمنی گرجا ارمنی ٹولہ مین گریک چرچ معروف بہ رومی گرجہ چوک کے پورب۔ مشنری چرچ صدر گھاٹ کے قریب بنگلہ بازار مین اور رومن کیتھلک چرچ کلتہ بازار مین واقع ہے۔

بھرہ سنی ام تقسیم بنگال وجدید عمارتین شہر ڈھاکہ

صوبہ بنگال ایک بہت ہی وسیع صوبہ تھا۔ ایک طرف اوسکی آبادی اسقدر زیادہ تھی۔ اور روز بروز اس درجہ بڑھتی جاتی تھی۔ کہ اوسکی ہر اک بات کو دیکھنا بھالنا اور اہل صوبہ کی پوری واد خواہی کرنا گورنمنٹ کیلئے ایک نہایت ہی مشکل امر تھا۔ علاوہ اسکے صوبہ آسام کی زراعت مین اسقدر روزافزون ترقی تھی۔ گورنمنٹ کو اُسکے طرف ایک خاص توجہ کی ضرورت پڑی۔

یہی سب وجوہات اور اسکے علاوہ اور بہت سی ایسی ہین تھین
جنکے سبب سے یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ صوبہ بنگال دو حصون مین
تقسیم کر دیا جائے۔ تاکہ کام بٹ جائے ع رموز مملکت خویش خسروان دانند
اسلیئے سنہ ۱۹۰۳ء مین وائسرائے ہند کی یہ رائے ہوئی۔ کہ
مشرقی بنگال اور آسام کے نام سے ایک نیا صوبہ قائم کیا جائے۔
اس صوبہ مین ڈھاکہ۔ چاٹگائون۔ مالدہ ٹیپرہ۔ اور آسام کی موجودہ
چیف کمشنری اور نیز بنگال کے وہ اضلاع جو راجشاہی کے نام سے
موسوم ہین۔ شامل کئے جائین۔ ڈھاکہ اس صوبہ کا دار السلطنت
قرار دیا جائے۔ اور ہڈ کوارٹر چاٹگائون مین ہو۔ اسمین ایک
لیجسلیٹو کونسل اور ایک بورڈ آف ریونیو بھی ہو۔ آبادی اس
صوبہ کی تقریباً ۳۱ لاکھ کے ہوگی۔ جسمین ۱۸ لاکھ مسلمان اور بارہ
لاکھ ہندو ہونگے۔

موجودہ صوبہ بنگال سے اگرچہ مشرقی اضلاع اور چھوٹا
ناگپور کی پانچ ریاستین اس حالت مین اوس سے علیحدہ ہوجائینگی
لیکن ضلع سمبلپور اور اوڑلیسہ کی ریاستین شامل ہوجانے سے
اوسمین چندان کوئی نقصان نہوگا۔ بلکہ اوسکی آبادی ویسی ہی رہیگی

اس رائے کے خلاف مین سارے ملک مین ایک شور مچگیا

طرح طرح کے عذر پیش کئے گئے۔ لیکن وائسرائے ہند نے یقین دلایا کہ تقسیم بنگالہ سے جو لوگ یہ سمجھتے ہین۔ کہ اونکا نقصان ہوا۔ یہ اونکی غلط فہمی ہے۔ برخلاف اسکے اونکا اسمین سراسر فائدہ ہے۔ کیونکہ تقسیم ہو جانے سے گورنمنٹ کو اونکی دادخواہی کرنے اور اونکے ہر اک بات پر غور و فکر کرنے کا کافی موقع ملیگا۔

چنانچہ تقسیم بنگالہ کی ۱۶- اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ع کو ہوئی۔ لارڈ کرزن اوسوقت مین وائسرائے ہند تھے۔ اور سر اینڈرو فریزر لفٹننٹ گورنر تھے۔ لیکن اس نئے صوبہ کے سب سے پہلے لفٹننٹ گورنر بہادر سر بامفلیٹک فُلر ہوئے جنکے بعد سنہ ۱۹۰۶ع مین ہز اکسلینسی لاٹ ہیر مشرقی بنگال اور آسام کے لفٹننٹ گورنر مقرر ہوئے۔ اور ہنوز حکمران ہین۔

ڈھاکہ جو کسی وقت مین اسلامی دارالسلطنت تھا ایک مدتِ دراز کے بعد سلطنت انگلشیہ مین پھر راجدھانی قرار پایا زمانے نے کروٹ بدلی۔ اوسکے سوتے ہوئے نصیب جاگ اوٹھے۔ اور ترقی کی ایک نئی ہوا چلنے لگی۔

چنانچہ خاص ڈھاکہ مین ایک سول اسٹیشن قائم ہوا۔ اور اُن مقامات مین جہان عروج اسلام کے زمانہ مین پُر تکلف

محلات اور شاہی ایوان کھڑے تھے۔ خدا کا شکر کرنا ایسا ہوا۔ کہ وہی مقامات پھر از سر نو آباد ہونا شروع ہوئے۔ اور اُن ویرانون مین ایک نیا قصبہ آباد ہوا۔ جو کہ نیو ٹاؤن کے نام سے مشہور ہے۔ اور جسکی چوحدی حسب ذیل ہے۔ اُتر کی طرف اسکاٹن۔ ڈھننڈی بازار عید گاہ اور چمار ٹولی ہے۔ پورب۔ کٹ گھر۔ برہمن چیرن۔ ستوائل۔ جاترا باڑی۔ اور جوڑائن ہے۔ دکھن کی جانب بوڑھی گنگا ندی۔ اور پچھم جانب سُنار ٹلنگرا اور بوڑھی گنگا ندی ہے۔

اس مابین مین جو جو نئی عمارتین بنی ہین وہ حسب ذیل ہین

نمبر۱۔ کرزن ہال اور ڈھاکہ کالج۔
۲ کالج ہوسٹل (طلبا کے رہنے کا مکان)
۳ ڈھاکہ انجینیرنگ کالج معہ ہوسٹل۔
۴ لفٹنٹ گورنر صاحب کا پیلیس (کوٹھی)
۵ ڈاک بنگلہ۔

اسکے علاوہ حکامون کے رہنے کی بڑی بڑی کوٹھیان بنی ہین۔

اسکے علاوہ چند ایسی بھی عمارتین ہین جنکی بنانیکی تجویز ہوئی ہے

نمبر ۱ سکریٹریٹ آفس -
۲ پوسٹ ماسٹر جنرل آفس -
۳ مینوسپل مارکٹ وغیرہ وغیرہ -

بہرۂ سی ویکم شاعران ڈھاکہ

(تذکرہ شعرائے ذیل عنایت فرمودہ جناب خواجہ محمد افضل صاحب)

افضل **افضل** - خواجہ محمد افضل المتخلص بہ افضل (دخترزادۂ نواب سر عبد الغنی جنّت آرامگاہ) ابن آنریبل نواب خواجہ محمد یوسف خان بہادر خلف خواجہ محمد مہدی فردوس مہد ولد خواجہ محمد اشرف مرحوم ولد خواجہ محمد افضل خلد منزل رئیس اعظم شہر عظیم آباد -

آپکے اور آپکے قبلہ گاہ قبلہ وکعبہ کی جاے پیدائیش ڈھاکہ ہے -

آپنے اپنی تاریخ ولادت خود لکھی ہے جو ذیل مین ہی -

شکر خدا ز کتم عدم آمدم بدھر		از باد سور قلب بتارم چو گل شگفت
جستم چو سال رادمسیحا از آسمان		خواجہ محمد افضل آمد بدھر - گفت ۱۸۷۵

سنہ ۱۸۷۵ ع

آپ انڈر گریجوٹ ہین - آپکی استعداد فارسی کی وافی ہی - اور کلام

معجز نظام دلالت کے لیے کافی - آپکی طبیعت کا رُجحان تاریخگوئی کیطرف
خاص طرحپر ہے - آپ سید محمود آزاد کے تلامذۂ ارشد مین سے ہین - اور
علم عروض مین بھی آپکو خوب دخل ہے - مجموعۂ تواریخ کی تین جلدین ذخیم اور
ایک مختصر فارسی دیوان اور کچھ اُردو غزلین جو احباب کے اصرار سے لکھی گئی ہین
میری نظر سے گذری غم ماہ پیکر ایک رسالہ آپ نے رحلت پُر
حسرت نواب بیگم سر احسن اللہ مرحوم مین تصنیف فرمایا ہے
اسمین صرف قطعات تاریخ رحلت جو ایک ہفتہ کے اندر لکھے گئے تھے -
درج ہین - آپکی طبیعت پُر گو اور کلام پُر زور ہے - داغ دہلوی کے
انتقال کی ۱۷ تاریخین نکالی ہین - اور نواب سر احسن اللہ مرحوم کی رحلت
مین ۸۲ قطعات لکھے ہین -

آپ شہر مین افضل المورخین مشہور ہین - اور آپکے اُستاد والانژاد
آپکو نساخ ثانی (بلحاظ مہارت مشق تاریخگوئی) سے خطاب فرماتے تھے
تاریخگوئی مین آپکو بڑی مشق اور کمال مہارت حاصل ہی چلتے پھرتے
تاریخین نکالتے ہین - اور اکثر لاش دفن ہونے کے پیشتر فی البدیہہ
قطعہ تاریخ مکمل ہوجاتا ہی

نواب سر احسن اللہ بہادر کے ارتحال کے بعد سے اُنکا جوش
ایک نوع کم ہوگیا تھا اور اب اُنکے اُستاد اور ہمخوابہ کی تواتر اموات

نے دل بالکل پژمردہ کردیا ہی۔ تاہم اُن کا دم اس دم ڈہاکہ مین غنیمت ہے۔ وھو ھذا

تاریخ خطاب یافتن جناب نواب سر احسن اللہ بہادر

ایکہ حسام تراست قلبِ عدویت قراب
بہر قضا ہر زمان امر تو قائم مقام
صعوہ بعہدت خورد طعمہ ز منقار باز
احسنِ نام آوران مفخرِ ہندوستان
از شرف قصر تو بیشک گردد ہما
برکفِ خاک ازنہی بہر تیمم کفت
افضل تاریخ را از رہِ صدق و صفا

بر ہمہ حکام ملک حکم تو مالک رقاب
بہر قدر ہر نفس حکم تو نایب مناب
گربہ بعونت زند پنجہ بشیران غاب
ای لقب سرز تو یافت بسی اب و تاب
بر سرِ دیوار آن گربہ نشیند غراب
گو ید چرخِ برین کاشکہ بودم تراب
گفت کہ۔ نواب ما یافت ہمایون خطاب

سنہ ۱۳۱۵ھ

مقدمِ فصلِ بہاری مین ہر اک تل و دمن
ہی نسیم سحری نفحہ کشِ نافہ گل
ہر گل سرخ نمونہ ہے رخ مہوش کا
کیا نکھرتا ہوا جوبن ہی پری دامن کا
مخملِ سبز کی سبزہ نے بچھائی مسند
کبھی تھم تھم کر برستا ہی کبھی جھم جھم مینھ

سبزہ و لالۂ نعمان سی بنا رشکِ چمن
نفحہ سے جسکی ہوخون نافۂ اہوئے ختن
سنبل الطیب ہے یا طرہ پر پیچ و شکن
گویا پھیلائی یہان لال پری نے دامن
ناز سے بادِ صبا چلتی ہے جسپر تن تن
جیسے سنگت ہی کرد یکہ طبلہ کی پرن

نفحہ بمعنے خوشبو



فیض نیسان فی نہالونکو کیا در سے نہال   نکلا ہے نخل زمرد مین مگر دُرِّ عدن
چھیڑ سے باد صبا کے متبسم غنچے   سرنگون شرم سے ہے لالۂ جیسے دولہن
اللہ اللہ رے طلسم اثرِ فصلِ بہار   چادرِ آبِ رواں بنگئی انہار چمن
نگہِ حیرت نرگس ہے سخن پر میری دال   پھٹ پڑا صحن گلستان مین ہے کیسا جوبن
فخر گلچین کو کہ گلچین نے بھرا ہے دامان   نازبو پر کرے ہے ناز بواب کھولے دہن
رُت جو بدلی ہے خزان کی تو یہ چھائی بدلی   آسمانی ہوا خود رنگ لباس سوسن
برق چمکے ہے کہ نظارۂ گلشن کیلیے   ٹوئی چرخ ز سرکائی گھٹا کی چلمن
تخت طاؤس بھی ہین رقص کنان   طائرِ قبلہ نما جوش طرب مین پرزن
سایۂ مہر خدا مجمع اخلاق حسن   احسن اللہ قمر کو کہہ نواب زمن
جلوہ گر بزم مین ہے آج بصد زیب طرب   سرو سرخیل سران سرور نواب احسن
ترے ایثار کی بارش ہے کہ ساون کی جھڑی   ترے انعام کی بدلی ہے کہ بھادون کی بھرن
احسن اللہ کی تو نے جو لکھی ہے مدحت   کہتے جاتے ہین ملک چرخ سے احسن احسن
لکھدیا کہ کلک گہر سلک نے سال ہجری   افضلا شادی نوروز خطابِ احسن

١٣١٥ھ

شکر صد شکر کہ چلتی ہے نسیم عشرت   گلشنِ دل سے ہوئی دور خزان کی کلفت
شفقِ صبح کی رنگت کا عجب عالم ہے   صاف آتی ہے نظر لال پری کی صورت
واہ کیا باغ مین نواب کے آئی ہے بہار   بلبلین شاخ پہ ہین نغمہ طراز عشرت

بلبلے سیرابی و سرسبزی و زیب و زینت	دلکشا حسن مین ہی روکش باغ جنت
سرحکام فلک مرتبہ سرجون اُڈبرن	عدل و انصاف مین ہین جو کہ خدا کی رحمت
احسن اللہ بہادر کو دیا سر کا خطاب	اور تمغا بھی عنایت کیا باصد عظمت
اُنکے ہی عہد مین گربہ کو عصا فیر ڈر	آہوئے مادہ سی ہے شیر نرون کو ہیبت
ہے سعادت سے بھر اُنکا جو قصر عالی	بیٹھے گر بوم تو بنجائے ہما کی صورت
بخشش آب سی سیراب ہوا ہی ڈھاکہ	اہل ڈھاکہ ہین تمام اُنکی رہین منت
اُنکے اخلاق کی نکہت کی کرون گر توصیف	اپنا بنجائی دہن نافہ مشک تبّت
اُس نے لکھا سال مسیحی فی الفور	دیکھو نواب نے اب پائی خطاب و خلعت

سنہ ١٨٩٨ء

تاریخ وفات

سوی جنت رفت نواب احسن اللہ خان کہ بود	مہر رخشان سپہر عزت و جاہ و جلال
برکشید افضل مکرر آہ و سالش نو درقم	کرد نواب احسن اللہ خان بہادر انتقال

١٩٠١ء

تاریخ وفات حسرت آیات نواب سر عبد الغنی بہادر کے۔ سی۔ اس آئی

ہست این دنیا چو ماری با ہمہ نقش و نگار	افضل آن باشد کہ بروی دل نہ بندد ہوشیار

هر گدا و شاه را رزق زمین بودن ضرور
گوہر بحر سخا نواب سر عبد الغنی
عالمی اندر فراقش خاک بر سر ریختہ
چونکہ در ماہ اگسٹش خاتمہ بالخیر شد

کُلُّ شَیْءٍ ھَالِكٌ باقی بود پروردگار
رخت بربست از جہانِ بی ثبات و بیقرار
با لباس ماتمی پیرِ فلک شد سوگوار
خاتمہ بالخیر گوئی با ادب ای ہوشیار

سنہ ۱۸۹۶ء

سرورِ ڈھاکہ خواجہ عبد غنی
بست و چارم ز اگسٹ دوشنبہ
افضل از شش جہات بشنیدم

سرو نواب و راد و مفخر دین
حسرتا رفت سوی خلدِ برین
راد نواب ڈھاکہ والے سنین
۳۱۶ x ۶

سنہ ۱۸۹۶ء

تاریخ ارتحال حسرت اشتمال والدۂ ماجدۂ نواب احسن اللہ مرحوم در صنعت صوری و معنوی

ہمسرِ عصمت گزین حضرتِ عبد الغنی
سال ہجری و مسیحی افضل مخزون نوشت

برگزیدہ جان خود در گوشۂ دار القرار
یکہزار و سہ صد و چار بست وانی بر شمار
۱۳۰۴ - ۱۸۶۸

مسند نشینی جناب نواب سلیم اللہ صاحب بہادر

چاہ مغرب مین چھپا جب یوسف زرین نقاب
جلوہ آرا پھر زلیخائی شبِ یلدا ہوئی
پور نواب احسن اللہ خان ہو مسند نشین
کشتئ مئی کر روان تو آج بحر عشق مین

دم زدن مین چتر زر اندود کی ٹوٹی طناب
آبنوسی تخت پر مثلِ بت مشکین نقاب
خواجہ چرخ آستان و سرور کیوان جناب
راح عشرت سے ہین پر شیشے ہوا جون حباب

صفحۂ روی زمین پر دمبدم برساتی ہی	رشحہای شبنم عیش و طرب مشک سحاب
رشک جنت دیکھتا ہی دیکھی تو رضوان کہی	اینکہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بخواب
جب زمین سی نعرۂ عشرت فلک پیما ہوا	آسمان کہنی لگا یا لیتنی کنت تراب
ای سلیم اللہ سلیم الطبع تیری عہد مین	بچۂ آہو و بز کو شیر دیتا شیر غاب
سایہ مین فرخ ہمای عدل کی تیری کری	صعوہ بازی باز سی اور کبک شوخی با عقاب
آتش غیظ و غضب سی کاہ سان جلجای کوہ	ہیبت صولت سی ہو تمساح کا بھی زہرہ آب
قاضئ چرخ برین بھی شملہ اپنا تھام کی	دیکھی ہی حیرت سی تیری قصر کا زرین قباب
ریسمان عمر ہو دی یا خدا اسکی دراز	گردن دشمن مین ہو ئی موت کی ہر دم طناب

تاریخ ختنہ

اینت ہر سہ پور نواب سلیم اللہ ما	گشت مختون چون بفضل حضرت رب جلیل
کلک گوہر سلک افضل بی تامل زو رقم	سال ہجریش کہ حالا شد اداء رسم خلیل ۱۳۲۰ ھ

تاریخ خطاب یافتن جناب نواب سید معظم حسین صاحب سب آرڈینٹ جج بنشنیر شایستہ باد

نہی یافت سید معظم حسین	ز قیصر چو تشریف نواب را
چہ نواب سید معظم حسین ۱۳۱۹ ھ	رقم کرد کلکم سنین افضلا

تاریخ خطاب یافتن جناب نواب سید محمد خان بہادر

حبذا سید محمد حاکم الضفت نشان — یافت از قیصر خطاب خان بہادر با حشم
افضلا سید محمد خان بہادر نیک رائے — سال ہجری خطاب مستطابش کن رقم
۱۳۲۰ھ

تاریخ خطاب یافتن جناب خواجہ محمد یوسف صاحب خان بہادر

ہوئے خواجہ محمد یوسف الحمد للہ — بصد اعزاز و حشمت خان بہادر
وہ مہر چرخ و ماہ برج عزت — میرے والد وہ ذو العز والتفاخر
گہر کے مثل جنکا صاف باطن — جو بحر فہم کے ہین بے بہا در
عزیز مصر دلہا سے خلائق — ہے جنپر لطف خالق کا تواتر
ہوا ہے کیا مقدم بالبروز آج — دلا جو کچھ کہ تھا مکنون تصور
ہوا پھر گوش احباب گہر سنج — بہ اصغای نوید عیش پر در
بگو من فضلک ہذا الٰہی — کما کرمتہا بالعز فانصر
ز ابر چشم حساد و ہم اعدا — کنند خون جگر ہر دم تقاطر
رقم افضل نمود از حرف منقوطہ — سنہ در بیت زیرین بے تفکر
بود یارب مبارک با ہمہ سور — پدر را مہر خان خان بہادر
۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات راجہ راجندر نرائن رائے

خلیق و با مروت راجہ راجندر نرائن رائے — فراز پشت شبدیز اجل گشتہ جہان پیما
شنیدہ ایندم حیف رود راجہ راجندر نرائن رائے — بدیہہ خامۂ افضل مسیحی سال کرد انشا
۱۹۱۰ء

تاریخ آمد زلزلہ

یارب تو بدار خلق عالم — محفوظ ز چرخ چرخِ دوّار
دائم ز حوادث زمانہ — ہم ز آفت بو مہین نگہدار
زلزال تباہ کرد پنجاب — آمد چو نظر بہ پیہ اخبار
اُفتاد بجسم لرزۂ صعب — شق کرد دلِ حزین و افگار
ترقیم نمود کلک افضل — سن۔ زلزلۂ مصیبت آثار
۱۳۲۳ھ

منتخب از دیوان فارسی افضل

غزل مطارحہ غزلہ

دل شد ہدفِ ناوکِ نازِ تو جگر ہم — شد در سرِ سودائے تو ہوش از سر و سر ہم
دل دوختی از تیرِ نگہ بلکہ جگر ہم — قربان ادائے تو و انداز نظر ہم
جمعیتِ دلہای جہانی شدہ برباد — تا باد صبا زلف ترا ساختہ برہم
مہرِ سست جگر تفتہ ز مہر رخت ای شوخ — دارد ز کلف داغ بدل جرم قمر ہم
بر جاہ مکن ناز کہ شد تاجوران را — برباد ز سرِ جنگ فلک افسر و سر ہم
صد درد غم و یک اثر مہر تو درمان — صد زخم دل و یک نظرِ لطف تو مرہم

ہر لحظہ باغیار ز تو لطف جدید است
بر افضل بیچارہ گہے نیم نظر ہم

او بدل مہمان و من در جستجو افتادہ ام — با نوید نحن اُقرب دور از و افتادہ ام

طرفہ لطفی داشت ہمدم مستیِ دوشینہ ام | اگاہ بر ساقی وگاہی بر سبو افتادہ ام

ولہ

اگر برکشائی گرہ زلف خود را | کنی مات یکسر ہمہ مشک چین را

بہ دنیا بہ بینند گر عارفانت | بجنت نجویند شان حور عین را

ولہ

مصحفِ رُخ را نمودہ ای صنم | گبر و ترسا را مسلمان میکنی

بیژن و گلفام را ای گلبدن | قید در چاہِ زنخندان میکنی

منتخب از دیوانِ اردو افضل

غزل مطارح دو غزلہ بر زمین غزل داغ دہلوی

گھر آئینہ نہین ہان کا یہ جھگڑا ہم نہ مانینگے | اجی ہر روز کا امروز فردا ہم نہ مانینگے

ہے رنگِ رو و چشمِ تر ہمارے عشق کا شاہد | تعجب اُنکا کہنا ہے یہ دعوا ہم نہ مانینگے

کرینگی دم مین سیدھا اُسکو شانہ لیکے مشاطہ | یہ بل لینا تری زلفِ دوتا کا ہم نہ مانینگے

سوال اک بوسۂ لب کا جو ہم کرتے ہین رو رو کر | وہ ہنس ہنسکر یہ کہتے ہین کہنا ہم نہ مانینگے

نہ دُنیا مین زیارت روی زیبا کی ہوئی حاصل | کرینگے حشر مین اک حشر برپا ہم نہ مانینگے

خیالِ لہو سہا اور حیا تھی پاسبانی مین | حریمِ خاص مین تھے آپ تنہا ہم نہ مانینگے

عرق سے آتشین رُخ کی تری تو قول باطل ہے | بہم ہون آب و آتش دونون یکجا ہم نہ مانینگے

بہانا خون کا ہے خون بہا کشتون کا کہتے ہین | قیامت ہے بہر انصاف اور ہے کیا ہم نہ مانینگے

لچک ہے بار خنجر سے تری ہاتھون مین ای ظالم | گلا کیونکر کٹے گا تیرا لوہا ہم نہ مانینگے

سدا دشمن کو ایسا بد نہاد عبا مبارک ہو | تمھارے دل مین ہو کے داغ ایسا ہم نہ مانینگے

تقاضا طبع کی جو دستان افضل ہے یہی ہر دم
غزل اک اور پڑھ خاموش رہنا تم نہ مانینگے

ولہ

صبحدم ماہ جبین گھر کو چلا ماہ کیساتھ — دامن مہر ہوا چاک سحرگاہ کیساتھ
غم ہی اک کوہ بلا غمسے مین اک کاہ ضعیف — کوہ کو کونسی نسبت ہی بہلا کاہ کیساتھ
پاس ضد کا ہے ترے ورنہ مرا نالہ — لیے آغوش مین تاثیر کو ہے آہ کیساتھ
ماہ نخشب جو مرے ماہ جبین کو دیکھے — بیخودی مین کنوی جھانکا کری سو چاہ کیساتھ
یاد مین گوہر دندان کی روان ہین جو اشک — چشمگین کیون نکری ابر گہربار سے آنکھ
اشک کی مے سی چھلکتی ہی مری چشم کا جام — جب سے دو چار ہوئی ہی بت سرشار سے آنکھ
شرم سی رخ کی دکھانے پہ بھی کیا کیا تکرار — کیون چرانے نہین اب وصل کی تکرار سے آنکھ

از سہ غزلہ

تارے گنوائیگی شب بہر تری افشان مجھکو — تنکے چنوائیگا سوئی کمرای جان مجھکو
جوش سودا مین ہوا گھر مرا زندان مجھکو — طوق ہنسلی ہی سلاسل رگ شریان مجھکو
مسی مالیدہ لب و پان کا لاکھا اسپر — لالہ دکھلانی لگا نیلوفرستان مجھکو
در دندان کے تصور مین جو مین روتا ہون — گوہر آمودہ نظر آتا ہے دامان مجھکو
قد جانان کے تصور مین جو جان نکلی ہی — ملے تربت تہ شمشاد گلستان مجھکو
سرفرازی جو ملی خلعت دامن سے مرے — سر پہ پھرتا ہے لیے خار مغیلان مجھکو
حسرتون کا نہ ہوا خون ہی اسمین کیا کیا — گنج دل کم نہین از گنج شہیدان مجھکو

ہاتھ مین ہاتھ تو ہیہات نہ آیا اُسکا | کاش حاصل تو ہو پابوسیٔ جانان مجھکو

افضل اک اور غزل لکھتا ہون اسطرح مین مین
تاکہ دین داد سخن سارے سخندان مجھکو

ولہ

دلِ غنچہ اس رشک سی کیون نہ خون ہو | بہت تنگ بندِ قبا ہے کسی کا
خمیدہ بھوؤن کا خدنگِ کرشمہ | مرے دل پہ کاری لگا ہے کسی کا
نہ عالم مین اُمید اُس سے کسی کو | نہ دُنیا مین وہ بیوفا ہے کسی کا
مرا خون بہا کر ہنسے کھولکر جی | لگے کہتے یہ خون بہا ہے کسی کا

ولہ

کبھی جو غصہ مین دشنام یار کا پہونچا | تو پیارے لب سے ہو پیغام پیار کا پہونچا
رُخِ صبیح پہ زلفِ سیاہ بکھری ہے | کہ چین مین قافلہ اک زنگبار کا پہونچا
شہید دستِ حنائی سے بھر ہوا ہے کون | رنگا ہی خون مین جو اُس گلعذار کا پہونچا

تاریخ وفات حسرت آیات قیصر ہند جناب ایڈورڈ ہفتم

دریغا شد نہان آن قیصر ہند | کہ زو رخشندہ بودہ اختر ہند
ز مشرق تا بہ مغرب زیر خاتم | کمینہ واہ شاہِ خاورِ ہند
شفق گون اشک از دامانِ گردون | ببارد دمبدم بر کشور ہند
حسام ارتحال حسرت اندود | نمودہ چون دو بیکر بیکر ہند
نوشتہ افضلِ محزون بدیہہ | کنون رحلت نمودہ قیصر ہند

۱۳۲۸ھ

تاریخ تخت نشینی قیصر ہند جارج پنجم

زہی شدہ بہ تخت پدر جارج خامس | المہا زدلہا چو عنقا شدہ گم
مسیحی سنین جلوس افضل ایدون | رقم زد - بتخت پدر جارج پنجم

۱۹۱۰ء

دیگر در وفات شاہ ایڈورڈ سابع در صنعت صوری و معنوی

آوخا آن قیصر ہندوستان گردون رکاب | شد روان بر پشت ارغون اجل بید شتاب
کلک افضل زد بصوری معنوی صنعت رقم | یکہزار و سہ صد و با بست و ہشت اند حساب

۱۹۱۰ء — ۱۳۲۸ھ

قطعہ صنعتی کہ از ہر مصرع سال جدا گانہ بر مے آید

سپہر آستان شاہ اڈورڈ زود | چو خورحیف رفتہ با بر زمین
بشد قیصر ہند ناگاہ فوت | ستم دیدہ افضل ز دانشا سنین

۱۳ ۱۷ بنگلہ — ۱۳ ھ ۲۸ — ۱۰ ۱۹ ع — ۱۹ ۶۷ سمبت

آزاد - مولوی سید محمود عرف منجھلے سید صاحب خلف سید اسد الدین حیدر ابن سید علی مہدی خان بہادر خلف میر اشرف علی رئیس شہر ڈھاکہ۔ آپکے اشعار گہر بار متانت و فصاحت و بلاغت سے مملو ہین - آپ صاحب دیوان ہین - اور علاوہ دیوان کے بہت سے کلام آپکے شاگرد رشید خواجہ محمد افضل صاحب کی پاس موجود ہین - جنمین سے بطور اختصار مشتے از خروارے ہدیۂ ناظرین ہی - آپ ارشد تلامذہ حافظ ضیغم صاحب مرحوم ہین آپ کی پارسی قصائد کے سمجھنے کے لیے معمولی استعداد کافی نہین - آپکو بیحد شوق کتب بینی سے تھا - چنانچہ انتقال کے کچھ روز پیشتر جبکہ آپ باحواس تھے - اساتذہ کی دواوین مدنظر رہا کرتے تھے - اور قیلولے کے بعد برابر آپ مطالعہ فرماتے -

ارغون بمعنی اسب بزرد ۱۲

آزاد

ایک لاکھ چیدہ ابیات ازبر تھے (العهدہ علی الراوی) اور بقول خواجہ محمد افضل ایک مرتبہ دور روز مین پانچ چھہ ہزار عمدہ اشعار سنائے تھے آپ فالج سے قریب پینسٹھہ سال کی عمر سنہ ۱۹۰۷ء مین رحلت فرمائی - اوایل مین اپنا تخلص شیدا کیا کرتے تھے - آپکی مثنوی "بحرین" بنام نواب سر عبدالغنی مرحوم قابل دید ہی - آپنے واقعہ ڈھاکہ ٹورنیڈو نظم کیا -

از کلام فارسی

درین روزگارِ بلا سرگذشت
که بر هیجده صد هشت هشتاد و هشت

بتاریخ هفتم ز اپریل ماه
شده ڈهاکه و اهل ڈهاکه تباه

دمِ عصر شنبه ز سمتِ شمال
عقاب سیه ابر بگشود بال

بتدریج آن ابر نیلی پرند
چنان شد محیطِ سپهر بلند

که گوئی ید قدرت کردگار
سیه کاره بست بر روزگار

چو دیو سیه پرغریو و غرنگ
بر آرام و تسکین ازو عرصه تنگ

بیفگند شورِ میانِ جهان
چو آواز کالکهای دخان

دخان خیز چون کوه آتش فشان
شرر ریز چون اژدها از دهان

قصائد

آن آتش سیال بین غمها ازان پامال بین
یاران ازو خوشحال بین اکسیر کردار آمده

آن آتش بی دود بین سرمایهٔ صد سود بین
چون آتشِ نمرود بین خرم چو گلزار آمده

بتپاره زو حور اشود گنگ ار خورد گویا شود	کور ار خورد بینا شود تیمار بیمار آمده
هان احسن اللہ خان نگر میر فلک ایوان نگر	با فره خاقان نگر در صفهٔ بار آمده

تاریخ خطاب یافتن نوّاب سر احسن اللہ

خطاب سر مبارکباد نواب احسن اللہ را	که در گیتی سرو گردهٔ نام آوران استی
خطاب سِتطاب حامی اسلام تاریخش ۱۳۱۵ھ	زروی سالهای هجری قدسی عیان استی

رباعی

عید اضحیٰ بفرخی آمد باز	از مقدم او غنچهٔ دلها شد باز
احرام طواف بارگاهِ نواب	بستیم چو حاجیان مکه به حجاز

ازجگامه

صباح عید که از خندهٔ نشاط پیام	نمود در همه عالم نوید عشرت عام
ز جلوهٔ گل ٹیسو سواد جنگلها	زعکس رنگ شفق چون کنار دامن شام
ترانه های پپیها و نغمهٔ ستاما	دهد ز سوز محبت بعاشقان پیغام
بلند مرتبه نواب احسن اللہ خان	که هست بارگهش مرجع امید انام

تاریخ وفات نواب سر عبدالغنی

ای جهان تیره شو بچشم امید	رخ میفروز نے مہ و خورشید
سر غفران مآب سر نواب	افتخار محامد و القاب
خواجه عبدالغنی که سلطانی	کرد بے زحمتِ جهانبانی

گرد غمگین الم برنج و ملال — چون ز تاریخ ارتحال سوال
در سال وفات رضوان سفت — بر ریاض نعیم ساکن گفت

١٣ھ ١٤

مثنوی مدحیہ از کلام اُردو

عید اضحی آئی اور برسات ہی — عیش کا دن ہی خوشی کی رات ہے
فصل کی خوبی سے مستی عام ہی — دختر رز مفت مین بدنام ہے
جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا — توبہ کی قوت کو دیتی ہے گھٹا
دیتے ہین نواب صاحب سبکی داد — کرتے ہین اخلاق سے ہر دل کو شاد
احسن اللہ خان گردون احتشام — نطق لیتا ہے ادب سے جنکا نام

وله

جلوۂ فصل بہاری پہ دل اُٹھتا ہی پھڑک — سبزۂ گل سے زمین حسن مین ہی رشک فلک
عکس گل باغمین ہی یا کہ شفق پھولی ہی — چشم نرگس سے ہی گردونپہ چمن کو چشمک
استراحت کیلیے اہل جہان کے ہر سمت — مخمل سبز کی صحرا مین بچھی ہے توشک
گدگدانیسے صبا کی کبھی پھولونکی ہنسی — جنبش باد سحر سی کبھی شاخونکی لچک
ابر کے چرخ پہ ہے قوس قزح سے وسمہ — دامن ابر پہ ہی برق کی جلویسے دھنک
جلوۂ گل نے بچھایا ہی وہ دام نیرنگ — مُرغ نظارہ کو ہی خوف کہ جائی نہ اٹک
سبزہ رنگون کا ہر اک سمت ہی صحرا مین ہجوم — جنکے چہرہ کی نمک بادہ کشونکی ہی گزک
تیرا اقبال سُناتا ہی باآواز بلند — دشمنون کو ترے من ادرکہ البغض ہلک

ایک دن مین وہ قصیدہ تو لکھا ہی آزاد ‏ ‏ جسکو کہنا ہے بجا نقد معانی کا محک

مسدس

فصل برسات کی ہی اور ہی عید اضحیٰ ‏ ‏ جسطرف دیکھیے ہنگامہ عشرت ہے بپا
جز نشاط و طرب و عیش نہین کچھ چرچا ‏ ‏ عزت افزا ہی ہر ایک بزم مین جام صہبا
مفت کا گوشت گزک کیلیے بدمست ہے
مے کے پینے مین بہلا اب بھی کوئی دقت ہے

مژدہ ای عیش کہ گھنگھور گھٹائین آئین ‏ ‏ بدلی رت فصل بہاری کی ہوائین آئین
چمن دہر مین پھر نشو و نمائین آئین ‏ ‏ کان مین مرغ خوش الحانکی صدائین آئین
عام ہی رحمت باری چمن امکان مین
دھوم ہی عیش کی عشرتکدہ دوران مین

مختصر کر سخن آزاد کہ ہے وقت دعا ‏ ‏ اس مسدس نے فصیحون کا قلم توڑ دیا
ہے عجب طرز بیان اور ہی رنگ انشا ‏ ‏ سیکھے تجھسے کوئی اردوی معلی کہنا
ہے بلا فرق یہی طرز بیان دہلی
سن لین بنگالہ مین احباب زبان دہلی

سہرا در طوی جناب نواب عتیق اللہ بہادر

آج ای بخت مبارک ہو تری سر سہرا ‏ ‏ باندھ نواب جوان بخت کے سر پہ سہرا
اہتمام و گل و گوہر مین بھرا ہی پرون ‏ ‏ ابر نیسان کہ بنا آج یہ گز بھر سہرا

ہمکو آزاد یہ دعوی ہی بقول غالب ۔۔۔ کیا کہیگا کوئی اس سہرے سی بہتر سہرا

باقر - تخلص - حاجی سید محمد باقر طبا طبائی خلف دوم سید محمد تقی مرحوم ملک ایران کے ایک مجتہد کی اولاد مین سے ہین - پیدایش شہر ڈھاکہ انکا دیوان الموسوم بہ گنجینہ باقر طبع ہو چکا ہی - گذشتہ ماہ ذی الحجہ مین رحلت ہوئی -

تاریخ انتقال

رفت ایندم از جہان سید محمد باقر آہ ۔۔۔ افضل غمگین بنشتہ سال ہجری ارتحل

۱۳۲۷ھ

من کلام باقر

سر تسلیم بکف داشتہ گردن بنہم ۔۔۔ قاتلم تا کہ نظر جانب شمشیر کند

دیگر

بیتابی دل کردہ دریدہ سر شکم پر ۔۔۔ کز روزن ہر مژگان میلرزد میزند

دیگر

آزان ور چشم من نآید بجز چشمت دگر چشمی ۔۔۔ کہ از چشمت ندیدہ چشم در آن خوبتر چشمی

دیگر

از کجی ہموارہ دارد پشت بر مقصد کمان ۔۔۔ میرساند راستی دائم بمطلب تیر را

دیگر

صبح امید وصال از شب ہجران دمید ۔۔۔ دیدۂ امید را مژدۂ دیدن دہم

دیگر

بدل انبوہِ اندوہ است و در تسکین او باقر ۔۔۔ نہ صہبا کے نہ میناے نہ دل سوزی نہ تیماری

تاریخ رحلت سر عبد الغنی مرحوم

افسوس کہ آن اختر تابندۂ ہند ۔۔۔ از دیدہ نہان گشت بچشمک زدنی

بر جملہ مطاع بود و می ساخت مطیع ۔۔۔ از بذل و عطا و جود و شیرین سخنی

گفتا بکجاست ہاتفی غیبی گفت ۔۔۔ [illegible] رسید دان بکیدم زدنی

۱۳۱۴ھ

بیرم - خان خانان میرزا محمد بیرم خان بہادر - اتالیق شہنشاہ جہان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ابن سلطان بابر بادشاہ ہندوستان - انکی شہادت کی تاریخ "شہید شد محمد بیرم" - سے نکلتی ہی یہ کتاب نہایت خوشخط مطلا و پر کار نایاب روزگار خواجہ محمد افضل صاحب کے کتب خانہ مین میری نظر سے گذری - اسکا کاتب - بہبود کاتب ہی خان خانان مرحوم کے صاحبزادے کے کتبخانہ کے لیے سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین پرگنہ جالنہ پور مین اس نسخہ نے اتمام پایا - یہ کتاب خواجہ عبدالرحیم صاحب نے خواجہ حبیب اللہ ولد خواجہ اسد اللہ کوکب مرحوم کو بطور انعام ایک تحریر لکھنے مین دیا تھا - اور پھر خواجہ صاحب کے ہاتھ لگی - سید محمود آزاد کے معرفت ایکمرتبہ خان بہادر خدابخش خان بانی بانکی پور لائبریری نے ہزار روپیہ قیمت کہی تھی - مگر خواجہ صاحب نے اسکو جدا کرنے سے انکار کیا - یہ کتاب نہ ملک ہندوستان اور نہ قلمرو ایران مین کہین ہی فقط عنقا صفت مشہور ہی - صرف دو چار شعر کی تذکرہ شعرا مین موجود ہی - اسلیے بطور یادگار یہان انتخاب کرکے بطور اختصار لکھا گیا - یہ کلیات بیرم ہی چند قصائد اور غزلیات فارسی اور بعد ازان ایک ترکی دیوان اخیر مین اور فتح نامۂ اشتر کرام درج ہی - خواجہ صاحب خود مصوّر بھی ہین - اس نسخہ کے ٹائیٹل پیج اور اخیر ورق کی عکسی تصویر ½ سائز مین اُتاری ہی -

بیرم

شہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او	اگر غلام علی نیست خاک بر سر او
ولی والی والا امیر عرش جناب	کہ ہست خسرو خاور کمینہ چاکر او
کبوتران حرمیش کہ محرم حرم اند	چو جبریل امین ہست ہر کبوتر او
شہا غلام تو بیرم کہ از عنایت تست	کہ گشتہ سلطنت ظاہری میسر او

اس قصیدہ مین باسٹھ ۶۲ شعر ہین۔

چون برافراخت خسرو دین رایت ہدا	اعلام کفر گشت نگونسار جابجا
بنمود در بلاد ختن چتر لالہ گون	بشکست در سواد حبش قیرگون لوا
برکند میخہای سراپردہ شاہ زنگ	چون کند لان خسرو چینی دید در ہوا

اس قصیدہ مین ترپن ۵۳ اشعار ہین۔

تیسرا قصیدہ مدحیہ۔ ہمایون بادشاہ کی تعریف مین ہی ۷۹ ابیات کا

شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف	بر درگہش سپہر نہد روی افتخار

چوتھا قصیدہ۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی مدحت مین ۳۶ شعر کا ہی

عقد قیق ربود خدنگ تو از کجک	کرد از ہلال صورت پروین شہاب جک

اور بھی سوای اسکے چھوٹے چھوٹے تین ۳ قصیدے ہین۔

تا سرو دید نازکی آن نہال را	از سر نہاد ونغمہ اعتدال را
پیرم بدہ رضا بقضائیکہ رفتہ است	چون کارہا خلاف مقدر نمیشود
پیک صبا پیام مرا پیش یار بر	شرح غمی ز من بسوی غمگسار بر

نا کردہ تحمل غم خود کردہ ام اظہار	از کردہ و نا کردہ بشیمان شدہ ام باز
بیرما آن بلبل بیخانمانم در فراق	کز دل پر سوز ہر شب آشیان میسوزدم
یکتائی سفید لطیف تو بر بدن	مانند شبنمے ست کہ افتاد بر سمن
ای زرو یت دہد ہا گرمان را روشنی	دیدۂ بیرم ز تو بی نور بودن تا بکی

فتح نامہ

بار فتح غریب روی نمود	کہ دل دوستان ازان بکشود
شکر للہ کہ باز شادانیم	بر رخ یار و دوست خندانیم

تائب

تائب منشی عبدالنعیم صاحب ابن منشی عبدالعظیم محرر عدالت فوجداری ضلع ڈھاکہ المتخلص بہ تائب۔ آپ دینداری کے زندہ نمونہ تھے۔ راست گو اور خوشخو۔ زیادہ تر فارسی مین اشعار کہتے تھے۔

تاریخ رحلت

چو جست افضل سنینش گفت رضوان از در جنت	بگو۔ اندر گلستان نعیم عبدالنعیم آمد ۱۳۱۱ھ

اشعار فارسی

ترک دنیا گفتن و تائب شدن	ہمت مردانہ میدانیم ما
ہلال عید بر خسار مہ جبینان بین	مے نیاز کش و روی نازنینان بین
مے را بجان خریدم مستی بدل گزیدم	در میکدہ دریدم این خرقۂ ریا را

شاہین

شاہین نواب سر احسن اللہ بہادر کے۔ سی آئی۔ ای المتخلص بہ شاہین

خلف نواب سر عبدالغنی بہادر فردوس آرام گاہ - آپکی ولادت باسعادت کی تاریخ **شائق** نے لکھی ہے - امیر اعظم سے ۱۲۶۲ھ نکلتی ہی -

آپ باوجود کثرت مشاغل زیادہ تر فی البدیہہ احباب کے بزم مین اشعار لکھتے تھے - اور خواجہ عبدالغفار مرحوم اختر سے اصلاح لیا کرتے تھے

آپکا کلیات خواجہ محمد افضل صاحب کے کتب خانہ مین قلمی موجود ہے

آپکے اشعار کے بارہ مین یہ کہنا کافی ہی کہ کلام الملوک ملوک الکلام -

از دیوان فارسی

ساقیا وقتیست در دہ جام را — مطرب آہنگی کہ با بم کام را
پاک کن از دل غبار رنج و کین — پشت پا زن این غم ایام را
بس کن ای شاہین حدیث چنگ و نے — قصہ کن کوتاہ و پُر کن جام را

از دیوان اردو

بات ہی انکی سب اور عدو کا تمام — گنجفہ کیطرح سب کام بھی ابتر ہوا
سُنکے خبر فتح کی بزم مین یہ غل مچا — شاہ کی شاہین کا آج صید کبوتر ہوا

ولہ

کوئی تو پوچھے یہ جا دلدار سے — کیون لیا دل جب نہین ہی دلدار سے
آج دے اک جام بدلے دل کے کل — ہے غرض ایفا سے نہ اقرار سے

شائق - خواجہ حیدر جہان ابن خواجہ خلیل اللہ متخلص بہ شائق شہر کے باشندون مین ہی آپ ایک معزز اور سر عبدالغنی کے قرابت مندون مین سے تھے -

اور مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی سے بذریعہ خط و کتابت کے اپنے کلام کی اصلاح لیا کرتے تھے۔ آپ کا مختصر سا دیوان جناب خواجہ محمد افضل صاحب کے کتبخانہ مین موجود ہے۔

از کلام اُردو

تجھے عرش کا جسنے تارا بنایا		اُسی نے بد اختر ہمارا بنایا
اُسی نے کیا ہمکو رسوائے عالم		کہ جسنے تجھے عالم آرا بنایا
یہان نالۂ بے اثر ہمکو بخشا		وہان دل ترا سنگ خارا بنایا
دیا درد وہ ہمکو گردون نے شائق	ولہ	کہ تدبیر جسکی نہ چارا بنایا
جسکی ٹھوکر سے جی اُٹھے مُردے		اُسکی رفتار نے ہمین مارا
ضرور ہی کہ جو ہو کُشتہ گلعذارونکا	ولہ	گلے مین ہار ہو تیغ ستم کو دارونکا
خون دل پیتے ہین غم کھاتے ہین	ولہ	دل لگانے کا مزا پاتے ہین
تیری دھوکے سے چمن مین اکثر	ولہ	سرو کو جاکے لپٹ جاتے ہین

مری فسق و فجور مین عمر کٹی کوئی حسن عمل تو کیا ہی نہین
یہی فکر ہی دیکھیے کیا ہو وہان بجز اسکے تو اور بنا ہی نہین

کوئی رفتۂ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہی جا جو گیا سو وہان سی پھرا ہی نہین

مجھے بھائی تھی دشت جنون کی قضا مری دل مین بھرا تھا وہ ذوق و مزا

اگئے باغ جنان مین جوایک ذرا دل شائق خستہ لگا ہی نہین

انتظاری بیقراری آہ و زاری رات کی	ولہ	کیا کہین تجھ بن کہ کیا کیا ہمنے ساری راتکی
جوئے خون چشمون سے شائق ہمنے جاری راتکی		یاد مین اُس سرو قامت کے یہانتک روئے ہم
بہت حال شائق کا تیری بتر ہے	ولہ	صبا اُس سے کہیو کہ تجھکو خبر ہے
یہ اُڑتی سی پہونچی وہان کی خبر ہے		ہوا خواہ تھا مین کبھی جس چمن کا
صبا کا وہان آج شائق گذر ہے		نہ چلتی تھی جس جا نسیم سحر بھی

قصیدۂ فارسی در تولد نواب سر احسن اللہ بہادر

خرم و شاد ہمہ تازہ و تر شد گلزار		للہ الحمد کہ آید بجہان عہد بہار
ہمچو عنقا شدہ معدوم وجود ادبار		از سما تا بہ سمک ہست ہجوم اقبال
فخر صد فخر زمان راز وجودش سزاوار		تازداز زادن او در مادر گیتی برخود
ہست از بہر ہمین گردش چرخ دوار		ہر زمان گردش چرخ بلاگردان ست
این ندا آمدہ از غیب بگوشش مرزار		فکر تاریخ چو کردیم امیر اعظم ۱۲۶۲ھ

خمسہ

چسند نالم بخت نافرجام را		چند گویم شکوۂ ایام را
ساقیا بر خیز در دہ جام را		مطربا بنشین کہ یابم کام را

خاک بر سر کن غم ایام را

صبا ۔ خواجہ عبدالرحیم معروف بہ ہامیان مرحوم ابن خواجہ سلیم اللہ مرحوم

داماد و برادر زادهٔ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ۔ آپکے جد اعلی کشمیر کے تھے۔ آپ کا مولد و مدفن ڈھاکہ ہی۔ فارسی اور اردو مین بہت لائق ناظم و ناثر تھے۔ آپکا تخلص صبا تھا۔

از کلام فارسی

ز چشم یار و نرگس شباہت عین ست	ز زلف و مشک سر مو نہ فرق مابین ست
بہ قتل من چہ کشی تیغ کین کہ ایمائے	بکن بغمزہ کہ این کار طرفۃ العین ست

از کلام اردو

بھرا ہی یہ دل اپنا عیش و طرب سے	کہ بیساختہ نغمہ نکلے ہے لب سے
خم دل مین ہی جوش صہبائے عشرت	نہین کام کچھ ہمکو بنت عنب سے
کیا دیر اے مژدۂ فتح تو نے	تری منتظر یان ہین مشتاق کب سے
تری رد برو جاہ و اقبال و دولت	کیے نیچے آنکھین کھڑے ہین ادب سے
ہو نواب کا عمر و اقبال افزون	دعا ہم یہی مانگتے اپنے رب سے

کوکب

کوکب۔ خواجہ اسد اللہ صاحب متخلص بہ کوکب شہر ڈھاکہ کے رئیسون مین سی اور نواب سر عبد الغنی مرحوم کے عزیزون مین تھے۔ انکا کلام نہایت پاکیزہ ہی فارسی مین انکا کلام پختہ۔ پُر درد پُر لطف ہوتا تھا۔ آپکا دیوان کتب خانہ خواجہ محمد افضل صاحب مین موجود ہے

تاریخ رحلت

حیف کوکب کوکبِ دُرّی که بود بر سپهرِ نظم اندر قبر خفت
درِ غمش شد چاک دلها چون صدف آنکه صدها گوهرِ مضمون بسفت
رفته کوکب هاے در زیر زمین ولہ از الم افضل نهاده ۱۲۷۶ھ سر بگفت
گفت افضل سال فوت کوکب چرخ سخن آه آه آه آه در زیر زمین ۱۲۷۶ھ کوکب برفت

از دیوان فارسی

ز اسرارِ میان او محو نام و نشان گاهی که ارباب معانی حل نکردند این معما را
فلک امروز اگر مهلت دهد آماده سامان کن نمیدانم بد ورا او که خواهد دید فردا را
ای آنکه نباشد بجهان جز تو کسِ ما ولہ امید که باشی نفسی همنفسِ ما
ای کرده خجل لعل لبت لعل یمن را ولہ صد رشک ز سلک دهنت دُرِّ عدن را
از خوبیٔ فردوس میسر سد ز کوکب کو ساخت فراموش درین کوچه وطن را
ساقیا خیز که در نغمه سحاب ست امروز ولہ تار بارش بنظر تار رباب ست امروز
آه شبنم گر اثرے داشتے ولہ شام فراقش سحرے داشتے
جلوه افروز ازل بودی بخلوتگاه ناز ولہ بارک اللہ بزم هستی را طلبگار آمدی

در تولد نواب احسن اللہ بهادر

افتخار خاندان آمد پدید اعتبار کارمان آمد پدید
خشک مغزانِ جنون را زین نشاط مغز نو در استخوان آمد پدید
می سزد گر نوبتِ خسرو زنم کو چو گنج شائیگان آمد پدید

زادہ گر از بطن مادر طفل لیک — حامی پیر و جوان آمد پدید
بل ز بطن مریم ثانی نگر — عیسی گردون مکان آمد پدید
این نوید از ڈھاکہ تا کشمیر باد — اعتزاز خواجگان آمد پدید
کیست آن ابن عمی اِتی عمی — منعمی با عز و شان آمد پدید
بود از شعبان شب بست دنہم — کو ز امر کن فکان آمد پدید
پیر گردون گفت تاریخش مرا — این پسر فرخندہ دان آمد پدید

نامی - میر وزیر علی ولد میر حسن علی - آپکے آبا و اجداد ڈھاکہ کے سابق باشندو نمین سے تھے - اہل تشیع مین آپکی فارسی اور عربی کی استعداد سب سے بڑھی ہوئی تھی - اوائل مین آپ تجوؔ لکھنوی سے اصلاح لیا کرتے تھے بعدہٗ حضرت آزاد جہانگیر نگری کے حلقۂ شاگردی مین داخل ہوئے آپ زیادہ تر اردو مین نظم کہتے تھے امسال ساٹھ برس کی عمر مین بعارضۂ ہیضہ انتقال کیا - نامی

تاریخ انتقال

افضل غمگین فگندہ سر زِ افسوس و حزن — گفت بی نام و نشان ہیہات نامی شد سنین
١٣٢٧ھ

من کلام نامی

نشہ حسن مین ہے چور کبھو ہوش مین یاؤن — شیشۂ دل کے ہین ٹکڑے خذفِ پارا کیا تھا
ہاتھ سے اُس بُت کافر کے شہادت پائی — حشر نامی کا الٰہی ہو نہ اللہ کیا تھا

ولہ

سُنتے ہی غیر غیر کا حال آئے دوڑ کے وہ — آنکھین تر آب زلف پریشان کیے ہوئے

وفا۔ خواجہ عبدالغفار ولد خواجہ عبدالغفور مغفور۔ ڈھاکہ رکن اعظم مین سے تھے خلد آشیان نواب سر عبدالغنی مرحوم کے برادرون مین تھے۔ آپ فارسی اور اُردو مین کلام فرماتے تھے۔ آپکا تخلص فارسی مین وفا۔ اور ریختی مین نزاکت اور اردو مین اختر۔ تھا۔ آپکا بہت سا کلام دریا بُرد اور چوری ہو گیا۔ بعد اسکے آپنے اپنا ایک کلیات بفرمایش نواب سر احسن اللہ بہادر مرحوم کے مرتب کیا جسکی ایک نقل ہمارے معزز جناب خواجہ محمد افضل صاحب کے پاس موجود ہی۔ آپ کا پارسی کلام نہایت بلیغ و فصیح اسیر کے طرز پر ہی اور اُردو مین آپنے میر تقی مرحوم کا طریقہ اختیار کیا۔ آپکو پیری مین نعت گوئی کیطرف رغبت ہوئی اور بہت نعتیہ کلام مقبول ہی۔

از کلام فارسی

آب بخشد بحر را این چشم طوفان خیز ما	تا بر آتش راه دهد آه شرر انگیز ما
جیب و دامان شد گلستان از اشک خونبها ببین	بو العجب نیرنگہای دیدهٔ گلریز ما

ایضاً در نعت

ای روح روان داروی دل چارهٔ گر جان	ای ختم رسل قبلهٔ دین کعبهٔ ایمان
ای نور ز تو عکس فگن آئینہ توحید	در وصف تو اندیشہ خجل ناطقہ حیران
گردِ رہِ رہوار تو کحل البصر دل	خاکِ تہ نعلین تو نورِ نظرِ جان

ریختی اُردو

شکرانہ اواحت کا کرتی ہون دوگانہ مین		سایہ ہی مری سر پہ آج اُسکی عنایت کا
رنگین کی بُو دھپ پر یہ ریختی لکھی ہے	وله	بنگالہ مین ہوئیگا اب نام نزاکت کا
شکوہ بزمِ غیر مین جانیکا کیجیے تو وہ شوخ		ہنس کے کہتا ہی کہ وان میری بلا بھی مین نتھا
جی مین ہی کہیے بوقتِ میکشی مُنہ چوم کر	وله	ای صنم یہ نشہء مے کی خطا تھی مین نتھا
آئی نہ قیامت ترے اصرار سے ابتک		جی اُٹھے نہ مُردے تری گفتار سے ابتک

رباعیات

اک عمر مین نے خوش معاشی کی ہے	اشکون سے چمن مین آب پاشی کی ہے
دشوار ہی اب سانس بھی لینا ہمدم	آہون نے میرے یہ دل خراشی کی ہے

دیگر

گر خضر نے عمر جاودانی پائی	یا آبِ حیات کی نشانی پائی
کیا ناز کرے اسپر کہ جب آخر کار	مرنے کیلیے یہ زندگانی پائی

دیگر

دُنیا ہی طلسم رنج و حسرت اختر	اور زندگی آئینہ حیرت اختر
سب آگ کا عالم ہے جو یان دیکھے تو	شادی و غم و الفت و کلفت اختر

وافر ماسٹر سید احمد حسین۔ یکے از باشندگان شہر ڈھاکہ۔ معلم مدرسہ محسنیہ ڈھاکہ۔ متخلص بہ وافر شاگرد حضرت نساخ آپ اردو مین شعر کہتے تھے اور نیز انگریزی پوئٹ تھے۔ وافر

تین چار سال کا زمانہ ہوا کہ حالت جنون مین رحلت کی۔

حبذا ای نازش بنگالہ ای فخرِ زمان ‏‏ ای رئیس محتشم ای عزت ہندوستان

کشورِ انصاف و عدل و داد کی مسند نشین ‏‏ حامیِ دین نبی اسلام کی تاب و توان

ناخدای کشتی اسلام دریاے سخا ‏‏ احسن اللہ خان خدیو عصر ممتاز زمان

نور فیض قبلۂ عالم ہوا وہ جلوہ گر ‏‏ چھپ گئین روز سیہ کیطرح ساری کھلیان

فیض سی رکھی ہی ایسا زر کا طوفان ہر طرف ‏‏ کشتی سائل ہوئی سونیکی پانی مین روان

جود حاتم اور شی ہی فیض حضرت اور ہی ‏‏ ہی وہ گر مال کہن یہ جنس نہی ہی گھمیان

رات دن اللہ سی وآفر کی ہی یہ التجا ‏‏ ہو عنایت آپکو آرام و عیش جاودان

خاتمۃ الطبع

ماہران علم و ہنر خوب واقف ہین کہ کسی علم و فن کی جب کوئی کتاب لکھنا ہوتا ہے تو مصنف بیچارے کو کیا کیا دقتین پیش آتی ہین ۔ منجملہ اُن کے ایک فراہمی کتب کا بکھیڑا ہے کہ بغیر کتب معتبرہ کے پوری کامیابی غیر ممکن ہے مصنف چاہے کیسا ہی بڑا عالم متبحر ہی کیون نہو مگر بلا امداد کتب جو اگلے لوگ اپنے اپنے وقت مین ہر ایک امر کو تحقیق کر کے لکھ گئے ہین اور جو کچھ اُنکے قلم سے نکلا ہے اُنکا عین مشاہدہ یا تجربہ ہے اس مین کوئی شک نہین کہ بغیر ذخیرہ کتب کے کسی فن مین کمال حاصل نہین ہوسکتا کیا وجہ کہ جب تک ہمکو کسی بات کا علم نہوگا ہم کیا خاک اسکے متعلق کچھ بحث کرسکتے ہین اگرچہ صدہا کتابین علمائے نامدار نے تصنیف فرمائین اور اکثر اُن مین سے صرف درس تدریس مین ہین اور ابد آباد تک سلسلہ اُنکا قایم رہیگا ۔ جنکے مطالع سے ابنائے روزگار مستفید ہوتے رہینگے مگر سیر اور تواریخ کی کتابون کو اُن سب دینی و دنیوی کتب پر ترجیح ہے یعنی حالات و واقعات جہان کا اگر کچھ پتہ ملتا ہے تو صرف تاریخ ہی سے متاخرین کا طرز معاشرت اور اُنکے اخلاق آداب اُنھین کے کارنامون سے ظاہر ہوتے ہین چنانچہ فی الحال **تواریخ ڈھاکہ** کل جسکو جناب **منشی رحمان علی صاحب طیش** مرحوم نے بڑی عرق ریزی اور تحقیق کے ساتھ لکھی ہے ارباب تواریخ و سیر جنکو فن تواریخ سے دلچسپی ہے وہ اُن کے محنت و جانفشانی کی داد دیکر دعائے خیر سے ضرور یاد فرمائینگے ۔ واقعی ایسی جامع تواریخ بنگلا زبان اُردو مین آجتک مع تصاویر دلفریب جات کوئی نہین چھپی ہے ۔ دراصل مصنف نے بڑی محنت شاقہ اور دماغ سوزی سے اسکو لکھا ہے گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہے ۔ للہ الحمد کہ اب حسب ایمائے جناب **شیخ احمد علی صاحب ڈاکٹر** خلف مصنف صاحب مغفور بحسن و خوبی کے ساتھ احقر العباد کے اسٹار آف انڈیا پریس آرہ مین بصد آب و تاب باہتمام کارپردازان مطبع حلیہ طبع سے آراستہ ہوگئی اگرچہ مصنف صاحب کی تصنیفات سے اور بھی کئی ایک کتابین نظم و نثر مین طبع ہوچکی ہین لیکن یہ تاریخ الحق لاجواب ہے ۔

محمد ظہور الحق فضل رحمانی حنفی استھانوی بہاری

پروپرائٹر اخبار و اسٹار آف انڈیا آرہ